

رَضَانِ الْمَنَازِلِ وَالْفَلَاحِ

رمضان المبارک کی برکات

رمضان اور رویت ہلال کی اہمیت

رمضان المبارک کے فضائل

روزے کا مقصد - تقویٰ

روزے کی حکمتیں

بخشش کے بہانے

رمضان کیسے گزاریں



محبوب العلماء و الصالحین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مفتی اعظم
نیشاپوری

223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

مکتبہ الفقیہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رمضان المبارک کی برکات

ماہنامہ نیک نواز کاؤنسل
دینی و ملی کتابوں کا تنظیم مرکز ٹیکسٹ بک بورڈ

حقیقی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نکاحی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیکسٹ بک

از افادات

محبوب العلماء و الصالحین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴾

نام کتاب رمضان المبارک کی برکات

صاحب خطبات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

مرتب: مولانا محمد حنیف نقشبندی مدظلہ

صفحات 160

قیمت

اشاعت اول اگست 2007ء

اشاعت پنجم جولائی 2011ء

تعداد 1100

کیپوزنگ دارالمطالعہ، حاصل پور

ناشر

مکتبۃ الفقیر P223 سنت پورہ فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَالَّذِي يُضَوِّبُ الْمَوْتِ
وَالَّذِي يُضَوِّبُ الْمَوْتِ

فطر لکھنؤ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
23	ایک دلچسپ واقعہ	9	عرض مرتب
24	ثانی علماء کون؟	12	① رمضان اور رویت ہلال کی اہمیت
25	ایک پسیس میوزیم کی تحقیق	12	روزمرہ عبادات کے اوقات
26	مزید تحقیق	13	سالانہ عبادات کے اوقات
28	چاند کی رویت ضروری ہے	13	ششی اوقات مستقل ہیں
29	ایک حیرت انگیز نکتہ	13	قمری اوقات میں تغیر کی حکمت
32	② فضائلِ رمضان المبارک	15	چھتیس سال کا راؤنڈ
32	فضیلت شعبان	15	نیا چاند دیکھنا سنت ہے
33	فضیلتِ رمضان	16	ایک بنیادی اصول
34	”رمضان“ کا لغوی مفہوم	17	ایک اشکال کا جواب
35	روزہ کا لغوی اور اصطلاحی مطلب	17	اختلاف رویت کی سائنسی توجیہ
36	برکتوں والا مہینہ	17	سائنسدانوں اور مسلمانوں کے نئے
37	عظمتوں والا مہینہ	18	چاند میں فرق
38	قبولیت دعا کا مہینہ	19	چاند نظر آنے کا وقت
39	مغفرت کا مہینہ	19	بیرون ملک میں ایک ناخوشگوار
41	صبر کا مہینہ	19	صورتحال
42	غنمخواری کا مہینہ	21	سالانہ کیلنڈر کی اصولی غلطی
42	عبادت کا مہینہ	22	غلطی کا نتیجہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
58	محبت بھرا خطاب	43	تلاوت کا مہینہ
58	ایک مثال	44	شفاعت کا مہینہ
59	وصلِ محبوب کی قیمت	44	اللہ تعالیٰ کا مہینہ
61	سب سے بڑا انعام	45	نیکیوں کا سیزن
62	آپ مل گئے، سب کچھ مل گیا	45	پورے سال کا قلب
63	روزے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے	38	اجر و ثواب میں اضافہ
64	ایک نکتہ	46	جنت کی آرائش
66	روزے کا مقصد	47	سنہری موقع
67	ہر عبادت کا مقصد تقویٰ	47	روزہ داروں کا اکرام
68	کامیابی اہل تقویٰ کے لیے ہے	49	روزہ دار کے منہ کی خوشبو
69	اللہ تعالیٰ کی وصیت	49	روزہ دار کے لئے دو خوشیاں
69	تقویٰ کیا ہے	50	روزے کا بدلہ
70	تقویٰ گناہوں سے کیسے بچاتا ہے	51	بے مثال اور بے ریا عبادت
70	حسد کی وجہ سے گناہ	52	روزہ ڈھال ہے
71	شہوت کی وجہ سے گناہ	52	تین عشروں کی فضیلت
71	حرص کی وجہ سے گناہ	53	جنت کی سیل (SALE)
72	تقویٰ باعث استقامت ہے		رمضان المبارک اور حضرت یوسف
74	روزہ اور تقویٰ کا حصول	54	پیغم کی باہمی نسبت
75	روزے کے تین درجے	56	☞ روزے کا مقصد تقویٰ
75	(۱) عوام کا روزہ	56	روزوں کی فرضیت
75	(۲) خواص کا روزہ	56	مؤمنین سے براہ راست خطاب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
96	بیماریاں	76	۳) انحصان خواص کاروزہ
97	کم کھانے کی عادت ڈالنے	76	فکر کی بات
97	نبی اکرم ﷺ کا معمول	78	روزے کی حکمتیں
98	صحت مندی کا بہترین راز	78	روزے کا مقصد
99	پیغام عافیت	79	روزہ اور روحانی ترقی
99	حقانیت اسلام کا ایک واضح ثبوت	80	بھوک سے واقفیت
100	شیر کی صحت کاراز	80	من پسند کا کھانے والے
101	مگر چھ کی صحت کاراز	81	نوسال سے کوک پر گزارا
101	سستی کیوں پیدا ہوتی ہے؟	82	روٹی نہ ملے تو ڈبل روٹی کھائیں
102	مشاہیر اور ان کی خوراک	82	بھوک کی فضیلت
103	وزن کم کرنے کا آسان نسخہ	83	ایک مچھلی کی حیرت انگیز خوراک
104	بھوک ختم ہونے کا احساس	84	نعتوں کی قدر دانی
	سلمنگ کلب جانے کی ضرورت	84	ایک کھرب پتی کی بے بسی
106	نہیں	87	ایک گھونٹ پانی کی قیمت
106	تراویح کے جسمانی فائدے	89	سالانہ روحانی ورکشاپ
107	(۱)..... عبادت بھی ورزش بھی	90	حصول علم کا درخشاں تصور
109	(۲)..... دائمی خوبصورتی کاراز	92	ایمان کی چارچنگ
	(۳)..... شوگر لیول کنٹرول کرنے		قرآن وحدیث میں طب کے رہنما
110	کاذریعہ	92	اصول
	رمضان المبارک کے لئے پلاننگ		زیادہ کھانے سے پیدا ہونے والی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
127	اللہ کی رحمت کا جھرو	111	کی ضرورت
128	فائل راؤنڈ	116	بخشش کے بہانے
130	رمضان کیسے گزاریں	116	رمضان کا مہینہ برکتوں کا خزینہ
130	کامیاب انسان	117	بخشش کے بہانے
130	ہماری خوش نصیبی	117	شیطان انسان کا ازلی دشمن
131	بزرگی کا معیار	118	لائسنس یافتہ دشمن
131	حضور نبی اکرم ﷺ کی ترغیب	119	شیطان کے حیلے
131	رمضان المبارک میں معمولات	120	شیطان سے اللہ کی پناہ
132	نبوی ﷺ	120	ماہ رمضان اور شیطان
133	ہم رمضان کیسے گزاریں	120	بارہواں راؤنڈ
133	(۱) روزے کی حفاظت کریں	121	(۱) پکڑ کر مروانا
135	زیادہ روزہ لگنے کی وجوہات	122	(۲) اعمال کا ریٹ بڑھا دیا
135	(۲) عبادت کی کثرت	122	(۳) قبولیت دعا کا وعدہ
136	عبادت میں رکاوٹ	122	(۴) چرند و پرند کی دعاؤں میں حصہ
136	موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو	123	(۵) شب قدر
136	آرام	123	(۶) آخری شب رمضان
137	(۳) دعاؤں کی کثرت	124	(۷) مجمع عید کی برکت
139	(۴) تلاوت قرآن مجید کی کثرت	124	نتیجہ
140	سلف صالحین کے واقعات	125	ہائے افسوس.....!!
140	امام اعظم ابوحنیفہؒ کا معمول	126	بخشش کا پکھنڈ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
155	عیدِ یادِ عید	140	حضرت رائے پوریؒ کا معمول
156	اجتماعی عمل کی فضیلت	141	حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا معمول
157	حضرت یوسف علیہ السلام سے بوڑھی	142	حضرت شیخ الہندؒ کا معمول
158	عورت کی محبت کا واقعہ	144	مستورات کا قرآن سے لگاؤ
	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پرندہ کی	144	اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ
158	محنت	145	ہم بھی کوشش کر لیں
158	نجات کی صورت		اعتکاف..... رحمتِ الہی سمیٹنے کا
		146	طریقہ
		146	نبی اکرم ﷺ کا مجاہدہ
		147	لیلۃ القدر کی فضیلت
		148	لیلۃ القدر پانے کا آسان طریقہ
		149	زندگی کے بہترین لمحات
			رمضان المبارک کمانے والے
		149	خوش نصیب
		150	ایک سبق آموز واقعہ
		151	ٹیکوں کی چیک بک
		152	خوف اور رجاء
		153	کوشش اور دعاء
			ایک بددعا پر نبی رحمت ﷺ کا
		154	آمین کہنا



عرض مرتب

رمضان المبارک کا مہینہ وہ مہینہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا مہینہ کہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیے کہ یہ عشاق کا مہینہ ہے۔ ذرا دل کی کھڑکی کھولیں تو دل کی آنکھوں سے عشاق کے احوال نظر آنے لگیں گے۔ ذرا تصور کریں کہ رمضان المبارک کے شب و روز میں کیا برکات ہوتی ہیں اور کیا کیفیات ہوتی ہیں۔ وہ روزے داروں کا دن بھر روزے سے رہنا..... بوقت نماز مسجد میں پہنچنے کی سبقت کرنا..... راتوں کو قیام اللیل کرنا اور تلاوت قرآن سے اپنی روح کو معطر کرنا..... بوقت سحر سرجھو دھو کر گڑ گڑانا..... افطار کی دعائیں اور افطار کی خوشیاں..... رمضان المبارک کے بھی کیا عجیب لیل و نہار ہوتے ہیں۔ دیوانوں کیلئے تو رمضان کے اوقات قربِ جاناں کے اوقات ہیں اور تلاوت قرآن مئے ارغوان کی مانند ہے۔ اس لیے ان کو تو سارا سال اس ماہ مبارک کا انتظار رہتا ہے اور جب گزر جاتا ہے تو بھولتا ہی نہیں۔ بھلا وہ گھڑیاں جس میں محبوب کی جلوہ آفرینی اپنے جو بن پر ہو کہیں بھولتی ہیں اور وہ شرابِ کلام جو محبوب نے پلائی ہو کہیں بھولتی ہے اور وہ مستی جو اس شراب سے آئی ہو کہیں بھولتی ہے۔

وہ فراق اور وہ وصال کہاں
وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں
فرصتِ کاروبار شوق کے

اسی لیے اللہ والوں کا رمضان عجیب ہوتا ہے۔ ان کے لیے تو اس مہینے کا ایک ایک ہل قیمتی ہوتا ہے۔ وہ تمام مشاغل دنیا کو ترک کر کے اپنے آپ کو یادِ خدا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول کر لیتے ہیں۔ اور جوان میں صاحبِ ارشاد ہوتے ہیں وہ پھر محفلیں سجاتے ہیں..... محبوب کی محفلیں..... مشاہدہ حق کی باتیں..... رونا اور رلانا..... جاگنا اور جگانا..... یہی ان کا کام ہوتا ہے۔

ہم نے بھی اپنے شیخ محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی کچھ محافلِ رمضان دیکھیں ہیں..... اور اعتکاف کی کچھ مجالس سنیں بھی ہیں۔ حضرت کے فیوضات اور رمضان کے انوارات و برکات کے زیرِ اثر حاضرین کی کیفیات عجیب ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ رور و کر اللہ کو منانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۔ رونے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے

دھوئے گئے ہم ایسے کہ بس پاک ہو گئے

یاد دہانی کے لئے اور اعادہٴ سبق کے طور پر حضرت کی بعض مجالس کے بیانات کو اس کتابی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ تاکہ سالکینِ رمضان المبارک سے پہلے اس کا مطالعہ فرمائیں اور حضرت کی ہدایات کی روشنی میں اپنے رمضان کے اوقات کو قیمتی بنا لیں۔ تاہم جو کوئی طالبِ صادق حقیقی فائدہ اٹھانا چاہے تو..... رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں..... وہ پہنچے حضرت کی محفل میں..... کہ چشمہٴ فیض رواں دواں ہے..... صلائے عام ہے یا رانِ نکتہ واں کیلئے۔

یکے از خدام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رمضان اور رؤیت ہلال کی اہمیت

از افادات

پر طاقیت و شریعت و حکم

محبوب العلماء و الصالحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب
مجددی علیہ السلام
تشیبندی

رمضان اور رویتِ ہلال کی اہمیت

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَ سَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ!
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
 وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَ افْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ
 سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَ سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
 وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

روزمرہ عبادات کے اوقات

دین اسلام میں روزمرہ کی عبادت کو سورج کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے فجر کا وقت..... زوال ختم ہونے کے بعد ظہر کا وقت..... جب سورج کی دھوپ پھیلے یا سایہ دو مثل ہو جائے تو عصر کا وقت..... جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت..... اور جب آسمان پر ستارے اچھی طرح چمک جائیں چمک جائیں تو عشاء کا وقت۔ گویا دن بھر کی عبادات کا وقت سورج کے ساتھ متعین کر دیا۔ اس میں کتنی آسانی ہے گھڑی کی بھی ضرورت نہیں آدمی سمندر میں ہو، جنگل میں ہو شہر میں ہو، ویرانے میں ہو سورج کے حساب سے چیز کا سایہ دیکھے اور اپنی نماز کو ادا کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کو دن

میں اپنے وقت کے اوپر نرض فرما دیا۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا

سالانہ عبادات کے اوقات

لیکن جو سال کی تقریبات ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے چاند کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ مثال کے طور پر مہینے کا شروع ہونا اور ختم ہونا چاند کے ساتھ منسلک ہے۔ چاند نظر آیا تو ذوالحج شروع ہو گیا سال کا آخری مہینہ۔ پھر چاند نظر آیا تو محرم شروع ہو گیا۔ اسی طرح چاند نظر آیا تو رمضان شروع ہو گیا۔

شمسی اوقات مستقل ہیں

مگر سورج اور چاند کے اعتبار سے جو اوقات ہیں ان دونوں میں ایک فرق ہے۔ سورج کے ساتھ جب وقت متعین ہوتا ہے تو وہ مستقل ہوتا ہے سارے سال کیلئے ایک کیلنڈر بنا دیا جائے تو ہر سال کیلئے وہی کیلنڈر کافی ہے۔ سورج کا بڑھنا، گھٹنا یعنی دن اور رات کا چھوٹا لمبا ہونا وہ پکا۔ چنانچہ مسجدوں میں سال کے میقات الصلوٰۃ بنا دیے جاتے ہیں، اس میں مختلف اوقات لکھ دیے جاتے ہیں اور ایک دفعہ کا بنا ہوا وہ نقشہ پھر ہمیشہ کیلئے کافی ہوتا ہے۔

قمری اوقات میں تغیر کی حکمت

لیکن قمری اعتبار سے مسئلہ یہ ہے کہ جو شمسی سال ہے اس سے قمری سال دس دن چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر سال عید دس دن پہلے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سالانہ عبادات کو جو اس چاند کے ساتھ نتھی فرمایا اس میں ایک حکمت ہے۔ حکمت یہ ہے کہ اگر سورج کے ساتھ نتھی کر دیتے تو جن لوگوں کے روزے سردیوں میں ہوتے تو

ساری عمر ان کے روزے اتنے ہی چھوٹے ہوتے۔ اور جن کے روزے گرمیوں میں ہوتے ساری عمر ان کے روزے اتنے لمبے ہوتے۔ لوگ مشکل میں پڑ جاتے۔ کہتے جی یہ کیا مسئلہ۔ ہمارے تو روزے آتے ہیں اتنی گرمی میں اور دن اتنے لمبے، پیاس کی شدت سے تو ہماری حالت بری اور فلاں ملک کے لوگوں کے روزے آتے ہیں سردیوں میں اور دن بالکل چھوٹے۔ کئی ملکوں میں تو دن بہت ہی چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ ہم ایک ملک میں گئے وہاں ہم نے فجر کی نماز صبح کے ساڑھے نو بجے پڑھی۔ فجر کی نماز صبح کے ساڑھے نو بجے پڑھی اور مغرب کی نماز دن کے ساڑھے تین بجے پڑھی۔ تو یہ کوئی چھ گھنٹے کا دن بنا۔ اب اس دوران ظہر بھی ہوئی عصر بھی ہوئی۔ مغرب آگئی اور باقی ساری رات۔ تو اتنی لمبی رات کہ بندہ رات سے تنگ آجاتا ہے۔

اسی طرح کئی جگہوں کے دن بہت لمبے ہوتے ہیں اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک ملک میں ہم گئے وہاں روزہ افطار کرتے تھے اور عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور تراویح ختم ہوتے ہی سحری کا وقت ہو جاتا تھا تو مشکل سے ہم سحری کھاتے تھے اور پھر فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اتنی چھوٹی رات ہوتی تھی باقی سارا دن۔ تو اللہ رب العزت کی باتوں میں بڑی حکمت ہے۔

فعل الحکیم لا یخلو علی الحکمة

دانا کا کوئی بھی کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ نے سال کے ان ایام کو اسی لئے چاند کے ساتھ نتھی کیا کہ یہ دس دن آگے ہوتے ہوتے کبھی روزے سردیوں میں آئیں گے اور کبھی گرمیوں میں آئیں گے۔ تو ہر قسم کے دنوں کی برکات سے مؤمنین مستفید ہو سکیں گے۔ اسی طرح

عید الفطر کا معاملہ ..

چھتیس سال کا راؤنڈ

تو چھتیس سال کے اندر یہ پورا راؤنڈ مکمل ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں جولائی اگست کے روزے دیکھے ہوئے ہیں۔ ابھی تو آنے میں کچھ سال اور لگیں گے۔ اس وقت گھروں میں بجلی نہیں ہوتی تھی اور ہمیں آج بھی یاد ہے کہ عصر کے وقت روزے والوں کی حالت یہ ہوتی تھی کہ وہ پانی کو دیکھ کر ترستے تھے کہ ہم اسے کب پیئیں گے۔ اتنی بری حالت ہوتی تھی پیاس سے۔ چونکہ گرمی کا دن اور سارا دن پسینہ آتا تھا، پسینے میں انسان کے اندر سے اتنا پانی خارج ہو جاتا تھا کہ منہ خشک ہو جاتے تھے اور جی چاہتا تھا کہ کسی طرح ایک قطرہ منہ میں ٹپکا دیا جائے۔ تو جولائی اگست کے روزے ہمارے بڑوں نے رکھے۔ ہماری عمر اس وقت چھوٹی تھی، پرائمری میں پڑھتے تھے۔ ہمارے بڑے دن میں ایک روزہ رکھتے تھے اور ہم ایک دن میں کئی روزے رکھتے تھے۔

تو یہ بات سامنے آئی کہ چاند کے ساتھ جو ان ایام کو نکھی کر دیا گیا تو اس میں حج کا موسم کبھی سردی میں، کبھی گرمی میں، کبھی خزاں میں اور کبھی بہار میں۔ سال کے ہر موسم میں انسان کو یہ عبادات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ عید الفطر بھی بدلتی ہے یہ عید الفطر بھی بدلتی ہے تو یہ تقاریر بدلتی رہتی ہیں۔ اور ہر ملک میں اسی طرح ہے یہ ایک حکمت تھی۔

نیا چاند دیکھنا سنت ہے

کیونکہ اسلامی مہینہ کا آغاز ہلال (پہلی کا چاند) کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے پہلی کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ پہلی کے چاند کو انفق پر دیکھنا یہ سنت ہے اور اس

کے بعد دعا مانگنا بھی سنت ہے۔ کتب حدیث میں ایک مسنون دعا منقول ہے

اللَّهُمَّ اهِنَا عَلَيْنَا بِالْيَمَنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ
لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ

(اے اللہ! اسے تو ہمارے لیے برکت والا بنا۔ ایمان و سلامتی اور اسلام و

اعمال کی توفیق کے ساتھ نکلا ہوا بنا، وہ اعمال جو تجھے پسند ہیں اور جن سے تو

راضی ہے۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے)

افسوس کہ آج چاند دیکھنے کے سنت عمل کو عمومی طور پر ترک کر دیا گیا۔ جب
گزشتہ مہینہ کی انتیس تاریخ گزر جائے تو افاق پر چاند دیکھنے کی ہر بندے کو کوشش
کرنی چاہیے نظر آئے یا نہ آئے سنت کا ثواب ملے گا۔

ایک بنیادی اصول

سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ چاند کے ساتھ جو مہینوں کو نتھی کر دیا تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ رمضان بھی چاند دیکھنے کے ساتھ شروع ہوگا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ایک سادہ سا اصول بتا دیا۔ فرمایا،

صُومُوا لِرُؤْيَيْتِهِ وَافْطَرُوا لِرُؤْيَيْتِهِ

(روزہ رکھو جب چاند دیکھو اور افطار کر لو جب چاند دیکھ لو)

کہ تم چاند دیکھو رمضان کا تو روزہ رکھو اور چاند دیکھو شوال کا تو افطار کر لو۔
سادہ سا اصول بتا دیا۔ مگر اس زمانے میں چونکہ سائنس کی ترقی بہت ہو گئی ہے تو لوگ
چاہتے ہیں کہ ہمیں چاند دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ لہذا چاند دیکھے بغیر ہی
ہم اعلان کر دیں کہ رمضان کب ہے اور عید کب ہے۔ چنانچہ آج مجھے دن کے چار
بجے کسی نے فون کیا کہ چاند نظر آ گیا ہے میں نے کہا سبحان اللہ۔ کتنی مزے کی بات

ہے۔ بھئی! ابھی تو لوگوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ کہنے لگے کہ جی مسجد میں اعلان ہو گیا ہے۔ تو میں نے بات سمجھائی کہ اصل میں اعلان کرنے والے یہ وہ لوگ ہیں جو چاند دیکھے بغیر روزہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو یہ جو مختلف الخیال باتیں سننے کو ملتی ہیں تو اس سے ذہن میں ایک خلفشار پیدا ہوتا ہے۔ تو اس لئے ذہن میں یہ بات آئی کہ آج اسی عنوان کو کھولا جائے۔ چونکہ طلباء کا مجمع ہے اس لئے آسانی ہے کہ وہ یقیناً اس عنوان کے اندر دلچسپی رکھیں گے۔

ایک اشکال کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمیں چاہئے کہ ہم سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھا کریں اور عید کیا کریں وہ ہمارا مرکز ہے، مرکز اسلام ہے۔ تو جب وہ عید مناتے ہیں تو ساری دنیا کو اسی دن عید منالینی چاہئے۔ تو نکتہ سمجھ لیں کہ اس میں ہمارے علماء نے یہ کہا بھئی! نبی علیہ السلام کا حکم بہت واضح ہے کہ تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو چاند کو دیکھو تو افطار کر لو۔ اس لئے تسلیم اسلم ہے، مان لینا ہی بہتر ہے۔ جب ایک حکم مل گیا تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔

اختلاف رویت کی سائنسی توجیہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں کے چاند دیکھنے میں اور سعودی عرب کے چاند دیکھنے میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے اور کبھی یہ دو دن کا بھی ہو جاتا ہے۔ ایک دن کا فرق تو اتنی بڑی بات نہیں ہے، زمین کے کسی حصے میں کل عید تھی ہمارے ہاں آج عید ہے یہ کوئی اتنا فرق نہیں ہے۔ جب دو دن کا فرق آ جاتا ہے تو پھر مسئلہ ہوتا ہے اور ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو دن کا فرق کیوں ہوتا ہے۔ تو اس بات کو تھوڑا گہرائی میں جا کر سمجھنا پڑے گا۔

سائنسدانوں اور مسلمانوں کے نئے چاند میں فرق

دیکھیں ہمیں چاند جو نظر آتا ہے۔ تو وہ ایسے کہ مہینے میں جب پہلی کا چاند طلوع ہوتا ہے تو چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ وقت کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے، بڑھتا رہتا ہے۔ پہلے بالکل باریک بال کی طرح پتلا ہوتا ہے پھر روزانہ موٹا ہوتا جاتا ہے، موٹا ہوتے ہوتے جب پندرہ شعبان ہوتی ہے تو کامل چاند گولائی کی شکل میں آ جاتا ہے۔ پھر پندرہ کے بعد چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور چھوٹا ہوتے ہوتے بالآخر مہینے کا ایک دن ایسا آتا ہے کہ جب چاند نظر ہی نہیں آتا۔ چاند کیوں نظر نہیں آتا کہ اس دن چاند سورج کے سامنے نہیں آسکتا..... اس کا مدار ایسا بنتا ہے۔ لہذا نہ وہ سورج سے روشنی پاتا ہے نہ نظر آتا ہے۔ اس وقت وہ بالکل سیاہ ہوتا ہے نظر ہی نہیں آتا، وہ روشن ہو گا تو ہمیں نظر آئے گا۔ تو جب بالکل سیاہ ہوتا ہے تو سائنسدانوں نے اس چاند کا نام رکھا New Moon (نیا چاند)۔ تو سائنسدانوں کے نزدیک نئے چاند کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بالکل سیاہ ہوتا ہے، نظر ہی نہیں آتا۔

ایک ہے ہم مسلمانوں کا نیا چاند۔ ہم نیا چاند کہتے ہیں جو پہلی کا چاند ہوتا ہے بال کی طرح ہلکا سا۔ اس کو کریسنٹ کہتے ہیں، ہلال کہتے ہیں۔ جب وہ ہلال نظر آئے تو ہم لوگ اس کو کہتے ہیں نیا چاند۔ اب پتہ چلا کہ سائنسدانوں کی Defination (تعریف) میں اور ہم مسلمانوں کی Defination (تعریف) میں ایک بنیادی فرق ہے۔ سائنسدان نیا چاند اس کو کہتے ہیں جو نظر ہی نہیں آتا جس کے نظر آنے کی توقع ہی نہیں۔ اور ہم مسلمان نیا چاند کہتے ہیں جب نظر آئے تو بالکل باریک ہو، ہلال بن جائے اس کو ہم نیا چاند کہتے ہیں۔

اب یہ جو فرق ہے اللہ جانے کہ سائنسدانوں نے لاعلمی میں ڈال دیا یا بد معاشی سے ڈال دیا لیکن لفظ انہوں نے ایسا استعمال کیا کہ جس لفظ سے مسلمان دھوکہ کھا

سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے جو کیلنڈر چھاپے اور کیلنڈر میں انہوں نے چاند کے شیڈول میں لکھ دیا کہ Birth Of New Moon نئے چاند کی پیدائش ہو چکی۔ اب جب ہم اس کو پڑھتے ہیں کہ نئے چاند کی پیدائش ہو چکی تو ہر بندہ یہ سوچتا ہے کہ چاند ظاہر ہو گیا یا چاند نظر آ گیا۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی بلکہ اس سے مراد یہ کہ چاند کو سیاہ ہوئے اتنا وقت گزر چکا۔ اس کا بالکل یہ مطلب نہیں ہے کہ چاند کو نظر آئے ہوئے اتنا وقت گزر چکا، یہ غلط فہمی ہے۔

چاند نظر آنے کا وقت

علوم فلکیات اور سائنسی تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ Birth Of New Moon چاند کی پیدائش یعنی سیاہ چاند کے بعد پندرہ گھنٹے گزر جائیں تو تب چاند کے نظر آنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ اور اگر اٹھارہ گھنٹے گزر جائیں تو کچھ یقینی صورت ہوتی ہے کہ ضرور نظر آئے گا اور اگر تیس گھنٹے ہو جائیں تو پکی بات ہے کہ ہر بندے کو کھلی آنکھ سے نظر آئے گا۔ پندرہ سے بائیس گھنٹوں تک امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ نظر آئے گا، جتنے گھنٹے زیادہ گزرے ہوں اتنے امکانات زیادہ۔ تو پندرہ گھنٹوں تک نظر آنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ پندرہ گھنٹے سے کم وقت ہو تو چاند نظر آنے کا امکان ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس وقت میں چاند اتنا نیچے ہوتا ہے کہ وہ اوپر نظر ہی نہیں آ سکتا۔ جب اس کو پندرہ گھنٹے مل جائیں گے تو وہ افق کے اوپر نظر آنے کی پوزیشن میں ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ یہ ایک اصول ہے۔

بیرون ملک میں ایک ناخوشگوار صورتحال

ہمیں بیرون ملک رہتے ہوئے اکثر یہ مشکل پیش آتی تھی کہ وہاں پر جو سعودی عرب کے دوست ہوتے تھے وہ چارٹ کو دیکھ کر شعبان کے آخری جمعہ میں پہلی رمضان کا بھی

اعلان کر دیتے تھے اور عید کا اعلان بھی کر دیتے تھے۔ شعبان کے آخری جمعہ میں دو اعلان کرتے تھے۔ یہ کہ فلاں دن سے رمضان شروع، فلاں دن رمضان ختم پھر آگے عید کا دن۔ ہمیں بڑی حیرت ہوتی۔ ہم ان سے پوچھتے کہ خدا کے بندو! تمہیں شعبان کے آخری جمعہ میں رمضان کا چاند کیسے نظر آ گیا؟ وہ کہتے تم دقیانوس ہو، اللہ لوگ ہو، عقل تمہاری کام نہیں کرتی، دنیا سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں۔ تمہارا کام ہوتا ہے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا۔ دنیا آسمان کے چاند پر پہنچ چکی اور تم لوگوں کو چاند نظر ہی نہیں آتا۔ ہم پوچھتے بھی آخر کہنا کیا چاہتے ہو۔ کہتے جی کہ دیکھو اس وقت دنیا چاند پر قدم رکھ چکی ہے لہذا انہوں نے جو چارٹ بنائے ہوئے ہیں اس پر ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ وہ ٹھیک ہیں۔ ہم جب اس کے حساب سے دیکھتے ہیں کہ فلاں دن چاند نظر آئے گا تو ہم رمضان کا بھی اعلان کر دیتے ہیں اور عید کا بھی اعلان کر دیتے ہیں۔

اب وہ چاہتے تھے کہ جو سعودی عرب کی ڈائری سالانہ بنی ہوئی ہے اس کے حساب سے ہم رمضان بھی کریں اور عید بھی منائیں۔ مگر لوگ اپنی عبادت ایسے تو نہیں خراب کرتے وہ ہمیں پوچھتے ہم کہتے کہ ہم چاند دیکھ کر بتائیں گے۔ اب یہاں پھٹا ہوا جاتا وہ اعلان کر چکے ہوتے اور ہم کہتے کہ دیکھ کر بتائیں گے۔ کئی دفعہ تو بڑی نازک صورت حال ہو جاتی۔ مسلمانوں کے بچے ایک ہی سکول میں ہیں، کافروں کا سکول ہے، اب آدھے بچے درخواست دے رہے ہیں کہ ہم نے انیس تاریخ کو عید منانی ہے اور باقی آدھے بچے درخواست دے رہے ہیں کہ ہم نے بیس تاریخ کو عید منانی ہے۔ تو کافران بچوں سے پوچھتے کہ تم عجیب لوگ ہو ایک دن مل کے عید نہیں منا سکتے۔ وہ لوگ پھر ہمیں کہتے کہ تم ہمارے ساتھ نہیں ملتے ہم کہتے کہ آپ حدیث کی تعلیم کے ساتھ نہیں ملتے ہم آپ کے ساتھ کیسے ملیں۔ آپ ان سائنسدانوں کے

بنائے ہوئے ڈیٹا کو چھوڑ دیں۔ سادہ سی مات ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ چاند دیکھو روزہ رکھو چاند دیکھو افطار کرو۔ وہ کہتے جی کہ آج کے زمانے میں چاند دیکھنا یہ کونسا بڑا مسئلہ ہے دنیا نے چاند گاڑی چاند پر اتاری اور تمہیں اپنی آنکھ سے چاند نظر نہیں آتا۔

اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا مگر ہم نے یہ دیکھا کہ وہ عید کا اعلان کرتے تو ماشاء اللہ ان کے پاس ہوتے تیس..... چالیس بندے۔ اور جب ہمارا عید کا اعلان ہوتا تو ماشاء اللہ تین ہزار..... پانچ ہزار..... سات ہزار۔ تو وہ اس سے بڑے تنگ ہوتے کہ یہ جو پکڑیوں والے ہیں ناں ملاں قسم کے لوگ، پتہ نہیں لوگ ان کے پیچھے کیوں چلتے ہیں۔

سالانہ کیلنڈر کی اصولی غلطی

جب بار بار اس طرح کی صورت حال پیش آتی تو ایک دفعہ ہم نے سعودی عرب کے ایک ذمہ دار بندے کو خط لکھا۔ ہم نے کہا کہ یہ آپ رمضان اور عیدین کا جو شیڈول بنا دیتے ہیں اس بارے میں ہمیں کچھ ٹیکنیکلی سمجھائیں کہ یہ آپ کیسے بناتے ہیں۔ جس بندے کو لکھا اس نے کہا کہ تم یونیورسٹی رجوع کرو۔ ہمارے پورے سال کا کیلنڈر یونیورسٹی کے پروفیسر بناتے ہیں جو سائنس سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ہم نے یونیورسٹی سے رجوع کیا، انہوں نے دو پروفیسروں کے نام بتائے۔ جب ان پروفیسروں سے بات چیت ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ دونوں حضرات یہ سمجھتے تھے کہ ماہرین فلکیات نے جو سالانہ کیلنڈر بنایا ہوا ہے اس میں جو Birth Of New Moon لکھا ہوتا ہے اس سے مراد مسلمانوں کا (ہلال) ہے کہ وہ پیدا ہو چکا ہے اور ہمیں اب دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ان کو اس فرق کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ New Moon نیومون کسے کہتے ہیں اور Crecent

(ہلال) کے کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو فرق سمجھایا اور بتایا کہ جس نیومون کو آپ نے کریسٹ سمجھ رکھا ہے اس وقت تو چاند ہوتا ہی نہیں ہے لہذا آپ اپنا شیڈول ٹھیک کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایک اصول بنا کر سال کا کیلنڈر اتنی مدتوں سے بنا رہے ہیں اب ہم اگر اصول بدلیں گے تو ہمیں تو اپنی نوکری کا خطرہ ہے۔ ہم نے کہا بھئی نوکری کا خطرہ اپنی جگہ مگر لوگوں کی عبادت کا بھی تو کچھ لحاظ ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کی عبادت ہو جائے گی۔

غلطی کا نتیجہ

چنانچہ نتیجہ کیا نکلا؟ ایک ایسا بھی مہینہ آیا سعودی عرب میں کہ اٹھائیس روزے بنے ان کے حساب سے انتیس بننے چاہئیں تھے مگر اللہ نے بھی چاند دکھا دیا۔ اب جب آنکھوں سے لوگ عید کا چاند دیکھ رہے ہیں وہ روزہ کیسے رکھیں؟..... حکومت کو پھرٹی وی پر معذرت کرنی پڑی کہ جی ہمیں رمضان کا چاند دیکھنے میں غلطی لگی انتیس کا مہینہ تھا ہم نے ایک روز بعد میں رمضان کا اعلان کیا، آج انتیس کا چاند نظر آ گیا لہذا اٹھائیس روزے بنے، ہیں اب پوری قوم ایک دن رمضان کے بعد روزے کی قضا کرے گی۔ اب جب دیکھ کر چاند کو فیصلے نہیں کرنے اور لکھے ہوئے ٹیبل اور لکھے ہوئے ڈیٹا کی بنیاد پر فیصلے کرنے ہیں تو پھر حال تو یہی ہونا ہے۔ چنانچہ سعودی عرب کے اندر سال میں ایک مرتبہ محرم کے شروع میں وہ کیلنڈر بنا لیتے ہیں۔ جو کیلنڈر بن جاتا ہے سارا سال وہ اس کے مطابق چلتے ہیں۔ بعد میں کوئی اس کو ہلا نہیں سکتا۔ یہ بنیاد ہے کہ جس وجہ سے ہماری عید میں اور سعودی عرب کی عید میں، ہمارے رمضان میں اور سعودی عرب کے رمضان میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اب بنیاد کا پتہ چل گیا کہ وہ چاند کا اعلان دیکھ کر نہیں کرتے بلکہ جو چاند کے بارے میں سائنسدانوں نے تفصیلات چھاپی ہوئی ہیں بس اس کو پڑھتے ہیں اور اس پر پورے سال کی ایک

ترتیب بنا لیتے ہیں۔ سال کی ترتیب میں چاند انتیس کا ہو یا تیس کا ہو اونچ نیچ تو ہوتی رہتی ہے تو ان کو پھر اس قسم کے مسئلے پیش آتے رہتے ہیں۔

ایک دلچسپ واقعہ

لوگ بھی سمجھدار ہوتے ہیں وہ ایسے ہی نہیں اپنی عبادتیں ضائع کرتے چنانچہ میں آپ کو ایک مزے کا واقعہ سناؤں۔ ایک دن رمضان میں مجھے سفر کرنا تھا امریکہ کا۔ جب امریکہ جاتے ہیں تو سورج بھی اسی طرف چل رہا ہوتا ہے جس طرف جہاز چل رہا ہوتا ہے کیونکہ ہمارا ملک مشرق کی طرف ہے اور امریکہ مغرب کی طرف۔ اس وجہ سے دن نو گھنٹے لمبا ہو جاتا ہے۔ جو یہاں سے روزہ رکھ کر چلتا ہے اس کا سورج امریکہ جا کر غروب ہوتا ہے۔ اور جب آتے ہیں تو دن چھوٹا ہو جاتا ہے کیونکہ اب سورج اور جہاز مخالف سمت میں چل رہے ہوتے ہیں۔ لہذا امریکہ جاتے ہوئے ہم فجر کی نماز یہاں سے پڑھ کر بیٹھتے تھے اور ظہر کی نماز امریکہ جا کر پڑھتے تھے اور اس دوران میں بائیس گھنٹے گزر جاتے۔ تو آپ نے کبھی سنا کہ فجر اور ظہر کے درمیان بائیس گھنٹے کا وقت۔ جب وہاں سے واپس آتے تو پھر بائیس گھنٹے کا سفر ہوتا مگر اس میں ہمیں چھ نمازیں پڑھنی پڑتیں۔ آپ نے کبھی سنا کہ بائیس گھنٹے میں چھ نمازیں۔ بھی چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں ہوتی ہیں مگر ہمیں بائیس گھنٹے میں چھ نمازیں پڑھنی پڑتیں۔ اس لئے کہ وقت تیزی سے گزر رہا ہوتا اور جب وقت گزر رہا ہے تو ہمیں نماز بھی پڑھنی ہے۔

تو یہ ایک بات میں نے درمیان میں بتادی۔ اب جب ہم یہاں سے روزہ رکھ کر چلے تو اللہ تعالیٰ کی شان کہ کوئی آٹھ گھنٹے کے بعد یا دس بارہ گھنٹے کے بعد ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایئر ہوسٹس کو بلایا اور بلا کر کہنے لگے کہ میرے لئے افطاری لاؤ۔ اس نے کہا کہ سورج تو یہ نظر آ رہا ہے، عصر کا بھی وقت نہیں ہوا اور

ابھی افطاری کیسے؟۔ کہتا ہے کہ میں نے پاکستان میں روزہ رکھا تھا اور پاکستان میں اس وقت روزہ افطار ہو چکا ہے۔ خیر اس نے تو بات ماننی تھی، وہ تو ملازم تھی۔ اس نے کھانا لاکے اسکے آگے رکھ دیا۔ پھر میرے پاس آئی، کہتی ہے سر! میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتی ہوں، پوچھیں۔ کہنے لگی کیا افطاری کا وقت ہو چکا ہے؟ میں نے کہا نہیں سورج تو یہ سامنے نظر آ رہا ہے، افطاری کیسے ہو گئی؟ کہنے لگی کہ وہ فلاں سیٹ والے جو صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہم نے روزہ رکھا تھا پاکستان میں افطاری کا وقت ہو گیا ہے لہذا میں افطاری کر رہا ہوں۔ میں نے کہا اس کو کہو کہ پاکستان میں مغرب کا وقت بھی ہو چکا ہے اب اپنی مغرب کی نماز بھی پڑھ لے۔ جب اس نے جا کر یہ کہا تو وہ غصہ کھا گیا۔ کہتا ہے، افطاری کروں گا مغرب نہیں پڑھوں گا۔ اس نے تو افطاری کر لی لیکن پورے جہاز کے اندر اس وقت کوئی ڈیرھ سو لوگ تھے جو روزے دار تھے۔ اب ہر بندہ اٹھ کر ہمارے پاس آ رہا ہے اور پوچھ رہا ہے کہ جی افطاری کب ہو گی ہم نے کہا جب سورج غروب ہوگا۔ چنانچہ کسی بندے نے افطاری نہیں کی حتیٰ کہ ڈارھی مندے قسم کے لوگ اور بے پردہ قسم کی لڑکیاں عورتیں جن کو ظاہر دیکھ کر آپ کہیں گے کہ یہ کون فاسق فاجر لوگ ہیں، مگر جو روزے کے ساتھ تھے ان کو اپنے روزے کا پتہ تھا کہ ہم نے اپنے روزے کو ضائع نہیں ہونے ہونے دینا۔ انکے سامنے دو گھنٹے کھانا پڑا رہا اور کسی نے کھانا نہ کھایا۔ حتیٰ کہ دو گھنٹے کے بعد سورج غروب ہوا، جب ہم نے افطاری کی تو سارے جہاز کے لوگوں نے اس وقت افطاری کی۔

ثانی علماء کون؟

اب ان باتوں پر جو ثانی علماء ہوتے ہیں ان کو بڑا غصہ آتا کہ ہماری بات لوگ نہیں مانتے اور ان ملاؤں اور ملوثوں کی بات مانتے ہیں۔ ہم انہیں کہتے کہ جی یہ تو

اللہ کا فضل ہے۔ ثانی علماء کا پتہ ہے کون ہوتے ہیں؟ سری پیس سوٹ ہو، سوٹڈ بوٹڈ ہوں، ثانی لگی ہوئی ہو، ننگا سر ہو۔ تو ان کا نام ہوتا ہے ثانی علماء۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان پرانے لوگوں کو کیا پتہ، نئے زمانے کے حساب سے دین کو نئے انداز میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ وہاں بھی وہ یہی کہتے کہ سال کی جنتری کو دیکھ کر روزوں اور عیدین کا فیصلہ کر لینا چاہیے۔ کئی دفعہ وہ ہمارے پاس آتے اور ہمیں کہتے کہ تم ہمارے ساتھ عید کیا کرو ہمارے ساتھ روزے شروع کیا کرو۔ ہم کہتے جی نبی علیہ السلام کی تعلیمات ہیں چاند دیکھو تو روزہ رکھو، چاند دیکھو تو افطار کر لو۔ اللہ کی شان کہ یہ سلسلہ کئی سال چلتا رہا۔

ایک سپیس میوزیم کی تحقیق

ایک دفعہ ہم نے سوچا کہ اس بارے تحقیق کرتے ہیں کہ چاند کب اور کیسے نظر آتا ہے۔ امریکہ میں ایک سپیس میوزیم بنا ہوا ہے جہاں پر خلاء کے بارے میں معلومات دینے کا مرکز ہے۔ جیسے ہمارے یہاں بعض ریڈیو چینل دن میں گھنٹے گھنٹے بعد خبریں نشر کرتے ہیں۔ تو وہ جو سپیس میوزیم کا ریڈیو ہے وہ چوبیس گھنٹے خلاء میں جو کچھ ہو رہا ہوتا ہے اس کی خبریں نشر کرتا رہتا ہے۔ اب مریخ نظر آ رہا ہے، اب فلاں سیارے کو یہ ہو گیا، اب چاند ایسا ہے، یعنی خلاء سے متعلق خبریں وہ ہر وقت دیتا رہتا ہے۔ میں نے وہاں پر خود فون کیا، میں نے انہیں کہا کہ بات یہ ہے کہ میں آج چاہتا ہوں کہ چاند کو دیکھوں، میں اس جگہ پر موجود ہوں تو کیا چاند نظر آنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس نے فوراً مجھ سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ دیکھو آج چاند نظر آنے کی توقع نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ہم جس کو نیا چاند کہتے ہیں وہ کالا چاند ہوتا ہے اور آپ جس کو نیا چاند کہتے ہو وہ ہلال (کریسنٹ) ہوتا ہے۔ ابھی اس کے نظر آنے کے چانسز نہیں ہیں وہ کل نظر آئے گا۔ اس نے یہ کہا

اور ادھر جو ہمارے جو عرب دوست تھے وہ عید کا اعلان کر چکے تھے۔ پھر ہم نے ان سے کہا کہ فون کرو اور سپیس میوزیم سے یعنی اپنے پیرخانے سے پوچھ لو تمہیں زیادہ یقین ہے ان لوگوں پر۔ چنانچہ ان میں سے کئی لوگوں نے وہاں فون بھی کیا تو ان کو ان لوگوں نے خود بتایا کہ آج چاند نظر آنے کی توقع ہی نہیں۔

مزید تحقیق

میں نے ایک دفعہ پھر فون کیا اور انہیں کہا کہ مجھے اس کے بارے میں مزید معلومات چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ چاند کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہماری بحریہ کے دفتر فون کریں۔ اس لئے کہ جو نیوی کے لوگ ہوتے ہیں ان کا چاند کے ساتھ ایک جوڑ ہوتا ہے، انہوں نے اپنے جہاز بھیجنے ہوتے ہیں تو جب چاند کی پندرہ تاریخ ہوتی ہے تو سمندر کے اندر ایک طوفان ہوتا ہے جس کو ہائی ٹائیڈ کہتے ہیں..... اونچی لہریں۔ لہریں اتنی اونچی ہوتی ہیں کہ اس وقت اگر کوئی جہاز سفر کر رہا ہو تو وہ طوفان کا شکار ہو جاتا ہے اور ڈوب سکتا ہے۔ اس لئے جو سمندر کا سفر کرنے والے جہاز ہیں ان کے جو پروگرامز بنائے جاتے ہیں وہ ہائی ٹائیڈ کے حساب سے بنائے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو چاند کی پوری پوری خبر رکھنی پڑتی ہے۔ وہ چاند کے ایک ایک انچ کو ناپتے ہیں کہ آج چاند کہاں ہے۔ لہذا بحریہ والوں کے پاس اس کی معلومات زیادہ ہیں۔

میں نے بحریہ فون کر دیا میں نے کہا مجھے چاند دیکھنا ہے آپ مجھے اس بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا آپ تھوڑی دیر انتظار کریں میں کمپیوٹر سیکشن میں ملا دیتا ہوں۔ انہوں نے کمپیوٹر سیکشن میں میری ڈائریکٹ کال ملا دی۔ کمپیوٹر سیکشن کی جو بڑی تھی وہ ایک خاتون تھی، اس نے فون اٹھایا تو میں نے اس سے کہا کہ جی میں اس

جگہ موجود ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ آج چاند نظر آسکتا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا میں بتاتی ہوں..... اس نے اپنے کمپیوٹر میں دیکھ کر کہا کہ جی میں یقین سی نہیں کہہ سکتی کہ آج نظر آئے گا یا نہیں، کل یقیناً نظر آئے گا۔ میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی ہم لوگ تو چاند پر قدم رکھ چکے ہیں، آپ کہہ رہی ہیں کہ چاند نظر آنے کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ اس نے مجھے کہا کہ میں کوئی انجینئرنگ کی بات کروں تو کیا آپ کی تعلیم اتنی ہے کہ میری بات سمجھ سکیں۔ میں نے کہا ہاں اتنی تعلیم ضرور ہے کہ میں کسی بھی انجینئر کی بات کو سمجھ سکتا ہوں۔ پھر وہ کہنے لگی کہ ہم جو چاند کے بارے میں ریکارڈ رکھتے ہیں، ہم چاند کو یوں آنکھ سے نہیں دیکھتے نہ نظر آتا ہے۔ ہمارے پاس چاند کی جو Trajectory (مدار) ہے اس کی Equation (مساوات) بنی ہوئی ہے۔ اس فارمولے کے مطابق ہم کیلکولیشن کرتے رہتے ہیں اور ہمیں چاند کے بارے میں پتہ چل جاتا ہے کہ اب یہاں ہو گا اور اب یہاں ہو گا۔ اور وہ بالکل Exact وہیں پر ہوتا ہے۔ ہم جو بتاتے ہیں کہ چاند یہاں پر ہو گا تو ایک انچ آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا تو فارمولا استعمال کر کے مجھے بھی بتائیں کہ چاند آج اس جگہ پر پہنچ کر نظر آئے گا یا نہیں۔ اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ اس فارمولے کے اندر چھ ہزار Variables (متغیر) ہیں۔ یعنی Equation کے اندر کچھ Constant (مستقل) ہوتے ہیں اور کچھ Variables (متغیر) ہوتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اس فارمولے میں چھ ہزار متغیرات ہیں۔ اور چھ ہزار میں سے اگر ایک میں بھی تھوڑا سا فرق آ جائے تو اس کے جواب کے اندر فرق آ سکتا ہے۔ ہم کیسے گارنٹی دے دیں کہ چھ ہزار چیزوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یقینی طور پر نہیں بتایا جاسکتا کہ فلاں وقت میں چاند نظر آئے گا یا نہیں۔ کہنے لگی بالکل یہی بات۔ میں نے

دل میں سوچا کہ الحمد للہ قربان جائیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ جنہوں نے چودہ سو سال پہلے امت کو ایک قانون بتا دیا کہ

صُومُوا لِرُؤْيَيْتِهِ وَ افْطِرُوا لِرُؤْيَيْتِهِ

(تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھ لو اور چاند کو دیکھو تو روزہ افطار کر لو)

آج اتنی سائنسی ترقی کے باوجود بھی جب وہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ چاند نظر آئے گا یا نہیں تو پھر ہم کتابوں میں لکھے ہوئے ڈیٹا کو بنیاد بنا کر کیسے رمضان کا اور عید کا اعلان کر سکتے ہیں۔

چاند کی رویت ضروری ہے

تو اس لئے آپ حضرات کو قطعاً گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہاں سعودیہ ایک دن پہلے رمضان شروع ہو گیا تھا تو آج یہاں ضرور نظر آ جانا چاہیے تھا۔ پتہ نہیں پاکستانی مولویوں کو کیوں نظر نہیں آتا۔ اس لئے کہ وہ دیکھتے ہیں، چاند نظر آئے تو وہ اعلان کریں۔ اس مہینہ کا اعلان کرنے کے لیے چاند کی رویت ضروری ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ بھی ہمارے ان بھائیوں کی جو سالانہ ڈائری تھی اس میں چاند کے بارے میں کوئی اونچ نیچ ہو گئی ہے۔ جس وجہ سے عام دستور کے مطابق ایک دن کا فرق ہوتا ہے اور آج دو دن کا فرق پڑ گیا۔ لیکن ان دو دنوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں شک نہیں ہونا چاہئے۔ چاند نظر نہیں آیا اس لیے ہم نے روزہ نہیں رکھا، کل انشاء اللہ نظر آ جائے گا۔ کیونکہ کل تو چوبیس گھنٹے اور بھی گزر جائیں گے۔ کل تو چھوٹے بچوں کو بھی نظر آ جائے گا۔ تو الحمد للہ ہمارے علماء نے جو طریقہ اختیار کیا یہی طریقہ کامل ہے۔ حدیث پاک کے مطابق ہے۔ لہذا ہمیں اپنے روزے کی درستگی پر سو فیصد یقین ہے۔

ایک حیرت انگیز نکتہ

اب آپ کو ایک اور حیرت انگیز نکتہ بتاتے ہیں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے اکابر کی نظر کتنی گہری ہوتی تھی۔ قزوینی کی کتاب عجائب المخلوقات میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہر رمضان المبارک کا جو پانچواں دن ہوتا ہے وہ آنے والے رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ ایک قانون بتا دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس بات کو پچاس سال تک ہر رمضان المبارک میں دیکھا گیا اور اسے ٹھیک پایا گیا۔ آج دنیا سائنس دان بنتی پھرتی ہے، دیکھیں ہمارے مشائخ نے کیسی کیسی باتیں بتادیں۔ عاجز نے بھی اس کو کئی دفعہ آزما کر دیکھا اور بالکل درست پایا۔ آپ بھی اس چیز کو آزما کر دیکھ لیجئے کہ اس رمضان المبارک کا جو پانچواں دن تھا وہی آئندہ رمضان المبارک کا پہلا دن ہو گا۔

اللہ رب العزت ہمیں رمضان المبارک کی با برکت گھڑیاں نصیب فرمائے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے برکتیں عطا فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رمضان المبارک کے فضائل

از افادات

پر وقت و شریعت و عبادت

محبوب العلماء و الصالحین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مجددی نقشبندی

رمضان المبارک کے فضائل

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَ سَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اضْطَفَى أَمَا بَعْدُ!

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرة: ۱۸۵)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَ سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

فضیلت شعبان

شعبان کا مہینہ بڑا بابرکت مہینہ ہے اس لئے کہ یہ رمضان کا مقدمہ ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ جیسے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی سفیدی نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ پورا سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے ایسی ہی ہوتی ہے جیسے سورج نکل آیا ہو۔ اسی طرح رمضان المبارک کی برکات پندرہ شعبان کی رات سے شروع ہو جاتی ہیں ان میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ رمضان المبارک سے دو چار دن پہلے یہ انوارات ایسے ہی ہوتے ہیں گویا کہ رمضان المبارک ہی کے انوارات ہوں۔ پھر جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ آتی ہے تو انوارات کا یہ سورج اپنے رخ تاباں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور ایمان والوں کے دلوں کو منور کرتا ہے۔ اسی لئے شعبان میں رسول اللہ ﷺ بہت کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔

یعنی کئی دن تک روزے رکھتے جنہیں فقہائے کرام نے ”صوم وصال“ کا نام دیا ہے۔

دوسری بات وہ یہ لکھتے ہیں کہ پندرہ شعبان کی رات بندے کے لئے بچٹ کی رات ہے۔ بچٹ بننا شروع ہو جاتا ہے۔ آئندہ سال اس بندے کے رزق کا کیا معاملہ ہوگا۔ رزق میں انسان کا مال، اس کی اولاد، اس کی صحت، اس کے بیوی بچے، ہر چیز دنیا کی شامل ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ پندرہ شعبان سے انسان کا بچٹ بننا شروع ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ پورا رمضان بنتا رہتا ہے۔ اور لیلۃ القدر میں انسانوں کا یہ بچٹ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے حوالے فرما دیتے ہیں۔ آئندہ سال کے بچٹ کا فیصلہ۔ لہذا ان دنوں میں اگر ہم آئندہ سال کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا فیصلہ ہوگا۔

فضیلتِ رمضان

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ رب العزت کی رحمتوں کا خزانہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کو پانے کیلئے نبی علیہ السلام دعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام دعا فرماتے تھے

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا إِلَى رَمَضَانَ

(اے اللہ! رجب اور شعبان میں ہمیں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان

المبارک تک پہنچا)

کسی مہینے تک پہنچنے کی تمنا تو تبھی کی جاتی ہے نا جب اس میں کوئی بہت بڑا انعام ملنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ اس مہینے کے آنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

بلکہ ابن الفضل تابعی میں سے ہیں۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے

میں فرماتے ہیں۔ کہ

كَانُوا يَدْعُونَ اللَّهَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَنْ يُبَلِّغَهُمْ رَمَضَانَ ثُمَّ يَدْعُونَهُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَنْ يَتَقَبَّلَهُ مِنْهُمْ .

(ہم چھ مہینے اللہ رب العزت سے دعا مانگتے تھے کہ وہ ہمیں رمضان تک پہنچا دے اور جب رمضان المبارک گزر جاتا تھا تو چھ مہینے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم سے رمضان کو قبول فرما لے)

”رمضان“ کا لغوی مفہوم

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرة: ۱۸۵)

(رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا)

رمضان کا لفظ رَمَضٌ سے نکلا ہے۔ اس کے لفظی معنی تیزی اور شدت کے

ہیں۔ جیسے

◎ عربی میں کہتے ہیں رَمِضَ يَوْمًا أَيِ اسْتَدَّ حَرُّهُ کہ آج تو بہت گرمی ہے۔

◎ اسی طرح جب کوئی پرندہ بہت زیادہ پیاسا ہو اور پیاس کی وجہ سے لبے لبے

سانس لے رہا ہو تو اسے عربی میں رَمِضَ الطَّائِرُ کہتے ہیں۔ یعنی پرندے کو

بہت پیاس لگی ہوئی ہے۔

◎ چاشت کی نماز جو عام طور پر دن کے دس بجے ادا کی جاتی ہے اس کے بارے آتا

ہے صَلَوَةُ الضُّحَى حِينَ تَرْمِضُ الْفِصَالُ یعنی یہ وہ نماز ہے کہ جس کے

پڑھنے کے وقت اونٹنی کے بچے کے پاؤں بھی گرم ہو جاتے ہیں۔

◎ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں

شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَاةُ فِي رَمَضَانَ

ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی کہ نماز کے وقت میں بڑی گرمی ہے۔

گویا ظہر کی نماز کے بارے میں یوں کہا کہ اے اللہ کے نبی! ظہر کے وقت تو بڑی گرمی ہے۔

رَمَضَانَ كَالْفِظِ فَعَلَانَ كِى وَزْنَ بِرَاسْمِ جَنَّسِ هِى۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ باب سَمِعَ يَسْمَعُ سِى رَمِضَ يَوْمِضُ اَسْمِ مَصْدَرِ هِى۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ گناہوں کی تپش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آتا ہے۔ گویا رمضان کا لفظ اپنا معنی خود بتا رہا ہے کہ لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے، ان گناہوں کی شدت سے آگ جل رہی تھی اور رمضان المبارک کا مہینہ اس آگ کی شدت کو ختم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

روزہ کا لغوی اور اصطلاحی مطلب

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔ اس کا لغوی معنی ہے رک جانا، ٹھہر جانا۔

◉ جب بی بی مریم نے بولنا بند کیا تو قوم نے کہا کہ آپ بات کریں تو انہوں نے اشارہ سے کہا،

إِنِّى نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مریم: ۲۶)

(بے شک میں نے رحمان کے لئے روزہ مان لیا ہے)

ان کا یہ صوم کھانے پینے سے رکنا نہیں تھا بلکہ اس کا مطلب بولنے سے رک جانا

تھا۔

◉ اسی طرح اگر کوئی گھوڑا چلتے چلتے رک جائے اور تھکاوٹ کی وجہ سے نہ چل سکے

تو عربی میں اس کو صائم کہتے ہیں۔

◉ عرب لوگ اپنے گھوڑوں کو جہاد کے لئے تیار کیا کرتے تھے۔ چونکہ جہاد کے وقت ان کے لئے چارہ اور دانہ پانی میسر نہیں ہو سکتا تھا اس لئے وہ ان کو گرمی کے موسم میں یہ چیزیں نہیں دیتے تھے تاکہ ان کی مشق ہو سکے۔ جن گھوڑوں کو تربیت کی خاطر بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے ان کو عربی میں صائم کہتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کو روزہ کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے روزہ کی تعریف یہ لکھی ہے

وَفِي الشَّرْعِ امْسَاكَ مَخْصُوصٍ فِي زَمَنِ مَخْصُوصٍ عَنْ شَيْءٍ
مَخْصُوصٍ بِشَرَائِطٍ مَخْصُوصَةٍ

(مخصوص وقت میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص چیزوں سے رکنے کا نام روزہ ہے)

یعنی خاص وقت میں خاص شرائط کے ساتھ خاص طرح سے بندہ اگر وقت گزارے تو اس کو صوم کہتے ہیں۔ اب ایک بندہ نیت ہی نہ کرے اور ویسے ہی بھوکا رہے یا اس کی نیت ہو کہ میرا وزن کم ہو جائے۔ جیسے آج کل بہت سارے لوگوں کو ڈائٹنگ کا شوق ہوتا ہے تو اس کو روزہ نہیں کہیں گے۔ بے شک اس نے سارا دن بھوکا رہ کر وقت گزارا لیکن یہ روزہ نہیں کہلائے گا۔ تو اس میں کچھ خاص شرائط ہیں جن کے ساتھ انسان کو اپنا وقت گزارنا پڑتا ہے۔

برکتوں والا مہینہ

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا برکتوں کا نزول ہوتا

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ،

قرآن بھی عظیم ہے

وَلَقَدْ اَتَيْنَا سَبْعَ مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ

یہ مہینہ بھی عظیم اور اس مہینے کی عبادت پر جو کامیابی ملے گی وہ بھی عظیم ہوگی

وَ قَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

اور بڑی کامیابی پا گیا

قبولیت دعا کا مہینہ

یہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا مہینہ ہے۔ لہذا اس مہینے میں دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اللہ رب العزت رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں جہنم سے جہنمیوں کو بری کرتے ہیں اور رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں اللہ رب العزت ہر مومن کی کوئی نہ کوئی دعا قبول فرمالتے ہیں۔

لہذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی بھی گھڑی قبولیت کی ہو سکتی ہے اس لیے دعاؤں کی کثرت کرنی چاہیے۔ اس ماہ کی ایک اور خاص بات یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا روزہ داروں کی افطار کی وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ لہذا افطار کے وقت میں افطاری سے پہلے خوب دعائیں کرنی چاہیے۔

ایک حدیث پاک میں آیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم دیتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز لگاؤ کہ ہے کوئی مانگنے والا جسے میں عطا کروں ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا

کہ میں اس کی مغفرت کر دوں۔

اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے کتنا مانگتے ہیں۔ قبولیت کا اشارہ دے دیا گیا ہے۔ ہمیشہ مانگنے والے کو اپنے دامن کے چھوٹے ہونے کا شکوہ رہا ہے مگر دینے والے کے خزانے بہت بڑے ہیں۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

یہ تو مانگنے والے پر منحصر ہے، جیسی فریاد کرے گا ویسا ہی انعام ملے گا۔ اللہ کے بندو! دنیا دار لوگ بھی فقیروں کے بھیس کا لحاظ رکھتے ہیں، اگر رمضان المبارک میں کوئی بندہ نیکوں کا بھیس بنا کر اللہ سے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کیوں لحاظ نہیں فرمائیں گے۔

مغفرت کا مہینہ

موسموں میں ایک بہار کا موسم بھی ہوتا ہے۔ جب وہ موسم آتا ہے تو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ ان کی خوشبو سے فضا معطر رہتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ مغفرت کا موسم ہے۔ اس میں اللہ رب العزت بندے کی مغفرت کا منظر سجاتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے کیلئے پانی کے اندر مچھلیاں، بلوں کے اندر چیونٹیاں اور ہوا کے اندر پرندے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ روزہ دار آدمی اللہ رب العزت کو اتنا پسند ہے کہ اس کا سونا بھی عبادت ہے۔ جب وہ سانس لیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا اجر و ثواب دیا جاتا ہے

اور افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی انتہاء ہو جاتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں جاتے ہیں۔

مدینہ طیبہ کے قریب ایک قبیلہ بنی کلب نامی رہتا تھا جو بھیڑ بکریاں پالنے میں بڑا مشہور تھا۔ اس قبیلہ کے ہر گھر کے لوگ بکریاں پالتے تھے۔ کسی کے پاس پانچ سو بکریاں کسی کے ہزار بکریاں کسی کے پاس دو ہزار۔ ہر گھر کے لوگوں کے پاس سینکڑوں یا ہزاروں بکریاں ہوتی تھیں۔ جب بکریاں چرنے کے لیے نکلتیں تو دو پہاڑوں کے درمیان جتنی وادی ہوتی اس کو وہ بھر دیا کرتی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے اس قبیلے کا نام لے کر کہا کہ بنی کلب کی بکریوں کے جسم پر جتنے بال ہیں ان بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو جہنم سے بری فرماتے ہیں

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی عطا فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے لے کر آج تک جتنے لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے اس ایک رات میں ان کے بقدر لوگوں کو جہنم سے خلاصی نصیب فرماتے ہیں۔

ان کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر

تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہم بھی اگر کسی قابل بن جاتے تو اس مہینے میں مغفرت کا ہونا تو بہت ہی آسان

صبر کا مہینہ

حضور نبی علیہ السلام نے اسے صبر کا مہینہ قرار دیا، فرمایا
هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ
(وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے)

اس مہینہ کا صبر ہونا ظاہر ہے کہ تمام خواہشات و شہوات پر پابندی لگا دی گئی کہ تم
سحر و افطار کے درمیان کچھ کھاپی نہیں سکتے، نہ بیوی کے پاس جاسکتے ہو۔

اسی طرح لغو کاموں اور فحش باتوں سے صبر۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ إِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللُّغْوِ وَ
الرَّفْسِ

(کہ روزہ کھانے اور پینے سے بچنے کا ہی نام نہیں بلکہ روزہ تو لغو اور فحش
کاموں سے بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔)

لڑائی جھگڑے اور بدکلامی سے صبر۔ اگر کوئی روزہ دار ہو اور دوسرا بندہ کوئی
اس سے جھگڑا کرنا چاہے۔ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ۔ اس کو کہہ دینا چاہیے کہ بھئی میں
روزہ دار ہوں۔

جھوٹ اور غیبت سے صبر۔ فرمایا

مَنْ لَمْ يَزَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلُ بِهِ فَلَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي أَنْ
يَضَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ .

(جو شخص جھوٹ اور جھوٹ کے متعلقہ کام (کھوٹ) نہیں چھوڑتا اللہ کو اس کی
کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑ دے۔)

تو یہ مہینہ سارے کا سارا صبر کا مہینہ ہے۔ جو بندہ صبر کے ساتھ یہ مہینہ گزار لے
اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں اور جنت کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

غنمخواری کا مہینہ

نبی اکرم ﷺ نے اسے شہرِ مواساۃ یعنی غنمخواری کا مہینہ کہا ہے۔ اس مہینہ میں صدقات و خیرات کا ثواب عام دنوں کی نسبت کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ احادث میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخاوت کا دریا ویسے تو سارا سال ہی موجزن رہتا تھا لیکن رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکیں مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں جو آپ کے پاس آیا اس کو خوب خوب عنایت فرماتے۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس ماہ میں صدقات خیرات کی کثرت کریں۔

اس ماہ میں دوسروں کو افطار کرانے کا بھی بہت اجر بیان کیا گیا۔ فرمایا کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اسے کے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ نجات کا سبب بنے گا۔ اور اس روزہ دار کے ثواب کی مانند اسے ثواب دیا جائے گا۔ اور اصل روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر ہی نہیں ہے بلکہ ایک کھجور کھلا دینے ایک گھونٹ پانی یا لسی پلانے سے بھی یہ ثواب مل جائے گا۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام اس ماہ میں بہت ہی کھلے دل سے خرچ کیا کرتے تھے۔ اس لیے دوسروں کی غنمخواری اس ماہ کی عبادات میں سے ایک خاص عبادت ہے۔

عبادت کا مہینہ

رمضان المبارک میں روزہ دار کی عبادت کے اجر کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ اگر نفل کام کرے گا تو فرض کے برابر اجر دیا جائے گا اور اگر ایک فرض پورا کرے گا تو ستر فرضوں کے برابر اس کو اجر عطا فرمایا جائے گا۔ لہذا اس مہینے میں عبادات کا زیادہ

زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔ تہجد کا پڑھنا اس مہینہ میں آسان ہو جاتا ہے کیونکہ سحری کھانے کے لیے تو اٹھنا ہی ہوتا ہے۔ بندہ تھوڑی دیر پہلے اٹھ جائے اور کچھ نوافل حسب توفیق ادا کر لے تو تہجد کی فضیلت نصیب ہو جائے گی۔ اسی طرح باقی نفل نمازیں جیسے اشراق، چاشت اور امین کم از کم اس ماہ تو باقاعدگی سے ادا کر لی جائیں۔ ہو سکتا ہے اس کی برکت سے باقی سارا سال بھی توفیق نصیب ہو جائے۔

اس ماہ کی سب سے بڑی عبادت لیلة القدر کی رات کی عبادت ہے اگر وہ ایک رات بندہ عبادت میں گزار لے تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے ہزار مہینے عبادت کی:

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِّنْ حُرْمَتِهَا فَقَدْ حُرِّمَ الْخَيْرُ كُلُّهُ وَ لَا يَحْرُمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ

(اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جو بندہ اس کی خیر سے محروم ہو اور وہ ساری ہی خیر سے محروم ہو اور اس کی خیر سے وہی بندہ محروم ہوتا ہے جو حقیقت میں محروم ہوتا ہے)

عام طور مؤمنین اس رات کو پانے کیلئے رمضان کے آخری عشرے میں راتوں کو جاگتے ہیں یا اعتکاف کرتے ہیں۔ عجیب اللہ کی رحمتیں اترتی ہیں۔

تلاوت کا مہینہ

تلاوت قرآن پاک کو اس ماہ سے خاص مناسبت ہے۔ کیونکہ اسی ماہ میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اس لیے قرآن پاک پڑھنا اور سننا اس مہینے کی خاص عبادت ہے۔ عام طور پر تراویح کی نماز میں پورا قرآن پاک پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ اور کئی جگہوں پر تو تراویح میں تین مرتبہ یا اس سے بھی زائد قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے۔ اکابرین امت تو یہ سارا مہینہ قرآن کی مشغولی میں ہی گزارتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں روزانہ ایک قرآن پاک دن میں ختم فرماتے ایک رات میں اور ایک تراویح میں ختم کیا کرتے تھے۔ یوں وہ پورے رمضان میں اکٹھ قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس ماہ میں عام دنوں کی نسبت زیادہ تلاوت کریں۔

شفاعت کا مہینہ

یہ شفاعت کا مہینہ بھی ہے۔ قیامت کے دن نبی علیہ السلام شفاعت فرمائیں گے۔ قیامت کے دن قرآن شفاعت کرے گا۔ اور قیامت کے دن انسان کا روزہ بھی اس کی شفاعت کرے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔

الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے)

روزہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے یہ شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! اس بندے کو اپنی رضا عطا فرما دیجئے اور قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا اس لئے اس سے عذاب کو ہٹا دیجئے اور اس کو جنت عطا فرما دیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا مہینہ

اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے بارے میں فرمایا کہ ”یہ میرا مہینہ ہے“۔ محبوب کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو اس مہینہ کا انتظار رہتا تھا۔ کیونکہ اس ماہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنا مہینہ کہا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ روزے یہ تلاوت یہ عبادت یہ صدقہ و خیرات اس سب کچھ کا مقصود اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا اس سے

اچھا موقع مل ہی نہیں سکتا۔ اس لیے قربِ الہی حاصل کرنے کیلئے اس مہینے سے خوب خوب فائدہ اٹھانا چاہیے۔

نیکیوں کا سیزن

دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تجارت کرتے ہیں انکے کاروباری سیزن آیا کرتے ہیں۔ جس شخص کا سیزن آجائے وہ اپنی محنت بہت زیادہ کر دیتا ہے۔ وہ اپنی دیگر مصروفیات ترک کر دیتا ہے، وہ دوسروں سے معذرت کر لیتا ہے کہ میرا سیزن ہے اسلئے میں زیادہ وقت فارغ نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ انسان اپنے کھانے پینے کی پروا نہیں کرتا، رات کو اسے سونے کی فکر نہیں ہوتی۔ اسکو ہر وقت یہ غم ہوتا ہے کہ میں کسی طرح اس سیزن کو کمالوں، سیزن سے جتنا نفع اٹھا سکتا ہوں میں اٹھا لوں تاکہ مجھے زیادہ فائدہ ہو۔ وہ سوچتا ہے کہ یہ تھوڑے دن کی مشقت ہے اسکے بعد پھر آرام کر لیں گے۔ اسی طرح رمضان المبارک نیکیاں کمانے کا سیزن ہے جو لوگ اپنے گناہوں کو معاف کروانا چاہتے ہیں، اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، اللہ جل شانہ کی معیت کے حصول کے لئے بیقرار رہنے والے ہیں، ان کے لئے یہ مہینہ ایک سیزن کی مانند ہے۔

پورے سال کا قلب

حدیث پاک میں ہے کہ رمضان پورے سال کا قلب ہے۔ اگر یہ درست رہا تو پورا سال درست رہا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ مہینہ، آنے والے پورے سال کا مقدمہ ہے۔ مثال کے طور پر ایک بندہ تکبیر اولیٰ کی پابندی چاہتا ہے مگر حاصل نہیں ہوتی تو اگر وہ رمضان المبارک میں تکبیر اولیٰ کی پابندی کرے گا۔ تو وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے گا کہ

آنے والے سال میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے تکبیر اولیٰ کی پابندی آسان فرمادے گا۔ ایک بندہ تہجد کی پابندی کرنا چاہتا ہے لیکن تہجد کی پابندی اس کو نصیب نہیں ہوتی۔ اگر رمضان المبارک میں وہ پابندی کے ساتھ تہجد پڑھ لے تو پورے سال میں اللہ تعالیٰ اس کو تہجد کی پابندی کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ ایک بندہ سچ نہیں بول پاتا تو رمضان المبارک میں سچ کی پابندی کر لے، کوئی نوجوان اپنی آنکھوں پہ قابو نہیں پاسکتا تو وہ رمضان المبارک میں پابندی کر لے تو باقی سال اللہ آسانی فرما دیں گے۔ انگلش میں ایک لفظ ہوتا ہے۔ سپیسمن Specimen۔ جس کا مطلب ہوتا ہے نمونہ۔ یہ مہینہ آنے والے سال کا سپیسمن ہے جس طرح ہم رمضان المبارک کا نمونہ گزاریں گے۔ آنے والا ہمارا سال اسی پیٹرن (طریقے) پر گزرے گا۔ ہم نے اس کا کئی سال باقاعدہ مشاہدہ کیا۔ بعض دوستوں کو ہم نے بتایا اور انہوں نے اس کو آزما کے بھی دیکھا۔ جتنے اہتمام کے ساتھ بندہ رمضان المبارک کا مہینہ گزار لیتا ہے آنے والے سال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس مہینے کو بہت زیادہ عبادت میں گزارنے سے آئندہ پورا سال عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ پورا رمضان المبارک باقاعدگی سے تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ آنے والے سال میں باقاعدگی سے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

جنت کی آرائش

رمضان المبارک کا مہینہ عجیب برکات کے نزول کا مہینہ ہے۔ یوں لگتا ہے کہ برکات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کے آنے سے پہلے جنت کو خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے۔ جیسے ہم لوگ کسی خاص مہمان نے آنا ہو تو اس کے آنے سے پہلے گھر کو سجاتے ہیں اور کمرے میں

روم فریشنر چھڑکتے ہیں تاکہ ماحول خوشگوار ہو جائے۔ ایسے لگتا ہے کہ جنت میں بھی ایسے ہی جنتیوں کے اکرام میں خوشبوؤں کی دھونی (روم فریشنر) دی جائیگی۔ جنت کو ایمان والوں کے لئے سجایا جاتا ہے اور جب پہلی رمضان کا وقت ہوتا ہے تو اللہ رب العزت جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں، فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ آج کے دن جنت کے دروازے ایمان والوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔ گویا ایمان والوں کے لئے جنت اس طرح سجائی جاتی ہے جیسے دولہا کی خاطر دولہن کو سجاتے ہیں۔

سنہری موقع (Golden Chance)

رمضان المبارک ایمان والوں کے لئے بہار کا مہینہ ہوتا ہے..... جس طرح بہار کے مہینے میں ہر طرف خوشبو ہوا کرتی ہے، درخت ہرے بھرے ہوتے ہیں، پھول کھلے ہوئے ہوتے ہیں، باغوں میں جائیں تو فضا مہکی مہکی ہوتی ہے کیوں؟..... ہر بندہ کہے گا جی بہار کا مہینہ ہے۔ ہر طرف سبزہ دکھائی دے گا، ہر طرف خوشبوئیں ہوں گی، فضا خوشبوؤں سے بھری ہوئی اور لدی ہوئی ہوگی اسلئے کہ وہ بہار کا مہینہ ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک اللہ جل شانہ کی رحمت کا مہینہ ہے۔ اس کی صبح میں رحمت، اس کی شام میں رحمت، اس کے تہجد کے اوقات میں رحمت..... جو انسان اپنے گناہوں کو بخشوانا چاہے اور اللہ رب العزت کو راضی کرنا چاہے اس کے لئے یہ سنہری موقع ہے۔ شاید گولڈن چانس (Golden Chance) یا سنہری موقع کا لفظ اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہو کیونکہ یہ لفظ اس موقع پر بالکل فٹ آتا ہے۔

روزہ داروں کا اکرام

قیامت کے دن روزہ داروں کے اکرام کے لیے ایک خاص گیٹ ہوگا جسے

باب الریان کہتے ہیں جس سے وہ گزریں گے۔ امام بخاری نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابَ يُقَالُ لَهُ رِيَّانٌ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ آيَنَ الصَّائِمُونَ . فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ وَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ وَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدًا .

(جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ قیامت کے دن اس میں سے روزہ دار لوگ گزریں گے۔ ان کے سوا کوئی بندہ اس دروازے میں سے نہیں گزرسکتا۔ آواز دی جائے گی کہ روزہ رکھنے والے کہاں ہیں؟ روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے، ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے، تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا)

تو روزہ داروں کو جنت میں باب ریان سے آواز دی جائے گی لوگو! جو تم میں سے اچھا روزہ رکھنے والے تھے وہ سارے اس گیٹ سے جلدی سے چلیں جائیں۔ اس کا ہمیں اس وقت اندازہ ہوتا ہے۔ جب آپ کبھی یورپ کا سفر کریں ناں تو وہاں جب پاسپورٹ کنٹرول پہنچاتے ہیں تو چونکہ یورپ کے سب ممالک اب ایک ملک بن گئے۔ تو اپنے ملکوں کے لوگوں پہ آنے جانے کی کوئی پابندی نہیں۔ ایک ہی فلائٹ سے اترتے ہیں تو ایک خاص دروازہ ہوتا ہے۔ اس کے اوپر لکھا ہوتا ہے کہ جو ان ملکوں کے لوگ ہیں وہ بغیر پاسپورٹ چیک کروائے سیدھے چلے جائیں۔ اور ہم جو دوسرے ملکوں کے ہوتے ہیں۔ ہمیں پاسپورٹ کنٹرول پہ جانا پڑتا ہے۔ جب کبھی میں ایسی صورتحال میں جاتا ہوں۔ تو مجھے یہ حدیث یاد آتی ہے کہ جس طرح تین سو بندے جہاز سے اترے اور دس پندرہ بندے جو ہمارے ان ملکوں کے تھے۔ وہ تو الگ کھڑے ہو گئے کہ جی آپ سے تفتیش ہوگی پھر جا سکیں گے۔ اور جو فلاں

پاسپورٹ رکھنے والے ہیں وہ بغیر چیک کے سیدھا چلیں جائیں۔ تو ایسے ہی لگتا ہے کہ قیامت کے دن جنت کے دروازوں میں سے بھی ”باب الریان“ سے آواز دی جائے گی کہ روزہ رکھنے والے کہاں ہیں۔ اگر موجود ہیں تو وہ بغیر کسی رکاوٹ کے سیدھے جنت میں چلے جائیں۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب لوگ اس دروازے میں سے داخل ہوں گے تو فرشتے ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائیں گے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقة: ۲۴)
(تم کھاؤ پیو، یہ بدلہ ہے ان ایام کا جو تم نے اللہ کی عبادت میں گزارے تھے)

مقصد یہ ہے کہ رمضان میں تم بھوکے پیاسے رہتے تھے، اب تم اس دروازہ میں سے داخل ہوئے ہو، اب تمہیں اللہ کی نعمتیں ملیں گی، لہذا تم ان نعمتوں کو کھاؤ اور پیو۔ خوشیاں مناؤ۔

روزہ دار کے منہ کی خوشبو

حدیث پاک میں آتے ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کو مشک اور عنبر سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ روزہ دار سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ عام طور پر روزہ رکھنے سے خالی پیٹ کی ایک بساند منہ کی طرف چڑھتی ہے۔ جس سے منہ میں بوسا پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی اتنی پسند ہے کہ فرمایا مشک اور عنبر کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ سبحان اللہ۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

بخاری شریف کی ایک روایت ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.

(روزہ دار آدمی کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اس وقت بھی اس کو خوشی ملتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت بھی خوشی عطا کریں گے)

ایک خوشی تو اسے اس وقت ہوتی ہے جب سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بعد اس نے افطار کیا تو آنتوں کے تر ہو جانے سے سیرابی ہوگئی دل کو طمانیت حاصل ہوگئی۔ دوسری خوشی ہوگی جب روزے دار کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی۔ اور اسے اللہ سے روزے کا اجر ملے گا جو کہ دیدارِ الہی کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے بڑی خوشی تو اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ تو روزے دار کیلئے دو خوشیوں کا وعدہ ہے۔

روزے کا بدلہ

روزہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ.

(روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ بھی میرا ہے۔)

چونکہ بندے نے خاص میرے لیے روزہ رکھا حالانکہ اگر وہ چاہتا تو کچھ کھا پی لیتا کوئی اسے روکنے والا نہیں لیکن اس نے میرے لیے صبر کیا اس لیے اسے اجر بھی میں خود دوں گا۔ چنانچہ باقی ہر قسم کی عبادت کا ثواب فرشتے لکھتے ہیں، مگر روزہ کے بارے میں فرشتے یہ لکھتے ہیں کہ اس نے روزہ رکھا۔ اس کا اجر اور بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دیں گے۔

اس میں ایک نکتہ ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیں کہ ہر دینے والا اپنے مقام کے مطابق دیتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر کوئی سائل آکر مجھ سے مانگے تو میں اپنی حیثیت

کے مطابق اسے ایک روپیہ دے دوں گا۔ اور اگر وہی آدمی ملک کے کسی امیر آدمی سے مانگے تو وہ ایک روپیہ دیتے ہوئے شرمائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے ایک ہزار روپیہ دے دے۔ اور اگر وہی آدمی سعودی عرب کے بادشاہ سے جا کر مانگے تو وہ ایک ہزار بھی دیتے ہوئے شرمائے گا، وہ اسے ایک لاکھ روپیہ دے گا۔ بلکہ ہم نے سنا ہے کہ وہاں کروڑوں چلتے ہیں، اس سے کم کی بات ہی نہیں ہوتی۔ جب دنیا کے بڑے لوگ اپنے مقام اور حیثیت کے مطابق دیتے ہیں تو یہاں سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قیامت کے دن جب روزے کی عبادت کا اجر اللہ تعالیٰ دیں گے تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق عطا فرمائیں گے۔ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے الفاظ تو یہی ہیں، مگر اعراب میں فرق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے۔

الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اُجْزِئُ بِهٖ .

(روزہ میرے لئے اور روزہ کا بدلہ بھی میں خود ہوں)

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ کے بدلے اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔

بے مثال اور بے ریا عبادت

حدیث پاک میں آیا ہے

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .

(تمہارے اوپر روزہ لازم ہے کیونکہ اس کی کوئی مثل نہیں)

لہذا روزہ کے بارے میں دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔ ایک تو یہ کہ یہ ایک بے

مثال عبادت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک بے ریا عبادت ہے۔ روزہ میں

ریا ہوتی ہی نہیں۔ آپ پوچھیں گے، وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ روزہ دار آدمی جب

وضو کرتا ہے تو اس وقت کلی کرنے کے لئے منہ میں پانی ڈالتا ہے، اب اگر وہ آدھا

پانی اندر لے جائے اور آدھا باہر نکال دے تو کسی کو کیا پتہ چلے گا۔ پیاس ہونے کے باوجود جب وہ منہ میں گئے ہوئے پانی کو نکال دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے لئے روزہ رکھ رہا ہوتا ہے۔ ورنہ مخلوق کو کیا پتہ۔ اس لئے روزہ میں ریائیں نہیں ہے۔ اور چونکہ روزہ میں ریائیں ہوتی اس لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ بھی میں خود ہوں۔

روزہ ڈھال ہے

ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا:

الصَّوْمُ جُنَّةٌ (روزہ ڈھال ہے)

روزہ تین چیزوں سے ڈھال ہے۔

(۱) نفس اور شیطان کے مکر و فریب سے ڈھال ہے۔ لہذا جس انسان کو خواہشات نفسانیہ تنگ کریں روزہ اس کے لئے تیر بہدف علاج ہے۔ جو وساوس شیطانہ میں ہر وقت گرفتار رہتا ہو، وہ ذرا بھوکا رہ کر دیکھے، جوانی کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔

(۲) دنیاوی پریشانیوں اور مصائب سے ڈھال ہے۔ اس لئے جو انسان کثرت کے ساتھ روزہ رکھنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ فرمادیں گے۔

(۳) قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے ڈھال ہوگا۔

تین عشروں کی فضیلت

یہ برکات کا مہینہ ہے، اللہ جل شانہ کی رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا اولہا رحمة اس کے پہلے دن دس رحمت کے لئے ہیں اوسطھا

مغفرة درمیان کے دس مغفرت کے ہیں۔ وَاخِرُهَا عِتْقُ مِنَ النَّارِ اور آخر کے دس دن آگ سے آزادی کے ہیں۔

جنت کی سیل (SALE)

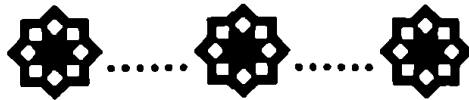
ہر چیز کا ایک سیزن ہوتا ہے۔ پھلوں کا سیزن جیسے گرمیوں میں انگور، تربوز وغیرہ..... سردیوں کے اندر میوے۔ سیزن ہے ہر چیز کا۔ یوں لگتا ہے کہ رمضان المبارک اللہ رب العزت کی طرف سے بخشش کا سیزن ہے۔ جب کسی چیز کا سیزن ہوتا ہے تو پھر وہ چیز کم قیمت میں آسانی کے ساتھ مل جاتی ہے۔ سیزن جو ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سیزن میں گندم خریدی تھی تو چار سو روپے کی تھی اور جب سیزن گزر گیا تو وہی آٹھ سو روپے کی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ سیزن میں چیز خریدنی آسان ہے۔ بالکل اسی طرح رمضان المبارک میں جنت کی ڈیل کرنی آسان ہے۔

ویسے آج کل تو بڑے شہروں میں سیل لگتی ہے۔ میگا سیل اور لوٹ سیل اور پتہ نہیں کیا کیا۔ کپڑے کی سیل۔ جوتے کی سیل۔ فلاں کی سیل۔ جب کسی چیز کی سیل لگتی ہے تو معمولی قیمت میں بڑی اچھی چیزیں مل جاتی ہیں۔ کیونکہ سیل جو لگی ہوئی تھی۔ قرآن و حدیث پر اگر غور کیا جائے۔ تو یوں محسوس ہوتا ہے اللہ رب العزت رمضان المبارک میں جنت کی سیل لگا دیتے ہیں۔ تو پھر انسان کیوں نہ فائدہ اٹھائے، کیوں نہ جنت حاصل کرے۔ حالانکہ اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَيْهِ دَارُ السَّلَامِ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ تو ہم کیوں نہ اس سے اس کے رحمتوں کو مانگیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلِكُ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ اے اللہ ہم آپ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم سے پناہ چاہتے ہیں۔

رمضان المبارک اور حضرت یوسف علیہ السلام کی باہمی نسبت

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے رمضان المبارک کو باقی مہینوں کے ساتھ وہ نسبت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں سے تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت یوسف علیہ السلام تھے اور ایک یوسف علیہ السلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے باقی گیارہ بیٹوں کی غلطی اور جرم کو معاف فرما دیا تھا۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سال کے بارہ مہینے ہیں۔ اس میں رمضان المبارک کا مہینہ حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند ہے اس ایک مہینے کی برکت سے اللہ تعالیٰ گیارہ مہینوں کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اس لیے اب ہمیں چاہیے کہ ہم اس ماہ کے فضائل و برکات سے فائدہ اٹھالیں اور اپنے رب کو منالیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس ماہ کے انوارات و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمادے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

روزے کا مقصد تقویٰ

از افادات

پر طریقت و شریعت مشتمل

محبوب العلماء و الصالحین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مجددی نقشبندی

روزے کا مقصد..... تقویٰ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَ سَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ!
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
 مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرہ: ۱۸۳)
 سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَ سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
 وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

روزوں کی فرضیت

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
 مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ . (البقرہ: ۱۸۳)
 [اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے، جیسا کہ (یہ
 روزے) تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ]
 اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کو روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اگر اس آیت
 پر غور کریں تو اس میں بہت سے اسرار و رموز ہیں۔

مؤمنین سے براہ راست خطاب

سب سے پہلی بات یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ مؤمنین سے براہ راست مخاطب

ہوئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا . اے ایمان والو!

اللہ تعالیٰ کا مومنین کو براہ راست خطاب کرنا یہ ایمان والوں کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے وقت کا بادشاہ کسی خا کر وہ کو بلا کر کوئی حکم دے تو وہ اپنی عزت محسوس کرے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں مزدور بندہ تھا، معمولی حیثیت تھی وقت کے بادشاہ نے خود مجھے بلا کر یہ کام کہا۔ وہ اس میں اپنی بڑی عزت افزائی سمجھے گا اور بادشاہ سے اپنی اس ہم کلامی کو وہ لوگوں کے سامنے بطور فخر بیان بھی کرے گا کہ بادشاہ نے مجھے یہ کام کہا۔ یا یوں سمجھ لیں کہ گدھا گاڑی والا جا رہا ہو اور وقت کا بادشاہ اپنی سواری روک کر اس سے کوئی بات پوچھے۔ تو اس واقعے کو وہ بھول نہیں سکتا۔ جب بھی کہیں تذکرہ ہو گا وہ دوسرے لوگوں کو بتائے گا کہ دیکھو میری کیا حیثیت تھی لیکن فلاں موقع پر بادشاہ نے مجھ سے گفتگو کی تھی۔

جو نسبت گدھے گاڑی والے کو بادشاہ سے ہے۔ ہماری اللہ رب العزت کی عظمت کے سامنے وہ نسبت بھی نہیں۔ ہم مخلوق ہیں وہ خالق ہے، ہم عاجز ہیں وہ عظیم ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے خالق و مالک ہیں۔ تو ان کا فرمان یا خطاب کر دینا یہ ہمارے لئے بہت ہی قابل اعزاز بات ہے۔

تورات میں اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو ایک مرتبہ براہ راست خطاب کیا۔ اس پر وہ لوگ اتنے خوش ہوئے کہ وہ کہتے تھے کہ

نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ (المائدة: ۱۸)

[ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے چنے ہوئے بندے ہیں]

وہ ایک مرتبہ کے خطاب پر Superiority Complex (برتری کے وہم) میں مبتلا ہو گئے، جبکہ اللہ رب العزت نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین

کو قرآن مجید میں (۸۸) مرتبہ براہ راست خطاب فرمایا ہے۔ تو یہ مؤمنین کیلئے کتنے فخر اور عزت کی بات ہے۔

محبت بھرا خطاب

ایک اور پہلو سے غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس خطاب میں بہت ہی اپنائیت اور محبت ہے۔ جو بہت قریبی ہوتا ہے اس کو نام لے کر پکارنے کی بجائے انسان رشتہ داری کا نام لے کر پکارتا ہے۔ مثلاً اے بیٹے!۔ اب اس بیٹے کا نام لے کر پکارنے میں وہ مزہ نہیں جو بیٹا کہنے میں ہے۔ اور اس کو نام سننے میں وہ مزہ نہیں جو بیٹے کا لفظ سننے میں ہے۔ جب باپ کی زبان سے وہ بیٹے کا لفظ سنتا ہے تو اس کو بھی سکون ملتا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے بھی اس آیت مبارکہ میں اپنے بندوں کو ان کے ایمان کے رشتے کا تذکرہ کر کے بلایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اٰلِ اٰيْمَانِ وَالْوٰلِدِ اٰلِ اٰيْمَانِ وَالْوٰلِدِ اٰلِ اٰيْمَانِ..... اے وہ بندو جو روز ازل سے حسن حقیقی کے ساتھ پیمان وفا کر چکے، میری توحید کی امانت اپنے سینوں میں بھر چکے ہو۔ تم میرے محبوب ﷺ کی رسالت کو مان کر ان کی غلامی کا عہد کر چکے ہو۔ تو خطاب کرنے کا یہ بڑا ہی پیارا انداز ہے، یا ایہا الذین آمنوا۔ اے ایمان والو۔ اس میں بہت ہی اپنائیت ہے۔

ایک مثال

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جب سے میرے شیخ فوت ہوئے۔ مجھے پوری دنیا میں کوئی ایسا بندہ نہیں ملتا تھا جو مجھے بیٹا کہہ کر پکارے۔ میں اس کیلئے میں ترستا تھا۔ ایک مرتبہ ایک ملک میں جانا ہوا۔ علماء کا گھرانہ تھا نیک گھرانہ تھا تو ان کے ہاں ان کے جو دادا تھے بہت بزرگ اور بوڑھے آدمی تھے۔ ان کی اہلیہ جب بھی مجھ سے فون

یہ بات کرتیں ہمیشہ مجھے بیٹا کہتیں۔ اس لفظ میں کوئی ایسی نشش تھی کہ میرا دل چاہتا تھا کہ جب بھی میں اس ملک میں جاؤں ان سے ضرور فون پر بات کروں۔ اس لئے کہ وہ جب بھی فون پر بات کرتیں، مجھ سے پوچھتیں کہ بیٹا تم کیسے ہو؟ اس وقت مجھے یہ احساس ہوا کہ اس لفظ میں کیا محبت اور اپنائیت ہے۔

اسی طرح کا واقعہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی کتاب میں پڑھا۔ وہ بڑے علماء میں سے تھے، ہمارے بزرگوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ وہ کراچی میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے۔ یہ وہ دور تھا جب ان کے علم کا ہر طرف چرچا تھا۔ کوئی انہیں علامہ کہتا تھا، کوئی انہیں شیخ الوقت کہتا تھا، کوئی انہیں استاذ الاसा تذہ کہتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کی والدہ رشتے میں ان کی ممانی لگتی تھیں۔ حضرت مفتی صاحب کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے آکر یہ فرمایا کہ میرے یہاں آنے کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو سب سے ملاقات اور ایک یہ کہ میں ممانی صاحبہ کو ملوں۔ میں جب بھی ان سے ملتا ہوں، وہ مجھے کہتی ہیں بیٹا جیتے رہو۔ یہ لفظ مجھے اتنا پیارا لگتا ہے کہ میں نے اس ملک کا سفر کیا ہی اسی لفظ کو سننے کے لئے ہے۔ دنیا مجھے بہت کچھ کہتی ہے، کوئی مولانا کہتا ہے، کوئی مفسر کہتا ہے، کوئی حضرت کہتا ہے، لیکن مجھے یہ لفظ کہنے والا اب کوئی نہیں۔ چنانچہ فقط یہ سننے کیلئے میں یہاں آیا ہوں۔

تو بہر حال ارشاد فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنو۔ اے ایمان والو۔ تو اس خطاب میں اللہ رب العزت کی طرف سے بہت پیار ہے۔ اس میں ایمان کے رشتے کا اظہار ہے۔

وصلِ محبوب کی قیمت

اس اپنائیت کے اظہار کے بعد فرمایا۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ . [تمہارے اوپر روضوں کو فرض کر دیا گیا]
 دنیا کا دستور یہ ہے کہ کچھ لینے کے لئے کچھ دینا پڑتا ہے۔ کچھ پانے کیلئے کچھ
 کھونا پڑتا ہے۔ آپ بیج ڈالیں گے تو آپ کو درخت ملے گا۔ قیمت ادا کریں گے تو
 کوئی چیز ملے گی۔ تو اے ایمان والو! اے ہماری محبت کا دعویٰ کرنے والو!۔ اگر تم
 ہم سے ملاقات کرنا چاہتے ہو۔ ہمیں راضی کرنا چاہتے ہو تو پھر اس کا کچھ طریقہ
 ڈھونڈو کوئی اس کی قیمت ادا کرو۔ اس کی قیمت کیا رکھی؟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
 تم پر روزوں کو فرض کر دیا گیا۔ ایک مہینہ کے لئے دن کے وقت تم روزہ دار بن کر
 رہو۔

دیکھو! دنیا والے اپنے محبوب کو پانے کیلئے بڑی مشقتیں اٹھایا کرتے ہیں،
 بڑے جتن کاٹا کرتے ہیں، بڑی مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ تم جو مجھ پر ایمان
 رکھتے ہو میری محبت کا دم بھرتے ہو، تمہیں اپنے محبوب حقیقی کو منانے کیلئے ایک چھوٹا
 سا کام دیا جا رہا ہے۔ ایک مہینے کیلئے غیر سے نظر ہٹا لو اور اپنے محبوب پر نظر جما لو۔
 تو روزوں کا اصل حکم کیا ہے؟ ماسوا سے کٹو اللہ سے جڑو۔ اس کی پریکٹس کر کے
 دیکھو۔ یوں تو ساری زندگی پریکٹس کرنی چاہیے مگر بقیہ سال تم اپنے کاموں میں
 گھرے رہتے ہو اپنے معاملات میں مصروف رہتے ہو تم ایک مہینے کے لئے ہر طرف
 سے اپنی نظریں ہٹا لو۔ تم ایک مہینہ کے لئے نفسانی لذتوں کو ہماری خاطر قربان کر
 دو۔ اور یہ کوئی مشکل شرط نہیں کوئی کٹھن کام نہیں۔ محبوب اگر اپنی طرف بلائے تو پھر
 طالب اور محبت تو سر کے بل جانے کو تیار ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے کہا تھا کہ۔

۔ انہی پتھروں پہ چل کے اگر آسکو تو آؤ

میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

تو محبوب کے ہاں پتھروں پر بھی اگر سر کے بل چل کے جانا پڑے تو یہ اعزاز

ہوتا ہے۔ بلکہ لوگ کہتے ہیں جی ہم اپنے محبوب کی خاطر اپنا مال، اپنی جان لٹانے کے لیے تیار ہیں۔ ارے دنیا کی نفسانی محبتوں کا حال دیکھو کہ ایک خاتون شیریں نے اپنے چاہنے والے فرہاد سے کہا تھا کہ اس پہاڑ سے دودھ کی نہر نکالو..... کتابوں میں لکھا ہے کہ اس نے پہاڑ کو کھودنا شروع کر دیا۔ اگر دنیا کے فانی محبوبوں کی خاطر لوگ پہاڑوں کو توڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو اے ہمارے چاہنے والو! تم ہماری ملاقات کی خاطر ہماری رضا کی خاطر کیا ایک مہینے کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے۔ تو فرمایا۔ **كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ**۔ ہم نے تمہارے اوپر روزوں کو فرض کر دیا۔ اس لئے کہ اس روزے کے بدلے تمہیں میری ملاقات نصیب ہوگی۔

سب سے بڑا انعام

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے

ہیں۔

كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ .

انسان کے جتنے بھی اعمال ہیں اس کے اپنے لیے ہیں سوائے روزے کے۔

فَإِنَّهُ لِيَ وَ أَنَا أُجْزَى بِهِ

پس وہ میرے لیے ہے اور اس بدلہ بھی میں آپ ہوں

روزے کے بدلے میں اس بندے کو مل جاتا ہوں..... کتنی بڑی بات ہے۔ جو

چاہنے والے ہوتے ہیں وہ تو محبوب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں چاہے کسی قیمت پہ انہیں ملے۔ ایک فاسقہ کی بات ہے۔

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا پیار کی میں بازی

جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں بھی تو میں تیری

کہ مقصود تو محبوب کا حصول ہے جیسے بھی ہو۔ تو ایمان والوں کے لئے یہ کتنی

خوشی کی بات ہے کہ فقط ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا بدلہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ انا اجزیٰ بہ۔ اس کا بدلہ میں آپ ہوں۔ دیکھیں! ایک ہوتا ہے عبادت سے مال ملنا، عبادت سے دنیا کی شہرت ملنی، عبادت سے حور و قصور کا ملنا، جنت کا ملنا، سب فانی چیزیں ہیں۔ اور ایک ہے اس عبادت سے رب کریم کامل جانا۔ اس سے بڑا انعام کوئی نہیں ہو سکتا۔

آپ مل گئے، سب کچھ مل گیا

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا اس کی کئی بیویاں تھیں۔ مگر ایک سے اس کو ذرا زیادہ محبت تھی۔ تو دوسری بیویاں اس بات کو بڑا محسوس کرتیں۔ آپس میں بات کرتیں کہ خاندان میں ہم بہتر، حسن و جمال میں ہم بہتر، مال و ملال میں ہم بہتر، فضل و کمال میں ہم بہتر، اور بادشاہ کی محبت کی وہ نظر ہم پر نہیں پڑتی جو اس پہ پڑتی ہے۔ تو ہم بادشاہ سے پوچھیں کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے سوال کیا کہ جی کیا مسئلہ ہے ہم میں کس چیز کی کمی ہے۔ اس نے کہا، اچھا میں تمہیں کبھی اس بات کا جواب دوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ بات ہی بھول گئی۔

ایک دن بادشاہ نے کہا کہ میں آج بہت خوش ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں پر میں آج خوب اپنے انعام و اکرام کی بارش کر دوں۔ تو اس بات سے بیویاں جتنی خوش ہو سکتی ہیں وہ کسی اور بات سے تو نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس نے خزانے سے بہت قیمتی ہیرے موتی جو اہرات منگوائے۔ اور کہا کہ اچھا میں دیکھوں گا کہ کون تم میں سے کتنی اچھی چیز کو اپنے لئے سلیکٹ کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے سب رکھوادیئے اور کہا کہ جب میں اشارہ کروں گا تو تم میں سے ہر ایک اپنی پسند کی چیز پر ہاتھ لگا دے۔ چنانچہ اشارہ کرنے کی دیر تھی۔ کسی نے ہیرے پہ ہاتھ رکھا، کسی نے یاقوت پہ ہاتھ رکھا، کسی نے موتی پہ ہاتھ رکھا، کسی نے سونے پہ ہاتھ رکھا۔ سب نے

اپنے اپنے ہاتھ مختلف چیزوں پہ رکھ لئے۔ اور وہ جس سے بادشاہ کو خاص محبت تھی۔ وہ اپنی جگہ کھڑی رہی۔ تو سب بیویاں ہنسنے لگیں۔ کہ آج اس بیوقوف کی قلعی ہی کھل گئی۔ کہ یہ کتنی کم عقل اور بے وقوف ہے کہ یہ کھڑی رہ گئی۔ اب اس کو کوئی معمولی چیز ملے گی۔ تو بادشاہ نے حیران ہو کر اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ آپ نے کوئی چیز اپنے لئے نہیں چنی؟ اس نے کہا بادشاہ سلامت میں آپ سے ایک چیز کی تصدیق چاہتی ہوں۔ آپ نے یہی فرمایا ہے نا کہ جو کچھ یہاں موجود ہے۔ اس کے اوپر اگر تم ہاتھ رکھ لو گی تو وہ چیز تمہاری ہو جائے گی۔ اس نے کہا ہاں میں نے تو یہی کہا۔ تم نے کیوں دیر کر دی؟ تو وہ آگے بڑھی اس نے بادشاہ کے کندھے پہ جا کے اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ کہنے لگی بادشاہ سلامت جب آپ مجھے مل گئے۔ یہ سب چیزیں مجھے مل گئیں۔ تو بات تو ایسے ہی ہے کہ جب روزہ رکھنے پر اللہ رب العزت بندے کو مل گئے تو پھر دنیا کی باقی نعمتیں تو خود بخود بندے کی ہو گئیں۔

روزے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے

کتب علیکم الصیام (تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حکم ہے۔ لیکن اس حکم کو پڑھ کر مومن گھبراتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید میرا مالک ہے مجھ سے خفا..... جس وجہ سے ملی ہے مجھے یہ سزا..... کہ ایک مہینے کیلئے کھانا پینا بند ہے۔ دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہیں یہ ہمارے گناہوں کی سزا تو نہیں دی جا رہی کہ ایک مہینے کیلئے پابندیاں لگا دیں گئیں۔ ہم کھا نہیں سکتے، پی نہیں سکتے، بیوی سے نہیں مل سکتے۔ اللہ رب العزت بڑے کریم ہیں انہوں نے ساتھ ہی تسلی بھی دے دی۔ تسلی کیا دی فرمایا،

كَمَا كُتِبَ عَلَى الدِّينِ مِنْ قَبْلِكُمْ

یہ پابندیاں صرف تم پر نہیں لگیں، تم سے پہلے والے لوگوں پر بھی اسی عبادت کو

فرض کیا گیا تھا۔ یہ تسلسل آ رہا ہے ایک عبادت کا جو تم سے پہلی امتوں پر بھی تھا اور تمہارے اوپر بھی لاگو کیا جا رہا ہے۔ کوئی نئی پابندی نہیں ہے۔ تم سے پہلے والے جو ہمارے عاشق دنیا میں گزرے، چاہنے والے گزرے، یہ عمل وہ بھی کرتے چلے گئے۔ تم بھی وہی عمل کرو..... ہم خفا ہونے کی وجہ سے تمہارا روٹی پانی بند نہیں کر رہے بلکہ عبادت کے طور پر تم سے پہلے والوں کا حکم تم پر جاری کر رہے ہیں۔ اب مومن کو تسلی ہو جاتی ہے کہ ہمارے فائدے کی خاطر ہمارے پروردگار نے ہم پر ایک عبادت کو لاگو کیا جو ہمارے بڑے بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ جیسے پہلوں کو اللہ کی رضا ملی ہمیں بھی اللہ کی رضا مل جائے گی۔

ایک نکتہ

اب یہاں پر ایک نکتہ سمجھنے والا ہے۔ کہ نبی علیہ السلام تو امی تھے۔ امی کا مطلب ہوتا ہے کہ جس نے کسی کے سامنے شاگرد بن کر تعلیم نہ پائی ہو۔ انہوں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی۔ تقابل ادیان کا مضمون نہیں پڑھا تھا۔ نہ ان کو کسی نے عیسائیت پڑھائی، نہ یہودیت پڑھائی، نہ اس سے پہلے کے انبیاء کے مذاہب کے بارے میں پڑھایا۔ مگر اللہ رب العزت کے پیارے محبوب نے کیا بات فرمائی۔ کَمَا كَتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ جیسا کہ یہ روزے تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے۔ اب کوئی بندہ ایسی بات نہیں کر سکتا جس کے پاس علم نہ ہو۔ کیسے کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ اگر وہ دعویٰ کرے تو ممکن ہے کوئی آکر کہے جی فلاں قوم پر تو روزے نہیں تھے۔ مگر ایسی کئی بات فرمائی کہ جو سو فیصد ٹھیک تھی۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے اندر Fasting (روزے) کے عنوان کے تحت یہ لفظ لکھے ہوئے ہیں کہ ہمیں دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں ملا۔ جس کے اندر روزے کی عبادت موجود نہ ہو۔ اس بات کو پڑھ کر دل اتنا خوش ہوا کہ پوری دنیا کے اندر تحقیق کرنے والے، آج

میرے آقا ﷺ کی سچائی کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ان کی عظمت کا لوہا مان رہے ہیں کہ انہوں نے چودہ سو سال پہلے فرمادیا تھا۔ جب ایک جگہ پر رہنے والوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں کہاں پر لوگ آباد ہیں۔ اس وقت قرآن پاک میں یہ فرمادینا۔ **كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ**۔ تم سے پہلے والوں پر بھی روزے فرض تھے اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ آج پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی ہر عبادت کرنے والی قوم نے روزے رکھے۔ چنانچہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جو تمام انبیاء نے کی۔

☆..... حضرت آدم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کو دنیا میں بھیجا گیا تو جو جنت کا حسن تھا وہ تو جنت میں ہی رہ گیا۔ ایک مرتبہ جب انہوں نے پانی میں اپنا چہرہ دیکھا اور وہ جنت کا حسن و جمال وہ رعنائی، ان کو نظر نہ آئی۔ تو وہ افسردہ ہوئے کہ اے اللہ جنت کی پوشاک بھی مجھ سے لے لی گئی اور وہ حسن و جمال بھی لے لیا گیا۔ ان کو پھر ارشاد ہوا کہ تم مہینے کے تین روزے رکھو۔ ان کو ایام بیض کہتے ہیں۔ چاند کے اعتبار سے تیرہ، چودہ، پندرہ، چونکہ ان تینوں تاریخوں میں چاند کی روشنی بھر پور ہوتی ہے۔ روشن راتیں ہوتی ہیں۔ تو ان روزوں کی برکت سے آپ کے چہرے پر نور آجائے گا جو جنتی نور کی مشابہت رکھنے والا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایام بیض کے روزے شروع کئے۔ تو روزوں کا سلسلہ وہاں سے شروع ہوا۔

☆..... پھر اس کے بعد حضرت نوح ﷺ کی کشتی جب کنارے لگی تو انہوں نے دس محرم کا روزہ رکھا۔

☆..... حضرت داؤد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی شاہی بھی دی اور پیغمبری بھی عطا کی تو وہ ایک دن روزہ ایک دن افطار کیا کرتے تھے۔ سال کے چھ مہینے روزے رکھتے تھے۔

☆..... حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے۔ تو انہوں نے چالیس دن روزے رکھے۔

☆..... حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بھی روزے رکھے۔

☆..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دو ماہ کے روزے رکھے۔

☆..... اور تو اور ہندو برہمن بھی چوبیس روزے رکھتے ہیں۔ اور اس کو ”برد“ کہتے ہیں۔

☆..... دینی دھرم میں بھی چالیس دن کا روزہ تھا۔

تو معلوم یہ ہوا کہ ہر مذہب میں Fasting (روزہ رکھنے) کی عبادت موجود رہی۔

روزے کا مقصد

پہلی قوموں میں بھی روزوں کو فرض کیا گیا اور اس امت پر بھی فرض کیے گئے۔ دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں یہ روزے کی پابندیاں لگائی گئیں؟ کیوں کھانے پینے سے منع کر دیا گیا؟ کیا کوئی بھٹ میں کمی کا اندیشہ تھا۔ جیسے کہ آج کل حکومتوں کے مسئلے ہوتے ہیں کہ بھٹ کم ہے لہذا ڈنڈی مار دو۔ تو کیا یہ کوئی رزق کی کمی کا مسئلہ تھا۔ فرمایا نہیں..... ہمارے خزانوں میں کوئی کمی نہیں بلکہ یہ تو تمہارے ہی فائدے کیلئے حکم دیا گیا۔ سن لو

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ]

تمہاری تربیت ہو جائے۔ تمہیں پتہ چل جائے کہ تم نے اپنے نفس پہ قابو کیسے پانا ہے۔ تو روزے کا اصل مقصد انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ مقصود یہ تھا کہ اگر تم سال میں تیس دن ہمارے کہنے کے مطابق جائز چیزوں کو بھی دن میں چھوڑ سکتے ہو۔ تو کیا باقی سال کے حصوں میں ناجائز چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جب ہمارے

کہنے پر جائز چیزوں کو چھوڑ رہے ہو تو پھر سال کے باقی حصوں میں ناجائز چیزوں کو چھوڑنا تو بڑا ہی آسان ہے۔ تو ایمان والوں کو اس مہینے کے اندر پریکٹس کروائی گئی۔ اپنے نفس پر قابو پانے کی ریہرسل کروائی گئی۔ ورنہ بندہ بے صبر ہو جاتا ہے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے دیوانہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ تقویٰ انسان کے اندر صبر پیدا کرتا ہے۔ تقویٰ کی وجہ سے انسان اپنے نفس کو لگام دے سکتا ہے۔ اس لئے تمام تعلیمات کا خلاصہ تقویٰ ہے۔

ہر عبادت کا مقصد تقویٰ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ .

[اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ]

اے انسانو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے والوں کو بھی پیدا کیا اور اس عبادت کا مقصد کیا۔ لعلکم تتقون۔ تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ تو تمام عبادت کا نچوڑ اور خلاصہ انسان کا متقی اور پرہیزگار بن جانا۔ چنانچہ جتنی بھی عبادتیں ہیں ان کا مقصد تقویٰ ہی ہے۔

◎ ہم قربانی کرتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں ایک جان قربان کرتے ہیں۔ اس قربانی کا مقصد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْهُ .

نہ اس کا خون پہنچتا ہے، نہ گوشت ہمیں پہنچتا ہے۔ ہمیں تو تقویٰ پہنچتا ہے جس تقویٰ سے تم جانور کی قربانی کر رہے ہوتے ہو۔

◎ حج انسان کرتا ہے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کتنا عظیم الشان عمل ہے لیکن حج کا بھی اصل مقصد کیا؟ تقویٰ پیدا ہو جائے۔ فرمایا

وَمَنْ يُعَظِّمْ شُعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ .

◎ حتیٰ کہ اللہ کا گھر مسجد بنائے تو وہ بھی تقویٰ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى .

تو ہر کام کا مقصد تقویٰ ہے۔

کامیابی اہل تقویٰ کے لیے ہے

اسی لیے متقی لوگ ہی آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

☆..... پل صراط پر کون کامیاب ہوگا؟..... متقی کامیاب ہوں گے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَ نَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًا (مریم: ۷۲)

[پھر ہم نجات دیں گے جو متقی ہوں گے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل جہنم میں

پڑا چھوڑ دیں گے]

☆..... اور پھر جنت کی طرف کن کو لے کر جائیں گے؟..... متقیوں کو۔

وَ سِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (زمر: ۷۱)

[اور وہ لوگ جو ڈرتے ہوں گے جنت کی طرف گروہ درگروہ لے جائے

جائیں گے]

☆..... اور جنت کی نعمتیں کن کیلئے؟..... متقیوں کیلئے۔

◎ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ

[مثال اس جنت کی جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے]

جنت میں ہا قاعدہ تعریف کی گئی اس جنت کی جو متقیوں کیلئے بنائی گئی

● إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ۝ وَ كَوَاعِبًا أَتْرَابًا ۝ وَ

كَأَسَا دِهَاقًا ۝

۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ

۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهْرٍ

تو متقیوں کیلئے جنت کی کیا کیا نعمتیں بنائی گئیں جگہ جگہ پر اس کے تذکرے

ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وصیت

اور اسی چیز کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وصیت فرمائی۔ کبھی بزرگ نصیحت کرتے ہیں ناکہ میں نصیحت کے رنگ میں وصیت کر رہا ہوں۔ اگر نصیحت وصیت کے رنگ میں کی جائے تو وہ بڑی اہم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی وصیت کرتے ہیں۔ فرمایا،

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ. وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا

اللَّهُ (النساء: ۱۳۱)

تحقیق ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو بھی وصیت کی۔ اور تمہیں بھی وصیت کرتے ہیں کہ تم اللہ سے ڈرو۔

تو تقویٰ اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت ہے۔ اور روزے سے یہی مقصد حاصل ہوتا ہے لعلکم تتقون تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ اس لئے انسان دنیا میں جو کام بھی کرے تقویٰ کی بنا پر کرے۔

تقویٰ کیا ہے؟

اور تقویٰ کیا ہے کہ ہر ناجائز اور مشتبہ کام سے اپنے آپ کو بچانا تقویٰ کہلاتا ہے۔ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کسی صحابی نے پوچھا تقویٰ کیا ہے؟

فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہو۔ کہا، کئی دفعہ گزرا ہوں۔ کیسے گزرتے ہو۔ کہا حضرت بڑا بیچ بچا کر سمٹ سمٹا کر کہ کہیں میرا دامن الجھ نہ جائے، فرمایا اسی کا نام تقویٰ ہے کہ اے انسان تو ایسے سنبھل کر زندگی گزار کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو جائے اسی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کہتے ہیں۔

تقویٰ کا پیدا ہو جانا یہ تمام عبادات کا نچوڑ ہے۔ یہ تمام عبادات کا خلاصہ ہے۔ خوفِ خدا آجائے جس کی وجہ انسان گناہوں سے بچ جائے اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

تقویٰ گناہوں سے کیسے بچاتا ہے

قرآن پاک میں ایسی کتنی ہی ایسی مثالیں ہیں کہ جہاں کسی کے نفس کو بھڑکایا گیا مگر تقویٰ کی وجہ سے، صبر کی وجہ سے وہ اپنے نفس کو تھام کر اپنے اللہ کی نظر میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ تقویٰ پیدا ہونے سے انسان کو اپنے نفس پہ قابو نصیب ہو جاتا ہے، کنٹرول مل جاتا ہے۔

دراصل انسان گناہ کرتا ہے حسد کی وجہ سے، حرص کی وجہ سے، شہوت کی وجہ سے، غصے کی وجہ سے۔ ذرا قرآن مجید پہ نظر ڈالیے کہ اہل تقویٰ نے کیسی کیسی صورت حال میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچایا۔

حسد کی وجہ سے گناہ

آدم کے دو بیٹے تھے..... ہابیل اور قابیل۔ ہابیل کی بیوی خوبصورت تھی۔ قابیل چاہتا تھا کہ یہ میرے نکاح میں آتی۔ جب نہ آئی تو اس کو بھائی سے حسد ہوا اور حسد کی بنا پر اس نے اپنے بھائی کو کہا کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ بھائی نے جواب دیا۔

لَئِنْ أَبْسَطْتُ إِلَيْكَ يَدِي لَتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِي إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ .

اے بھائی تم اگر ہاتھ مجھ پر اٹھاؤ گے کہ تم مجھے قتل کر دو تو میں اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کہ تمہیں ماروں۔ اِنِّي أَخَافُ اللَّهَ۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اشتعال کے وقت میں بھی تقویٰ نے ان کو کسی ایسی بات کرنے سے روک دیا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ تو غصے میں بھی متقی بندہ اپنے آپ پر قابو پالیتا ہے۔

شہوت کی وجہ سے گناہ

عام طور پہ گناہ شہوت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ مثلاً زلیخا..... وقت کی ملکہ ہے۔ فسٹ لیڈی ہے۔ حسن و جمال کا پیکر ہے۔ اور تنہائی میں خلوت میں کنڈیاں تالے لگا کے۔ سوچ سمجھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ۔ اب جب حسن اشارے کرے تو پھر جوانی تو بے قابو ہو جاتی ہے۔ مگر کیا ہوا؟ اس نے کہا، هَيْتَ لَكَ۔ لیکن یوسف علیہ السلام کے دل میں تقویٰ تھا آگے سے جواب دیتے ہیں۔ مَعَاذَ اللَّهِ۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اشتعال ہو شہوت ہو یا کوئی بھی صورت حال ہو۔ انسان قابو سے باہر نہیں ہوتا۔

حرص کی وجہ سے گناہ

عام طور پر ہم نے دیکھا کہ لوگ حرص کی وجہ سے بھی گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مال و منال کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتے ہیں۔ لہذا ہاتھ مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی موقع جانے نہیں دیتے۔ قارون کی دولت تھی۔ لوگ اس کے خزانوں کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے۔

يَلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍ عَظِيمٍ ۝

ہمارے پاس بھی اتنا ہوتا جتنا قارون کو ملا تھا۔ بے شک وہ تو بڑے مزے میں

ہے۔

تو ایسی صورت میں جو تقویٰ والے تھے جو علماء تھے وہ اس دنیا کی چمک دمک سے متاثر نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ. ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ

کہا ان لوگوں نے جن کے پاس علم تھا۔ او تمہارا ناس ہو۔ اللہ کے پاس جو اجر ہے وہ اس مال و دولت سے زیادہ بہتر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ تقویٰ جب دل میں ہوتا ہے تو انسان نہ اشتعال میں آ کر گناہ کرتا ہے، نہ اپنی شہوت کی بنا پر گناہ کرتا ہے اور نہ حرص کی وجہ سے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

تقویٰ باعث استقامت ہے

یہ تقویٰ بڑی چیز ہے۔ یہ جب انسان کے اندر ہوتا ہے تو اسے نیکی پر استقامت نصیب ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ تقویٰ سے انسان کے اندر ایسی استقامت آ جاتی ہے کہ غم کے پہاڑ اس پر توڑ دیئے جائیں تو اس کے پایہء استقامت کے اندر تزلزل نہیں پیدا ہوتا۔

☆..... فرعون کے جادوگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ دل اللہ کی محبت سے روشناس ہو گیا۔ فرعون کو بہت برا لگا۔ اس نے کہا میری اجازت کے بغیر تم نے یہ کام کیسے کر لیا۔ اب میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کو مخالف سمت سے کٹاؤں گا۔ یہ اس زمانے میں بڑی سخت سزا ہوتی تھی۔ ہاتھ کاٹ دینا، چھوٹی سزا..... کہ ایک ہاتھ سے وہ زندگی گزار لے گا۔ ہاتھ اور ٹانگ ایک سائیڈ کی کاٹ دینا، یہ بھی چھوٹی سزا..... کہ دوسرے سائیڈ کے ہاتھ پاؤں سے وہ اپنی ضرورتیں پوری کر

لے گا۔ بازو ایک سائیڈ کا اور ٹانگ دوسری سائیڈ کی ڈٹیں تو یہ بہت سخت سزا سمجھی جاتی تھی کہ نہ یہ بیلنس رکھ سکتا ہے نہ کوئی کام کر سکتا ہے۔ یہ سب سے کڑی سزا تھی مگر ان کے دل میں تقویٰ آچکا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں اب ہم نے ایمان حقیقی کی لذت کو پالیا۔ فاقض ما انت قاض۔ جو تو کرنا چاہتا ہے تو کر لے ہم اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

☆..... عورت ذات کمزور ہوتی ہے۔ ذرا سی بات پہ خوف زدہ ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے آسیہ بنت مزاحم۔ جو فرعون کی بیوی تھی اس کا بھی تذکرہ کیا۔ جب وہ ایمان لے آئی تو اس کو فرعون جو اس وقت کا بادشاہ تھا، اس نے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ بیوی کے لئے اس سے بڑا غم کوئی نہیں ہوتا کہ خاوند اس کو دھمکائے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ خاوند یہ کہے کہ میں تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔ عورت کے لئے بے گھر ہو جانا اور بے سایہ ہو جانا، اس سے بڑی سزا کوئی نہیں۔ اور وہ کوئی عام عورت نہیں تھی، وقت کے بادشاہ کی بیوی تھی۔ فرعون نے اپنی پوری رعایا میں سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اس کو چنا تھا۔ وہ پیکر حسن و جمال عورت، اس کو بادشاہ کہتا ہے کہ میں تجھے محل سے نکال دوں گا، آج کے بعد تیرا سٹیٹس ختم، تو ذلیل ہو جائے گی۔ لیکن اس عورت کا دل ایمان کی لذت سے آشنا ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس وقت جب بادشاہ نے اس کو محل سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے۔

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ .

اے اللہ! اس فرعون نے تو اپنے محل سے مجھے دھتکار دیا۔ میں عورت زاد ہوں اے اللہ اس گھر کے بدلے میں مجھے جنت میں اپنے قرب کا گھر عطا فرما دے۔ تو معلوم ہوا کہ تقویٰ جب اندر آتا ہے تو انسان کے اندر اعمال پر بھی استقامت آ جاتی ہے۔ اور وہ پھر مختلف طرح کے گناہوں سے بھی آسانی سے بچ جاتا ہے۔

روزہ اور تقویٰ کا حصول

اس لئے روزے کا اصل مقصد فقط بھوکا پیاسا رہنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد تو گناہوں سے بچنے اور نیکی کے اوپر جم جانے کی مشق کرانا ہے۔ یہ رمضان ایک مشق ہے ایمان والوں کیلئے۔

ہم نے دیکھا یہ فوج والے، سال میں کچھ ایسا وقت آتا ہے جب یہ مشقیں کرواتے ہیں۔ مشقیں کیوں کرواتے ہیں..... لہو گرم رکھنے کا ہے ایک بہانہ..... یہ مشقیں کرواتے ہیں کہ مشقت کرنے کی عادت بنی رہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی بندے کو مشق کرواتے ہیں، ریہرسل کرواتے ہیں۔ روزے سے فقط کسی کو بھوکا اور پیاسا رکھنا مقصود نہیں اصل تو وہ جذبہ پیدا کرنا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہر چیز کو چھوڑ دینا آسان ہو جائے۔ ان کو یہ کہا گیا کہ اگر تم ایک مہینہ ہمارے حکم کی خاطر حرام تو کیا حلال چیزوں کو بھی چھوڑ سکتے ہو تو باقی سارا سال حرام کو کیوں نہیں چھوڑ سکتے۔

تو روزے کا مقصد ان کاموں کو چھوڑنے کی مشق کرنا ہے جن کو چھوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے، اگر کوئی روزہ دار ہو اور دوسرا بندہ کوئی اس سے جھگڑا کرنا چاہے۔ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ۔ اس کو کہہ دینا چاہیے کہ بھئی میں روزہ دار ہوں۔ میں نہ تیرے ساتھ جھگڑ سکتا ہوں نہ کوئی اونچی بات کر سکتا ہوں انی صائم۔ میں روزہ دار ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ روزے کا اصل مقصد کیا؟ اپنے جسم کو گناہوں سے بچانا۔

اسی لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ إِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفْسِ

کہ روزہ کھانے اور پینے سے بچنے کا ہی نام نہیں بلکہ روزہ تو لغو اور فحش کاموں سے بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اگر انسان روزہ رکھ کر بھی برے کاموں سے نہیں بچتا تو اسے روزے کی حقیقت اور روزے کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے فرمایا حدیث پاک میں آتا ہے کہ

مَنْ لَمْ يَزَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلُ بِهِ فَلَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَصْعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ .

جو شخص جھوٹ اور جھوٹ کے متعلقہ کام (کھوٹ) نہیں چھوڑتا اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑ دے۔

کیوں اس لیے کہ روزہ رکھ کر ان تمام گناہوں سے بچیں گے تو روزے کا مقصد حاصل ہوگا۔ اسی لیے رمضان کو شہر صبر، صبر کا مہینہ کہتے ہیں۔

روزے کے تین درجے

مشائخ نے روزے کے تین درجے لکھے ہیں۔

۱) عوام کا روزہ

ایک ہے عوام الناس کا روزہ۔ عوام الناس کا روزہ یہ کہ انہوں نے دن کے اوقات میں کھانا نہیں پینا نہیں اور میاں بیوی والا معاملہ نہیں کرنا۔ تین چیزوں سے بچنا ہے جو بیخ گیا یہ عوام الناس کا روزہ ہو گیا۔

۲) خواص کا روزہ

لیکن ایک ہوتا ہے خواص کا روزہ، اللہ کے نیک بندوں کا روزہ۔ خواص کا روزہ یہ کہ کھانے پینے اور جماع سے بھی بچے اور اعضائے جسمانی کو گناہ سے بھی

بچائے۔ زبان غلط نہ بولے، آنکھ غلط نہ دیکھے، کان غلط نہ سنیں ہاتھ پاؤں کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

۳) اخص الخواص کا روزہ

ایک ہے اخص الخواص کا روزہ۔ اخص الخواص کا روزہ یہ کہ کھانے پینے اور جماع سے بھی بچے، اپنے جسم کے اعضاء سے گناہ کے مرتکب بھی نہیں ہوتے اور اپنے دل سے اللہ کے غیر کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے۔ ان کے دل ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے واقعی روزے کی روح کو حاصل کر لیا۔

فکر کی بات

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان کے قیمتی لمحات کو ضائع نہ کریں۔ اس لیے ہم جب روزہ رکھیں تو ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک روزہ دار بن جائیں۔ اپنے ظاہری اعضاء کو بھی گناہوں سے بچائیں اور اپنے دل و دماغ کو بھی غلط سوچ سے بچائیں تاکہ ہمیں روزے کی حقیقت نصیب ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرمادے اور ہمیں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روزے کی حکمتیں

از افادات

پیر طہارت و شریعت حضرت مولانا

محبوب العلماء و الصالحین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مجددی نقشبندی

روزے کی حکمتیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى، أَمَا بَعْدِ !
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ . (البقرہ: ۱۸۳)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

روزے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ . (البقرہ: ۱۸۳)

[اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے، جیسا کہ (یہ روزے) تم

سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ]

اللہ رب العزت نے اس آیت میں ایمان والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے

ہوئے یہ پیغام دیا کہ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ کیوں

فرض کیے گئے؟ وہ مقصد بھی بتا دیا، فرمایا ان روزوں میں تمہارا اپنا ہی فائدہ

ہے۔ کیا؟

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ]

معلوم ہوا کہ جو یہ عبادت مؤمنین پر فرض کی گئی اس کا مقصد بھی مؤمنین کے اندر اچھی صفات کا پیدا کرنا ہے۔ لہذا روزے کی عبادت کے اندر اللہ تعالیٰ نے بے شمار فوائد رکھے ہیں۔ اس میں روحانی فائدے بھی ہیں اخلاقی فائدے بھی ہیں اور جسمانی فائدے بھی ہیں۔ جس میں سے بعض فوائد آج آپ کے سامنے بیان کیے جائیں گے۔

روزہ اور روحانی ترقی

روزے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے۔ انسان دراصل دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک روح اور دوسرا جسم۔ روح ملکوتی صفات کی حامل ہے اور اس کی غذا عالم امر کے انوارات و تجلیات ہیں۔ جسم حیوانی صفات کا حامل ہے اور اس کی غذا زمین کی مادی اشیاء ہیں۔ جس قدر ہم مادی غذائیں زیادہ استعمال کریں گے حیوانی صفات بڑھ جائیں گی۔ اور جس قدر مادی غذائیں کم کھائیں گے حیوانی صفات کم ہو کر ملکوتی یعنی فرشتوں جیسی صفات کا غلبہ ہوگا۔ کیونکہ فرشتے بھی نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں بلکہ انوارات ہی ان کی غذا ہیں۔

روزے کا مقصد یہی ہے کہ نفس کو بھوکا رکھا جائے تاکہ اس کی حیوانیت ختم ہو اور روح کو قوت ملے۔ جب روح کو قوت ملتی ہے تو اس سے اس کے دل میں خود بخود درقت اور نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں فکر آخرت اور عبادت کا ذوق و شوق بڑھتا ہے۔ تلاوت قرآن پاک اور ذکر اذکار کی کثرت کی وجہ سے اس پر انوارات و تجلیات کا ورود ہوتا ہے جس سے اس کی روحانی ترقی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ تو روزے مؤمنین پر اس لیے فرض کیے گئے تاکہ ان کی روحانیت میں اضافہ ہو۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قرب

حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں۔

بھوک سے واقفیت

ایک فائدہ یہ کہ اکثر و بیشتر لوگ بسیار خوری کے مریض ہوتے ہیں۔ عادتاً زیادہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ یعنی کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن کھانے کی عادت پڑی ہوتی ہے۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ بھوک ہوتی کیا چیز ہے..... جب چاہا کھالیا، جب چاہا پی لیا۔ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے ان کو بھی پتہ لگ جاتا ہے کہ بھوک کیا ہوتی ہے۔ بھوک سے ان کی واقفیت ہو جاتی ہے۔

دین اسلام میں کتنا پیارا یہ قاعدہ بنا لیا ہے کہ سال میں ایک مہینہ تم روزے رکھو۔ اس سے کیا ہوگا کہ وہ لوگ جو من پسند کاروز کھاتے ہیں، انہیں بھی پتہ لگے گا کہ جب پیٹ کے اندر کچھ نہ جائے تو بندے کی حالت کیا ہوتی ہے۔

من پسند کا کھانے والے

آجکل اکثر لوگ من پسند کا کھاتے ہیں۔ مانگنے والا بھی آج کے دور میں روٹی نہیں مانگتا۔ مانگنے والے کو روٹی دو انکار کر دے گا۔ کہے گا مجھے روٹی نہیں چاہیے مجھے پانچ روپے چاہئیں۔ وجہ کیا کہ سگریٹ پینی ہوتی ہے۔ چائے پینی ہوتی ہے۔ اور ماشاء اللہ یہ جو فقیر مانگنے والے ہیں یہ تو بڑے امیر ہوتے ہیں۔

ایک فقیر کسی ریستورنٹ میں جا بیٹھا۔ ایک اور آدمی بھی بیٹھنا چاہتا تھا لیکن بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی وہی ایک میز باقی تھی تو مجبوراً اس کو بھی وہیں سامنے بیٹھنا پڑا۔ جب وہ بیٹھا تو فقیر نے کہا کہ ہم مل کے آرڈر دے دیتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے چلو یہ بھی سادہ روٹی کھانے والا ہے اور ہم بھی دال روٹی کھانے والے ہیں تو ہمارا

مل کر اچھا گزارا ہو جائے گا۔ اب جب آرڈر دینے لگے تو اس فقیر نے جناب مرغے، مرغے اور نہ جانے کیا کیا آرڈر دے دیا۔ اب یہ گھبرا گیا کہ میرے پاس تو پیسے ہیں نہیں اور یہ مرغے مرغوں کا بل دینا پڑے گا تو کیا بنے گا۔ اس کے منہ پر پریشانی دیکھ کر اس نے پوچھا کہ بھئی پریشان کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ بھئی میں تو اتنی پے منٹ نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا جتنی کر سکتے ہو کر دینا باقی میں کر دوں گا۔ یعنی آج کل کے مانگنے والوں کا بھی یہ حال ہے۔

اس لئے ہسپتال میں جا کے دیکھیں تو کم کھانے کی وجہ سے بیمار لوگ نہیں ملیں گے۔ زیادہ کھانے کی وجہ سے سے بیمار لوگ ملیں گے۔ بلڈ پریشر کے مریض ہوں گے زیادہ نمکین اور مرغن اشیاء کھانے کی وجہ سے۔ شوگر کی مریض ہوں گے زیادہ میٹھی اشیاء کھانے کی وجہ سے۔ معدہ کا السر زیادہ مرچ مصالحے والی چیزیں کھانے سے۔ دل کی بیماریاں زیادہ چکنائی والی چیزیں کھانے کی وجہ سے۔ تو یہ تمام وہ بیماریاں ہیں جو زیادہ کھانے سے تعلق رکھتی ہیں کم کھانے سے تو تعلق نہیں رکھتیں۔ تو شریعت میں کتنا حسن ہے کہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب کچھ وقت ان کو بھوکا رہنے کو ملے گا تو ان کو بھی پتہ چل جائے گا کہ جن کے ہاں کھانا نہیں بنتا ان غریبوں کا دن کیسے گزرتا ہے..... احساس پیدا ہوگا۔

نوسال سے کوک پر گزارا

ہم لوگ ایک مرتبہ امریکہ کے ایک مدرسہ میں بیٹھے تھے۔ ایک طالبہ آئی جو قرآن پاک پڑھتی تھی۔ اس نے شکایت کی کہ مدرسے میں جو کوک پیسی والی مشین ہے وہ نہیں چل رہی۔ تو میں نے اسے کہا کہ بھئی ہم اطلاع دیتے ہیں کہ اپنی والے آکر ٹھیک کر دیں گے۔ کل تک مشین ٹھیک ہو جائے گی۔ کہنے لگی، مجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ پانی کا کولر تو لگا ہوا ہے اور ٹھنڈا پانی میسر بھی ہے آپ جا کے پی

لیں۔ کہنے لگی، میں پانی پیوں؟ پوچھا کہ بھئی اس میں کیا حرج ہے؟ تو تھوڑا سوچ کر کہنے لگی کہ پچھلے نو سالوں میں مجھے یاد ہی نہیں کہ میں نے کبھی پانی پیا ہو۔ تو کیا پیا؟ کہنے لگی اکثر پیسی پی اور اگر پیسی نہ ملی تو جوس پیا۔ پانی پینے کی نوبت ہی نہیں آئی نو سال سے۔ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔

روٹی نہ ملے تو ڈبل روٹی کھائیں

یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک مرتبہ فرانس کے ملک میں بادشاہ اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا تو باہر ہنگامہ ہوا۔ جب کھڑکی سے دیکھا تو لوگوں کا ہجوم تھا۔ اس نے بادشاہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اس نے کہا یہ جلوس نکال رہے ہیں۔ کس لئے جلوس نکال رہے ہیں؟ اس لیے کہ ملک میں آنا نہیں ہے..... کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے۔ تو جب اس نے کہا کہ کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے۔ تو اس کی بیوی کہنے لگی کہ اگر روٹی نہیں ملتی تو یہ ڈبل روٹی کھالیں۔ یعنی اس کو یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ جب روٹی نہیں ملتی پھر ڈبل روٹی بھی نہیں ملا کرتی۔ تو ایسے بھی تو لوگ دنیا میں ہیں۔

بھوک کی فضیلت

بایزید بسطامیؒ ایک مرتبہ بھوک کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ تو کسی نے کہا کہ حضرت بھوک کے بھی کوئی فضائل ہیں۔ فرمایا ہاں اگر فرعون کو بھوک ملتی تو وہ کبھی بھی خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہی اسی لئے تھا کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا۔ جب پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے تو پھر بندہ اپنی اوقات بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم عاجز مسکینوں کو ہماری اوقات یاد دلانے کے لئے رمضان کے روزوں کو فرض کر دیا تاکہ ذرا بھوک بھی لگے اور پیاس بھی لگے تو ان کو ان غرباء کی پریشانی کا

احساس ہوگا جن کے پاس دو وقت کھانے کو مشکل سے ہوتا ہے تو وہ کس طرح گزارہ کرتے ہیں۔ تو روزہ کے اندر ماشاء اللہ بڑی حکمتیں ہیں۔

ایک مچھلی کی حیرت انگیز خوراک

مگر یہ رزق کا معاملہ عجیب ہے۔ میں اپنی زندگی میں بے شمار جگہوں پر گیا ہوں، میں نے اکثر لوگوں کو اس دنیا کے اندر زیادہ کھاتے ہی دیکھا۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں ہیں تو ان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

ایک مچھلی دیکھی اس کا نام تھا بلو ویل۔ اتنی بڑی مچھلی کہ اس کا وزن روزانہ ایک سو پاؤنڈ بڑھتا ہے۔ یعنی پچاس کلو روزانہ بڑھتا ہے۔ آج کل کے نوجوانوں کے وزن ہی پچاس ساٹھ کلو یا ستر کلو ہیں۔ تو جس مچھلی کا وزن پچاس کلو روزانہ بڑھتا ہے تو وہ کھاتی کتنا ہوگی؟ اچھا مزے کی بات یہ کہ وہ ایسی چیز کھاتی ہے جس کو ہم دیکھ ہی نہیں سکتے۔ وہ سمندر کا پانی اپنے اندر لیتی ہے اور اس کے جسم میں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت باریک سی سکرین بنائی ہوئی ہے۔ اس میں سے پانی گزرتا ہے تو پانی میں سمندر کے اندر جو چھوٹے چھوٹے بکٹیریا ہوتے ہیں، آنکھ سے نظر ہی نہیں آتے، وہ چھلنی کی طرح سکرین کے ایک طرف رہ جاتے ہیں اور صاف پانی آگے نکل جاتا ہے یہی بیکٹیریا اس کی غذا بنتے ہیں۔ کوئی اندازہ لگا سکتا کہ وہ کھاتی کچھ نہیں۔ بس ہر وقت پانی اس کے منہ میں آ رہا ہے جا رہا ہے، آ رہا ہے جا رہا ہے۔ اور کچھ فلٹر ہو کے جو جھاگ سی بنتی ہے وہ اس کی غذا بن رہی ہے۔ واہ میرے مولا تیری شان ہے..... اور ہر وقت وہ چلتی رہتی ہے۔ اپنی زندگی میں وہ اتنا چلتی ہے کہ تین مرتبہ وہ چاند کا چکر لگا کر واپس آ سکتی ہے۔ اتنا سفر طے کرتی ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کہ دیکھو اس کی غذا اللہ نے یہ بنا دی۔ تو غذا تو اللہ تعالیٰ پہنچاتے ہیں بندے کو۔

نعمتوں کی قدر دانی

اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اس لئے بنایا تاکہ اس مہینے میں مومنین اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی کرنا سیکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا رواں رواں اللہ کے انعام و اکرام میں ڈوبا ہوا ہے لیکن ہم غافل ہیں ناشکرے ہیں۔

ایک کھرب پتی کی بے بسی

ایک صاحب جن کو اللہ تعالیٰ نے جوانی میں بہت کچھ دے دیا۔ اتنا کچھ دیا کہ کئی ملوں کے یہ مالک ہیں۔ حالانکہ عمر بہت چھوٹی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پہ راضی۔ اس بندے کے پاس اتنا مال تھا کہ اگر یہ روزانہ ایک جہاز خود کرائے پر لے کر اکیلے عمرہ کے لئے جاتا تو یہ روز عمرہ کر کے واپس آسکتا تھا۔ لیکن اتنا پیسہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس نے زندگی میں کبھی عمرہ ہی نہیں کیا تھا۔ خیر ایک موقع پر اس عاجز سے بیعت ہو گیا۔ پوچھا، بھئی عمرہ کیوں نہیں کیا۔ کہنے لگا جی بس میں کچھ اپنے آپ کو، اپنے دل کو سنوار لوں، پیش ہونے کے قابل ہو جاؤں تو وہاں جاؤں۔ پھر میں نے اسے بات سمجھائی کہ دیکھو جب ہمارے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو ان کو ہم دھلانے کے لیے لائڈری میں لے جاتے ہیں۔ کپڑوں کے وہاں جانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہاں سے دھل کر آئیں گے۔ کبھی کپڑے نے یہ کہا کہ میں کچھ صاف ہو جاؤں تو پھر لائڈری جاؤں گا۔ ہر بندہ کہے گا کہ بھئی اگر تو صاف ہو گیا تو پھر لائڈری جانے کی ضرورت ہی کیا۔ وہاں تو جاتے ہی دھلنے کے لئے ہیں۔ تو خدا کے بندے بیت اللہ شریف تو جاتے ہی دھلنے کے لئے ہیں۔ اگر ادھر ہی دھل گئے تو پھر تمہیں کیا ضرورت ہے جانے کی۔ اب اس کو بات سمجھ میں آئی، کہنے لگا جی میں عمرے پر جاؤں گا۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی

ہیں جو شیطان نے ذہن میں ایسی رچا دی ہوتی ہیں کہ انسان فیض سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس بندے نے ایک دفعہ اپنا واقعہ سنایا کہ میں بیمار ہو گیا۔ وائرس کا کوئی Attack (حملہ) تھا جس کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ اور یہ وائرس ایک جراثیم ہے جس کی وجہ سے جب بیماری آتی ہے تو پھر کوئی دوا اثر نہیں کرتی جب تک کہ بیماری کا دورانیہ پورا نہ ہو۔ ایک بیماری بیکٹیریا کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ یہ بکٹیریا بہت چھوٹا سا جراثیم ہے۔ اتنا بڑا انسان اس چھوٹے سے جراثیم کے حملے کی وجہ سے چار پائی پہ پڑ جاتا ہے۔ اٹھا نہیں جاتا..... کھایا نہیں جاتا..... اپنی اوقات تو بندہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک چھوٹا سا جاندار اگر اس کے اندر جا کے اپنا عمل شروع کر دیتا ہے تو اس کو لٹا کے رکھ دیتا ہے۔ یہ بڑا رستم جہاں بنتا ہے..... بڑے بول بولتا ہے..... کہتا ہے جی میں ایڑی مار کے دھرتی ہلا دوں گا اور حالت یہ ہے کہ بیکٹیریا اگر اس کے اندر جا کر تھوڑا سا عمل کر دے تو یہ بستر پر پڑ جاتا ہے۔

وائرس ایک جراثیم ہے جو بیکٹیریا سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ وائرس ایسی چیز ہے کہ جس کے بارے میں ڈاکٹروں کے اندر بحث چل رہی ہے کہ اس کو زندہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ وائرس میں از خود زندگی کے آثار دکھائی ہی نہیں دیتے جب تک اس کو کوئی اور زندہ خلیہ یا سیل نہ ملے۔ اس کو زندہ رہنے کے لئے کسی سواری کی ضرورت ہے۔ تو انسان کا جو سیل ہوتا ہے اس کے اوپر اگر یہ چڑھ جائے تو پھر یہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اس سے ہٹ جائے تو پھر کچھ بھی نہیں، بے جان و بے کار ہے۔ اب بتاؤ کہ جو چیز اتنی نازک ہے کہ زندہ ہونے یا نہ ہونے میں ہی بحث چل رہی ہے وہ بھی بندے میں جب اثر کرتی ہے تو ایک ہفتے کیلئے اسے لٹا دیتی ہے اور کوئی دوائی اثر نہیں کرتی۔ ڈاکٹر کہتے ہیں جی وائرس کی وجہ سے آپ کو بخار ہو

گیا ہے۔ ایک ہفتے کے بعد اتر جائے گا۔

اب وہ صاحب بھی بخار کی وجہ سے چار پائی پہ پڑ گئے۔ ایسے بندوں کے کام بھی بہت ہوتے ہیں۔ سارا دن ٹیلیفون بج رہا ہے ادھر سے ادھر سے پتہ نہیں کتنی میٹنگز تھیں۔ ایک دن بستر پر پڑا رہا، پھر دوسرے دن بھی پڑا رہا، پھر تیسرے دن چوتھا دن ہوا تو بڑا تنگ آ گیا۔ چونکہ پہلے سارا دن ایکٹور ہوتا تھا اور اب بخار اتر نہیں رہا اس لیے اس نے ایک ڈاکٹر کو گھر بلوایا، وہ ڈاکٹر کوئی نیک بندہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ بس چوتھا دن ہے بخار نہیں اتر رہا، دو ایساں بھی کر رہا ہوں کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب Why me? (مجھے کیوں؟)۔ مجھے کیوں ایسا ہوا ہے کہ بخار اتر ہی نہیں رہا۔ کہنے لگا، ڈاکٹر صاحب نے اسٹیٹھو سکوپ گلے میں لٹکالی اور پیچھے ہٹ کے کرسی پر بیٹھ گئے اور مجھے کہنے لگے Why not you آپ کو کیوں نہیں بھئی۔ آپ انوکھے ہیں سونے کے بنے ہوئے ہیں، آپ کو بھی ماں نے ہی جنا ہے۔ پھر اس پروردگار نے آپ کو کتنی نعمتوں سے نوازا ہے، اتنی چھوٹی عمر میں اس نے آپ کو اربوں پتی بنا دیا۔ آپ ذرا اپنی زندگی کو دیکھیں، یہ آپ کے کپڑے ہزاروں کے، آپ کا جوتا ہزاروں کا، آپ کی گاڑی لاکھوں کی۔ گھر کو دیکھیں تو یہ فرانس کی چیز ہے، یہ جرمنی کی چیز ہے، یہ اٹلی کی چیز ہے۔ جنت کی طرح عیش و آرام والا گھر آپ نے بنایا ہوا ہے۔ جو من پسند کا کھانا ہے وہ آپ کھاتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں آپ جاتے ہیں۔ فارغ اوقات میں آپ ہوائی جہاز سے پیراشوٹ کے ذریعے نیچے چھلانگ لگانے والی گیم کھیلتے ہیں اور اس پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔

آپ مجھے بتائیں کہ وہ نوجوان جس نے ایم اے کیا ہوا ہے اور اپنے گھر کی ساری عورتوں کا وہ اکیلا سہارا ہے اور اس کو کہیں جاب نہیں ملتی۔ کئی مہینوں سے وہ

تلاش میں ہے۔ تھک ہار کے شام کو وہ خالی گھر جاتا ہے تو اس کی بہنوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ وہ تمہارے اس گیٹ کے اوپر چھ چھ گھنٹے انتظار کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ وہ بھی انسان ہے۔ تم میں کیا چیز سیشل ہے کہ تمہیں اتنا کچھ ملا اور جس نے گھر کی پانچ عورتوں کو جا کے کھانا پہنچانا ہے اس کو جاب ہی نہیں مل رہی۔ وہ چند ہزار کی جاب کی خاطر تیرے اس دروازے کے پورا مہینہ چکر لگاتا ہے۔ Why not you? بتاؤ بھئی تمہارے اوپر یہ مشکل کیوں نہ آئے۔ اس غریب نے کیا کیا ہے۔ کہنے لگا، اس ڈاکٹر نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔ اس نے کہا تم نے یہ صلہ دیا کہ رب نے تیرے لئے اتنے دروازے کھولے اور تجھے نماز کی توفیق نہیں، تجھے سجدے کی توفیق نہیں۔ تو یہ نہیں کرتا، وہ نہیں کرتا۔ کہتا ہے میری تو اس نے اتنی کھپائی کی کہ بالآخر میں نے کہا کہ ہاں آج کے بعد میں زندگی کی ترتیب کو بدل دوں گا۔ اللہ اکبر۔

اب دیکھو ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں۔ ان کو اگر روزے نہ رکھنے پڑتے تو ان کو تو ساری زندگی پتہ ہی نہ چلتا کہ بھوک بھی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ تو پھر غریبوں کے واسطے ہمدردی کیسے ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی کیسے ہوتی۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے، عجیب حکمتیں ہیں۔

ایک گھونٹ پانی کی قیمت

ہارون الرشید کو ایک دفعہ پیاس لگی اور خادم کو کہا کہ پانی لاؤ۔ پانی کا پیالہ جب ہاتھ میں آیا۔ تو ایک عالم وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ عالم کہنے لگے کہ ہارون الرشید۔ تھوڑی دیر ذرا صبر کرو میری بات سن لو۔ تو ہارون الرشید رک گیا۔ اس نے کہا، ہارون الرشید! مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تمہیں سخت پیاس لگی ہوئی ہو اور پوری دنیا میں

ایک پیالہ پانی کے سوا کہیں پانی موجود نہیں، تو کتنی قیمت دے کر پانی خریدو گے۔ اس نے کہا، میں آدھی سلطنت دے دوں گا اور پانی کا پیالہ لے لوں گا۔ اس نے کہا اچھا، اگر آپ پانی پی لیں اور وہ پانی آپ کے جسم میں جا کے کہیں رک جائے۔ جیسے بعض لوگوں کو بیماری ہوتی ہے کہ پیشاب رک جاتا ہے اور ان کو پھر ہسپتال جانا پڑتا ہے اور ڈاکٹر مصنوعی طریقے سے اس کو خارج کرتے ہیں۔ بندے کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ ہم نے اس تکلیف میں بندے کو مچھلی کی طرح تڑپتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہارون الرشید! اگر تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور پوری دنیا میں ایک طبیب ہے جس کے پاس دوائی موجود ہے۔ تو کتنی قیمت دے کے اپنے پیشاب کی وہ دوائی لے لو گے۔ اس نے کہا، آدھی سلطنت۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت! معلوم یہ ہوا کہ پیالے کی قیمت آدھی سلطنت اور پیشاب نکالنے کی قیمت آدھی سلطنت..... تو آپ کی پوری سلطنت کی قیمت پانی کا پیالہ پی کر جسم سے خارج کرنے کے بقدر ہے۔ آپ نے تو زندگی میں ہزاروں پیالے پانی پیا تو کبھی اللہ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا.....؟

واقعی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انسان شکر ادا کر ہی نہیں سکتا۔ دیکھو سانس کا آنا اور جسم سے باہر نکلنا کتنی بڑی نعمت ہے مگر ہم اسے نعمت ہی نہیں سمجھتے۔ جن لوگوں کو Esthma (دمہ) کی بیماری ہوتی ہے۔ ان کا کبھی سانس اکڑ جائے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے یہ بندہ ابھی مرا اور ابھی مرا۔ اس کا اندر کا سانس اندر اور باہر کا باہر رہ جاتا ہے۔ ہمارا سانس آرام سے آتا ہے اور باہر نکلتا ہے، ہم اس پر شکر ادا نہیں کرتے۔ کتنی بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں اتنا تھوڑا ہے۔ جتنا شکر ادا کریں اتنا تھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر

بھی ادا کریں۔ اس پروردگار نے ہمارے لئے کتنا خیر کا معاملہ فرمایا۔

سالانہ روحانی ورکشاپ

اگر ایک اور پہلو سے غور کریں تو یوں لگتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ مومنین کے لئے Annual Workshop (سالانہ ورکشاپ) کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ یہ انسان جب دنیا کے کاموں میں لگے گا تو ان میں اتنا منہمک ہو جائے گا کہ ہمیں بھول ہی جائے گا۔ یہ جب غم روزگار میں لگے گا، روپے پیسے کے چکر میں پڑے گا تو پھر عبادات سے اس کا دل ہٹ جائے گا۔ اس کی روحانیت میں کمی آجائے گی، وہ کیفیت نہیں رہے گی جو ہونی چاہیے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خاص مہینہ عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و تعلق میں جو کمی واقع ہو گئی تھی اس مبارک مہینہ میں اس کو دور کر دیا جائے۔

آج کے سائنٹیفک دور میں پروفیشنل لوگ

.....اپنے آپ کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے

.....اپنے پروفیشنل نالج میں ترقی کے لئے اور

.....اپنے لوگوں کی Improvement (ترقی) کے لئے

سالانہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے یہ تصور پیش کر دیا تھا کہ اے ایمان والو! تمہیں بھی اپنی Feelings (جذبات) اور کیفیات کو Maintain (برقرار) رکھنے کے لئے اور اپنے آپ کو روحانی طور پر اپ گریڈ کرنے کے لئے سال میں ایک مہینہ ایسا دیا جا رہا ہے جس میں تم قرآن مجید کی تعلیمات شروع سے لے کر آخر تک نئے سرے سے پھر سنو گے اور جذبوں کی سچائی کے ساتھ پھر عمل کا ارادہ کر لو گے۔

واقعی رمضان المبارک میں شروع سے لے کر آخر تک قرآن مجید تراویح میں

پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہوا ہے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اگر ہم سال کے دوران سستی کے مرتکب ہوئے تو ہم اس کو ایک مرتبہ پھر سنیں اور نئے سرے سے بیٹری چارج کر کے ایک نئے عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے ایک انقلابی زندگی کا آغاز کر دیں۔

حصولِ علم کا درخشاں تصور

ہمیں ایک مرتبہ ایک کورس کرنے کا موقع ملا۔ اس کا ٹاپک Effective Management تھا۔ ہمارے انسٹرکٹر ایک جرمن ڈاکٹر تھے۔ ان کا نام مسٹر براؤڈی تھا۔ وہ اتنے قابل تھے کہ وہ دنیا کی سات مختلف یونیورسٹیوں کے وزٹنگ پروفیسر تھے..... ایک ہوتا ہے Efficient Manager (قابلِ نیجرا) اور ایک ہوتا ہے Effective Manager (موثر نیجرا)، دونوں میں فرق ہے۔ Efficient Manager تو وہ ہوتا ہے جو دن رات اپنے کام میں لگا رہتا ہے خواہ آؤٹ پٹ کچھ ہو یا نہ ہو لیکن Effective Manager اس کو کہتے ہیں جو آؤٹ پٹ اور پروڈکشن دکھا رہا ہو۔

لیکچر کے دوران انہوں نے کہا کہ لوگوں کے ذہن میں ایک تصور تھا کہ لڑکپن میں پڑھتے ہیں، جوانی میں کام کرتے ہیں اور بڑھاپے میں آرام کرتے ہیں۔ اب یہ پرانا تصور ختم ہو گیا ہے۔ اب یورپین کمیونٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ہمیں لڑکپن میں بھی پڑھنا ہے اور جوانی میں بھی جاب کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب ہم کسی پروفیشن میں کام کر رہے ہوں تو اپنے پروفیشنل ٹالج کو بڑھانے کے لئے ہمیں ورکشاپس، کانفرنسز اور سیمینارز Attend (اٹینڈ) کرنے چاہئیں اور اپنے آپ کو اپ ڈیٹ رکھنا چاہیے ورنہ ہم لوگوں سے پیچھے رہ جائیں گے۔

جب اس نے یہ بات کہی تو اس عاجز نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جی، میں بھی آپ کے ساتھ کچھ Share (شیر) کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا، ضرور Share کیجئے۔ میں نے کہا، جی گزارش یہ ہے کہ یہ تصور یورپین کمیونٹی کا پیش کردہ نہیں، بلکہ اس سے بھی پرانا معاملہ ہے۔ اس نے پوچھا، وہ کیسے؟ میں نے کہا، آج سے چودہ سو سال پہلے جب ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت علم کا کوئی قدر دان نہیں تھا۔ وہ جس قوم میں پیدا ہوئے وہ ایک جاہل قوم تھی اور جس زمانے میں پیدا ہوئے اس زمانے کو زمانہ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ اتنے Arrogant (جاہل) لوگوں میں پیدا ہونے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے جب انسانیت کو تعلیم دی تو علم حاصل کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اطلبوا العلم من المهد الى اللحد

[تم علم حاصل کرو پتنگھوڑے سے لے کر اپنی قبر میں جانے تک]

لہذا آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ آج یورپین کمیونٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس نتیجے پر بہت دیر سے پہنچے ہیں اور میرے آقا ﷺ نے یہ Bright Idea (درخشاں تصور) پہلے سے دیا ہوا ہے۔

جب میں نے ان کو یہ بات کی تو تھوڑی دیر تو وہ سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے اپنے بریف کیس میں سے ایک ڈائری نکالی اور مجھے کہنے لگے کہ آپ اس کے اوپر اپنے نبی علیہ السلام کا فرمان عربی میں لکھ دیں اور اس کے نیچے اس کی انگلش ٹرانسلیشن بھی لکھ دیں۔ جب میں نے لکھ کر دے دیا تو وہ کہنے لگے کہ

”اس وقت جتنے بھی Delegates (مندوبین) یہاں موجود ہیں میں ان

کے سامنے Promise (وعدہ) کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں جس یونیورسٹی میں بھی لیکچر دوں گا میں وہاں لوگوں کو بتاؤں گا کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام نے آج

سے چودہ سو سال پہلے اس بات کا حکم فرما دیا تھا۔“

ایمان کی چار جنگ

سبحان اللہ! دین اسلام نے ایسی تعلیمات دیں جو قیامت تک کے ہر تقاضے کو پورا کرنے کے لئے کافی، وافی اور شافی ہیں۔ آج دنیا کانفرنسز اور سیمینارز کی باتیں کرتی ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک تصور دے دیا تھا کہ تم سارا سال اپنے کاموں میں مشغول رہو گے۔ کوئی Industrialist (صنعت کار) بنے گا تو کوئی Businessman (تاجر) اور کوئی یونیورسٹیوں میں پروفیسر بنے گا تو کوئی ہسپتالوں میں سرجن، تو ممکن ہے کہ اپنے اپنے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے تمہارا ایمانی جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے اور ایمان کی بیٹری ڈاؤن ہو جائے۔ جس طرح (سیل فون) استعمال ہوتا رہے تو بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے اور اسے پھر چارجر سے لگانا پڑتا ہے اسی طرح رب کریم نے بھی رمضان المبارک کا مہینہ ایمان والوں کے لئے ایمان کی چار جنگ کا مہینہ بنایا ہے۔ رمضان المبارک کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے دنوں میں روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا ہے اور رات کو تراویح میں قرآن مجید سننا سنت بنا دیا گیا ہے۔ ان دونوں کاموں کا خود انسان کو ہی فائدہ ہوتا ہے۔ اس میں اس کے بہت سے روحانی اور اخلاقی پہلو تو ہیں ہی۔ اس کے علاوہ انسانی جسم پر ان کے بہت اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ یہ عاجز اب آپ کے سامنے روزے اور تراویح کے ان اثرات کو وضاحت سے بیان کرے گا جو انسان کے جسم پر مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ایک واقعہ سن لیجئے۔

قرآن وحدیث میں طب کے رہنما اصول

ہارون الرشید کا زمانہ تھا۔ بادشاہ کے پاس ایک عیسائی پادری آیا جو بڑا اچھا

معالج اور حکیم بھی تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اسے موقع دیا گیا۔ اس نے کہا کہ میں دین کا علم بھی رکھتا ہوں اور حکمت کا علم بھی جانتا ہوں، آپ سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تمام اصول زندگی موجود ہیں، کیا قرآن مجید میں انسان کی صحت کے متعلق بھی کوئی اصول بتایا گیا ہے۔ ہارون الرشید نے اپنے پاس موجود علما سے کہا کہ آپ اس کے سوال کا جواب دیں۔ چنانچہ ایک عالم ”علی بن حسین“ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا، جی ہمیں قرآن مجید میں جسمانی صحت کے بارے میں ایک بڑا Golden Rule (سنہری اصول) بتایا گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ گولڈن رول کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا (الاعراف: ۳۱)

[تم کھاؤ، پیو مگر اسراف نہ کرو]

یعنی Over Eating (بسیار خوری) نہ کیجئے بلکہ جتنی ضرورت ہے اتنا کھائیے اور پھر اللہ کے گیت گائیے۔ یہ جو Over Eating (زیادہ کھانے) سے منع کیا گیا ہے یہ ایک ایسا بہترین اصول ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرے تو اس کو زندگی میں بیماریاں آنے کے چانسز بہت کم ہو جاتے ہیں۔

وہ حکیم یہ سن کر کہنے لگا کہ میں حکیم ہوں اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک بہترین اصول ہے۔ اس نے پھر کہا، کیا تمہارے نبی علیہ السلام نے بھی روحانی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کے بارے میں بھی کوئی اصول بتایا ہے کہ آدمی اپنے جسم کی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتا ہے؟ وہ عالم کہنے لگے، جی ہاں، اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے ہمیں جسمانی صحت کے بارے میں بھی بڑا اصول اصول بتا دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حدیث پاک Quote (بیان) کی، جس کا

اردو ترجمہ یہ ہے:

”معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے، تم جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت ہے اور

پرہیز علاج سے بہتر ہے“

جب عیسائی حکیم نے علی بن حسین کی زبان سے قرآن و حدیث میں موجود طب

کے یہ رہنما اصول سنے تو وہ کہنے لگا،

”تمہاری کتاب اور تمہارے رسول ﷺ نے جالینوس کے لئے کوئی طب نہیں

چھوڑی“..... اللہ اکبر.....!!!

آج ڈاکٹر لوگ Confirm (تصدیق) کرتے ہیں کہ ہماری Eating

habits (کھانے کی عادات) ہی ہماری بیماریوں کو Decide (ڈیسیڈ) کر رہی

ہوتی ہیں۔ مثلاً

..... اگر ہم بہت زیادہ چینی کھائیں گے تو شوگر کے مریض بن جائیں گے۔

..... اگر بہت ہی زیادہ Creamy (ملائی دار) اور Juicy (رس بھری) چیزیں

کھائیں گے تو کولیسٹرول لیول ہائی کر بیٹھیں گے۔

..... اور اگر بہت ہی زیادہ چٹ پٹی چیزیں کھائیں گے تو السرا اور بلڈ پریشر کے

مریض بن جائیں گے۔

اس لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے۔

یہیں سے بیماریاں شروع ہوتی ہیں۔ اس لئے جو بندہ اپنے معدے کو کنٹرول کر

لے، جو چیزیں انسان کے لئے فائدہ مند ہیں وہ استعمال کرے اور جو چیزیں نقصان

دہ ہیں ان سے بچ جائے تو وہ انشاء اللہ ان بیماریوں سے بچا رہے گا۔ تو حدیث پاک

کا پہلا حصہ یہ ہے کہ معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے۔

حدیث پاک کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ”تم جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت

ہے۔“

اب کچھ صوفی حضرات بیمار ہوتے ہیں تو دوائی نہیں کھاتے۔ اسی طرح کئی عورتیں دوائی تو منگوا لیتی ہیں لیکن کڑوی ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں کرتیں..... یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے..... کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت ہے۔ اس حدیث پاک کی رو سے اگر جسم کو کسی چیز کے کھانے کی ضرورت ہے تو اسے وہ چیز دینا حکم نبوی ہے۔ اور آگے فرمایا:

پرہیز علاج سے زیادہ بہتر ہوتا ہے

آج ہم اس معاملے میں بہت ہی زیادہ سستی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جہاں آپ دیکھیں کہ دسترخوان پر کسی نے سویٹ ڈش کی طرف پہلے ہاتھ بڑھایا تو آپ اسی وقت سمجھ لیں کہ یہ آدمی Diabetic (شوگر کا مریض) ہے..... لوگ پراٹھے کھائیں گے، ان کی Arteries (شریانیں) بھی بند ہوں گی اور پھر کہیں گے کہ اللہ مالک ہے۔ بھئی! اللہ تعالیٰ تو مالک ہے لیکن پروردگار نے عقل بھی تو استعمال کرنے کے لئے دی ہے۔ جب عقل بتا رہی ہے کہ میں مریض ہوں اور مجھے مٹھائی سے منع کیا گیا ہے تو مجھے رک جانا چاہیے۔ لوگ اس کو توکل سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ گناہ ہے۔ یاد رکھیں کہ.....

”جس بندے کو ڈاکٹر کسی چیز سے منع کریں اور کہیں کہ یہ تمہارے جسم کے لئے نقصان دہ ہے، وہ اس کو کھا کر توکل کا مظاہرہ نہ کرے۔ اس سے اسے توکل کا ثواب تو نہیں ملے گا، البتہ اگر اس کے کھانے سے موت واقع ہوگئی تو ممکن ہے کہ قیامت کے دن خودکشی کا عذاب ہو جائے۔“

لوگ تو بیٹھا ہی کھا رہے ہوتے ہیں لیکن یہ ان کیلئے Slow Poison (ست

رفتار زہر) ہی ہے۔ جس کی شوگر کنٹرول میں نہیں ہے اور اس کے پاؤں پر زخم بھی بنا ہوا ہے اور اس کے باوجود بھی وہ بیٹھا کھا رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بیٹھامت سمجھے بلکہ یہ مٹھائی کی شکل میں Poison (زہر) ہے۔

آج کی دنیا میں سب سائنسدان تسلیم کرتے ہیں کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ بلکہ انگلش کا مقولہ بھی ہے کہ

Prevention is better than cure.

(پرہیز علاج سے بہتر ہے۔)

زیادہ کھانے سے پیدا ہونے والی بیماریاں

انسان جو کچھ کھاتا ہے وہ اس کے بدن کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر انگریزی کا

ایک مقولہ ہے کہ

Excess in everything is bad.

(کسی چیز کی زیادتی ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہے)

اس مقولے کے پیش نظر اگر ہم کسی بھی مشین کو اوور لوڈ کر دیں گے تو بریک

ڈاؤن کے چانسز بڑھ جائیں گے۔ یہی حال انسان کے معدے کا ہے۔ اس کو

کھانے کی ایک مخصوص مقدار فائدہ دیتی ہے لیکن اگر اس میں زیادہ فیڈ کرنا شروع

کر دیں گے تو فائدے کی بجائے الٹا نقصان شروع ہو جائے گا۔ Over eating

(بسیار خوری) انسان کو صحت نہیں بلکہ بیماری دیتی ہے۔

زیادہ کھانے سے انسان کے اندر Fat (چربی) زیادہ آجاتی ہے۔ وہ موٹا ہو

جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا Weight (وزن) بڑھ جاتا ہے۔ یہ وزن کا بڑھ

جانا مؤمن بندے کے لئے ایک مصیبت ہوتی ہے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ اگر وہ

پیدل بھی چند قدم چل لے تو اس کو سانس چڑھ جاتا ہے۔ اب وہ عبادت کیسے کرے

گا۔ اس طرح تو دنیا کے کام کاج بھی نہیں ہو سکیں گے۔ جس سے اپنا آپ نہیں سنبھالا جاتا وہ خدا کے کسی دوسرے بندے کو کیا سنبھالے گا۔ یاد رکھیں کہ صحت موٹاپے کو نہیں کہتے بلکہ صحت اسے کہتے ہیں کہ انسان کی Physique (جسامت) ایسی ہو کہ وہ دیر تک کام بھی کرے تو وہ تھکے نہیں۔ جب ایسا جسم ہو کہ کام کر کے تھکاوٹ محسوس نہ ہو تو بندہ سمجھ لے کہ اب میری صحت بہت اچھی ہے۔

اگر آپ غور کریں تو آج کے دور میں ایسی بیماریاں بہت عام ہیں جن کا تعلق Over Eating (بسیار خوری) سے ہے۔ مثلاً بلڈ پریشر، شوگر، کیسٹرک السرو وغیرہ۔ کم کھانے سے جو بیماریاں ہوتی ہیں وہ آج کے دور میں نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اوپر اللہ رب العزت کی بہت زیادہ نعمتیں ہیں۔ شاید کہ اتنی مادی نعمتیں پہلوں کے پاس نہیں تھیں۔ لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت کی جتنی ناشکری آج کے دور میں ہو رہی ہے اتنی ناشکری پہلے کبھی نہیں ہوتی تھی۔

کم کھانے کی عادت ڈالنے

انسان کی خوراک ہمیشہ اس کی ضرورت کے مطابق رہنی چاہیے۔ اب ہر انسان کی خوراک اس کے جسم کے حساب سے اپنی ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ انسان کو جتنی بھوک ہو، اگر وہ اس سے ذرا دو چار لقمے کم کھائے تو یہ ایک اچھی Eating habit ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ انسان کے پاس اللہ کی نعمتیں ہوں اور وہ پھر بھی بھوکا رہے اور جسم کو غذا ہی نہ دے..... ضرور کھائیے، مگر کتنا؟..... بدن جتنی ضرورت محسوس کرے اس سے چند لقمے کم کھا لیجئے تاکہ خوراک اچھے انداز سے Digest (ہضم) ہو کر جسم کا حصہ بن سکے۔

نبی اکرم ﷺ کا معمول

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کم کھانے کے عادی تھے۔ آپ ﷺ کی نبوت کی پوری

زندگی میں تین Consecutive (لگاتار) دن ایسے نہیں آئے کہ آپ ﷺ نے تینوں دن پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ اگر ایک دن کھانا کھاتے تو دوسرے دن فاقہ فرماتے اور اگر دو دن کھاتے تو تیسرے دن فاقہ ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ الزہراءؓ اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو محبوبِ دو عالم ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق ان کا کھڑے ہو کر استقبال فرمایا۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا، اے ابا جان! سیدنا علیؓ آٹالائے تھے، میں نے روٹیاں بنائیں، ایک روٹی سب کے حصے میں آئی، ایک میرے حصے میں بھی آئی، جب میں کھانے لگی تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ فاطمہ! تم تو کھا رہی ہو، پتہ نہیں کہ تمہارے ابا حضور کو کچھ کھانے کو ملا ہے یا نہیں۔ اس لئے میں نے آدھی روٹی بچالی۔ اب میں آپ کی خدمت میں وہ آدھی روٹی تحفہ کے طور پر پیش کرتی ہوں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے وہ آدھی روٹی قبول فرمائی اور اس کا ایک لقمہ اپنے منہ مبارک میں ڈال کر فرمایا،

”میری بیٹی فاطمہ! قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تین دن سے تیرے والد کے منہ میں روٹی کا کوئی لقمہ نہیں گیا۔“

صحت مندی کا بہترین راز

ایک حکیم صاحب لوگوں کا علاج معالجہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ ان کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی حکیم نہیں ہے اس لئے میرا کام خوب چلے گا مگر کتنے ہی دن گزر گئے کہ ان کے پاس کوئی مریض بھی نہ آیا۔ چنانچہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے، جی میں تو اس لئے آیا تھا کہ میرا کام اچھا

چلے گا لیکن یہاں تو میرے پاس کوئی آیا ہی نہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

”یہ لوگ کھانا اس وقت کھاتے ہیں جب انہیں سخت بھوک لگی ہوتی ہے اور ابھی کچھ بھوک باقی ہوتی ہے کہ یہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں، اس وجہ سے ان کو بیماریاں کم لگتی ہیں۔“

یہ صحت مندی کا بہترین راز ہے جو اللہ کے محبوب ﷺ نے ان کو بتایا۔

پیغامِ عافیت

چونکہ انسانوں کی سمجھ، ان کا ایجوکیشن لیول، ان کے Resources (وسائل) اور ان کی Economic Conditions (معاشی حالتیں) مختلف ہوتی ہیں، اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر یہ مہربانی فرمائی کہ کوئی بندہ یہ Good Eating habit (کھانے کی اچھی عادات) اپناتا ہے یا نہیں، ان پر ایک مہینہ ایسا بھیج دیا کہ اس مہینے میں وہ زبردستی اس کا پابند ہو جائے تاکہ اس کو بھی فائدہ مل جائے۔ اس طرح ہر طبقہ کے انسانوں کے لئے رمضان المبارک صحت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ گویا یہ مہینہ ہر طبقہ انسانی کے لئے عافیت کا پیغام دیتا ہے۔

تفانیتِ اسلام کا ایک واضح ثبوت

مجھے ورجینیا (امریکہ) میں ایک عیسائی انجینئر ملے۔ باتیں کرتے کرتے وہ مجھے کہنے لگے کہ میں آج کل Fasting (روزہ داری) کر رہا ہوں۔ یعنی روزے رکھ رہا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا، بھئی! کیا مطلب؟ وہ کہنے لگے، آپ لوگ بھی تو ایک مہینہ کے لئے Fasting (روزہ داری) کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا،

ہاں۔ وہ کہنے لگے کہ اس میں Medically (طبی طور پر) اتنے فائدے ہیں کہ میں نے ان ظاہری فائدوں کی خاطر اپنی زندگی کا معمول بنالیا ہے کہ میں بھی ہر سال ایک مہینہ روزے رکھتا ہوں۔ وہ غیر مسلم جنہوں نے ابھی اسلام بھی قبول نہیں کیا وہ بھی اسلامی تعلیمات کی حکمتوں کو مانتے ہیں اور بسا اوقات ان کو اپنا کر دنیاوی فائدے اٹھاتے ہیں۔

شیر کی صحت کا راز

آج Normaly (عام طور پر) ہم جتنا کھاتے ہیں وہ ہماری ضروریات سے بہت زیادہ ہوتا ہے..... ایک دو مثالوں سے بات سمجھ میں آجائے گی..... شیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ جنگل کا بادشاہ ہے۔ اس کے جسم کے اندر Muscle Strength اتنی ہوتی ہے کہ اگر وہ کبھی کسی جانور کے سامنے آجائے تو اس جانور کی آدھی جان تو اسی وقت ہی نکل جاتی ہے۔ جب وہ چلتا اور دوڑتا ہے تو اس کے جسم کے خدو خال کو دیکھ کر بندہ حیران ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ واقعی یہ حق رکھتا ہے کہ اس کو جنگل کا بادشاہ ہونا چاہیے..... اس کی خوراک کتنی ہوتی ہے؟

اس کو ہفتے میں ایک مرتبہ گوشت Feed (فیڈ) کیا جاتا ہے۔ ہمیں دنیا میں متعدد ایسی جگہوں کو دیکھنے کا موقع ملا جہاں شیروں کی خاص نسلوں کو Breed (افزائش) کیا جاتا ہے۔ ہم نے ان سے یہ سوال بارہا پوچھا۔ پوری دنیا میں ہمیں یہ چیز Common (یکساں) ملی کہ شیر کو ہفتے میں صرف ایک دفعہ ہی خوراک دی جاتی ہے اور وہ خوراک اس کے لئے پورا ہفتہ کافی رہتی ہے..... ہم نے کہا کہ اس کو تو ہفتے میں صرف ایک دفعہ خوراک دیتے ہیں لیکن ہم ایک دن میں ماشاء اللہ کتنی بار کھاتے ہیں۔

مگر چھ کی صحت کا راز

اس وقت دنیا میں جو ذی روح موجود ہیں ان میں سے سب سے زیادہ عمر والا Species (نوع) Crocodile (مگر چھ) ہے۔ اس وقت بھی مگر چھ کی عمر ڈیڑھ سو سال، پونے دو سو سال، دو سو سال تک جا رہی ہے۔ اس کے اندر Muscle Strength (پٹھوں کی طاقت) اتنی زیادہ ہے کہ اگر وہ شیر کا بازو بھی اپنے جڑے میں لے لے تو وہ بازو کٹ تو سکتا ہے مگر وہ چھوٹ کر واپس نہیں آسکتا۔ اب اس بات پر ریسرچ کی گئی کہ اس کی لمبی زندگی اور اس کی Muscle Strength اتنی زیادہ ہونے کی وجہ کیا ہے تو پتہ چلا کہ اس جانور کی خوراک بہت تھوڑی ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ کروکوڈائل (مگر چھ) کا وزن ۷۰۰ کلوگرام ہوتا ہے..... یعنی اگر ستر کلوگرام کا ایک بندہ ہو تو اس جیسے دس آدمیوں کے وزن کے برابر اس مگر چھ کا وزن ہوتا ہے..... لیکن وہ چوبیس گھنٹوں میں صرف ۷۰ گرام کھانا کھاتا ہے۔ یعنی ایک کلوگرام سے بھی کم..... سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہمارا دوپہر کا کھانا بھی ماشاء اللہ دو کلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔ اور تین کھانوں کے علاوہ چائے کے نام پر اور پتہ نہیں کہ کس کس کے نام پر ہم اور کیا کیا کھا رہے ہوتے ہیں۔ یہ دستور ہے کہ جب بھی کسی مشین کو Over burden کر دیا جائے تو اس مشین کی پروڈکشن صحیح نہیں ہوتی۔

ستی کیوں پیدا ہوتی ہے؟

دماغ ہر وقت ہمارے جسم کے خون کو مختلف Organs (اعضاء) کے درمیان تقسیم کر رہا ہوتا ہے۔ جب ہم بہت زیادہ کھا لیتے ہیں تو ہمارا دماغ فیصلہ کر لیتا ہے

کہ اب بدن میں سب سے زیادہ خون کی ضرورت Stomach (معدہ) کو ہے۔
 جیسے کوئی فائر فائٹنگ کرتا ہے کہ جہاں ضرورت ہو وہاں زیادہ توجہ دو، وہاں
 ایمر جنسی نافذ کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے خون کا ایک وافر حصہ معدے کی
 طرف متوجہ ہو جاتا ہے..... حتیٰ کہ اس وقت ہمارے دماغ کو بھی تھوڑا خون پہنچ رہا
 ہوتا ہے، اسی لئے غنودگی طاری ہوتی ہے۔ زیادہ کھالینے کے بعد جو غنودگی سی طاری
 ہوتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دماغ جسم کے دوسرے اعضاء سے بلڈ کم کر
 کے Stomach (معدہ) کو بھیج دیتا ہے..... گویا دماغ یہ کہتا ہے کہ اب مصیبت
 پڑ گئی ہے، اب اس خوراک کو بھی Digest (ہضم) کرنا ہے۔ چونکہ خون کا بہت کم
 حصہ باقی بدن کو ملتا ہے اس لئے بندہ Lazy (ست) ہو جاتا ہے اور وہ زیادہ وقت
 سویا رہتا ہے۔

مشاہیر اور ان کی خوراک

دنیا میں جتنے مشاہیر بھی گزرے ہیں اگر آپ ان کی زندگیوں کو اس اعتبار سے
 دیکھیں کہ وہ کتنا کھاتے تھے تو یہ چیز آپ کو Common (یکساں) نظر آئے گی کہ
 ان کی خوراک بہت واجبی سی تھی۔ مثال کے طور پر.....

(1)..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے ایسی ذہانت دی تھی کہ آپ کو
 لاکھوں حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ دن میں کتنا کھاتے
 ہیں تو فرمانے لگے کہ میں آجکل سات با دام کھا کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہوں اور
 میری پورا دن اسی پر گزر جاتا ہے..... اللہ اکبر!!..... جتنے لوگوں کا آئی کیولیول اچھا ہوتا
 ہے یہ سب وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر Fat (چربی) تھوڑی ہوتی ہے اور ان کے
 جسم بہت اچھے ہوتے ہیں۔

(2)..... مجھے ایک دفعہ ایک میوزیم دیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے وہاں آئن سٹائن کی

Mummy (حنوط شدہ لاش) دیکھی۔ یہ آئن سٹائن آج کی دنیا میں اس طرح Respected Figure (معزز) ہے جیسے دین کے حلقوں میں پیغمبروں کی عزت کی جاتی ہے۔ اس نے Theory of Relativity (نظریہ اضافت) پیش کیا۔ میں تو اس کا دبلا پتلا سٹرکچر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس کا وزن ساٹھ کلوگرام سے زیادہ نہیں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا دماغ دیا کہ اس نے مادے اور انرجی کے ٹرانسفارم ہونے کی جو Equation (مساوات) دی آج اس کی بنیاد پر دنیا کے اندر سب سے زیادہ ریسرچ کی جا رہی ہے۔

ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اچھی Eating Habit (کھانے کی عادت) کو اپنائیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی اس Habit (عادت) کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک گولڈن چانس ہے۔ روزے کی کئی حکمتیں ہیں۔ اس سے انسان نے اندر صبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دل میں آتی ہے۔ ہم پتہ نہیں کہ کتنا کھانا ضائع کر دیتے ہیں۔ جب خود بھوکے ہوتے ہیں تب پتہ چلتا ہے کہ ایک لقمے کی کیا ویلیو ہوتی ہے۔ تو جہاں روزے کے اور فائدے ہیں وہاں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے Eating Scadual (کھانے کے شیڈول) کو کنٹرول کر سکتا ہے۔

وزن کم کرنے کا آسان نسخہ

ایک ہوتا ہے کم کھانا، یہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت ہے اور ایک ہوتا ہے آہستہ کھانا، یہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت ہے..... اس میں ایک دلچسپ نکتہ ہے..... آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہم میں سے بعض لوگ کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھتے ہیں تو Within few minutes (چند منٹوں میں) دسترخوان سے بہت کچھ ان کے پیٹ میں شفٹ ہو چکا ہوتا ہے۔ جب کھانا کھا لیتے ہیں

تو تھوڑی دیر کے بعد پیٹ پکڑ کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ یار آج تو بہت کھا لیا ہے۔ اس میں دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ مجھے ایک مرتبہ ایک ایسا مضمون پڑھنے کا موقع ملا جس کو کسی ملک میں ڈاکٹروں کی ایک ایسوسی ایشن نے چھاپا تھا..... یہ ایک پکی بات ہے..... انہوں نے لکھا تھا کہ جو بندہ اپنے وزن کو کم کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ آہستہ کھائے۔ یہ چیز پڑھ کر یہ عاجز بڑا حیران ہوا کہ اب تک تو کہتے تھے کہ جو وزن کم کرنا چاہے وہ ڈائٹنگ کرے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو وزن کم کرنا چاہے وہ آہستہ کھائے۔

بھوک ختم ہونے کا احساس

کھانے کے معاملے میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ کچھ Dieting (ڈائٹنگ) کے قائل ہوتے ہیں اور کچھ Die eating (ڈائی ایٹنگ) کے قائل ہوتے ہیں..... ہم نے یہ پہلی مرتبہ پڑھا کہ آہستہ کھانے سے انسان کا وزن گھٹتا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک نئی چیز تھی۔ ہم نے اس پورے لٹریچر کو پڑھا۔ اس میں ایک عجیب بات لکھی ہوئی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ جب ہم کھانا کھاتے ہیں تو ہمارا دماغ فیصلہ کرتا ہے کہ ہم نے کتنا کھایا ہے۔

یہی بات ایک مثال سے سمجھیں..... انسان کا سر بالکل سیدھا ہے یا جھکا ہوا ہے، اس کا Decision (فیصلہ) آنکھیں نہیں کرتیں بلکہ اس کا Decision (فیصلہ) دماغ کرتا ہے۔ ہمارے کانوں میں ایک Canal (نالی) ہے جس میں Lequid ہوتا ہے اور وہ Lequid اپنا لیول Maintain کرتا ہے۔ اس لیول کا سنکل جب دماغ کو پہنچتا ہے تو دماغ سمجھ لیتا ہے کہ سر سیدھا ہے یا جھکا ہوا ہے۔ اسی طرح پیٹ بھرنے کا Decision ہمارا دماغ لیتا ہے۔ اس سلسلہ میں دماغ دو طرح سے Decision لیتا ہے۔

(۱)..... ایک تو اس طرح کہ انسان کے پیٹ کے اوپر کی جلد کے اندر Transpucer (ٹرانسپوسر) لگے ہوتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے Pick up (پک اپ) لگی ہوتی ہے۔ جب انسان کھانا کھاتا ہے اور Stomach (معدہ) ذرا پھیلتا ہے تو وہ Transpucer (ٹرانسپوسر) خود ہی Elongate ہو کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اندر کتنی خوراک چلی گئی ہے۔ مگر یہ Slow action Transpucer (ست رفتار ٹرانسپوسر) ہیں۔ یہ اپنا سگنل بنا کر دماغ تک پہنچانے میں سات منٹ سے لے کر دس منٹ تک لے سکتے ہیں۔ یعنی اتنے وقفے کے بعد Pick up (پک اپ) دماغ کو بتائے گا کہ پیٹ بھر گیا ہے۔

(۲)..... انسان کو دوسرا سگنل اس کے منہ سے ملتا ہے۔ منہ ایک کرشنک یونٹ ہے۔ یہ یونٹ جتنی تیزی سے کام کرتا ہے یہ بھی دماغ کو پہنچ رہا ہوتا ہے۔ ان دو سگنلز کو سامنے رکھ کر انسان کا دماغ Decision (فیصلہ) لیتا ہے کہ پیٹ میں کتنی خوراک پہنچ چکی ہے۔ اب ذرا یہ دیکھیں کہ ہم کیا کرتے ہیں؟

ہم یہ کرتے ہیں کہ تین چار منٹ کے اندر اندر دو روٹیاں بھی کھا لیتے ہیں، پانی بھی پی لیتے ہیں اور سویٹ ڈش بھی کھا لیتے ہیں۔ ابھی پیٹ والا سگنل بھی نہیں پہنچا ہوتا اور اس سے پہلے ہم Over eat کر (زیادہ کھا) چکے ہوتے ہیں۔ لہذا جب اصل سگنل پہنچتا ہے تب ہم محسوس کرتے ہیں کہ آج تو میں نے بہت زیادہ کھا لیا ہے۔ اس کا ایک پروف (ثبوت) بھی ہے۔ فرض کریں کہ آپ کھانا کھا رہے ہیں اور آپ نے ابھی آدمی روٹی کھائی تھی کہ اتنے میں کوئی انٹرنیشنل کال آگئی اور آپ فون سننے کے لئے چلے گئے۔ اگر آپ پانچ سات منٹ تک فون سنتے رہے جب واپس آئیں گے تو آپ کی بھوک مٹ چکی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بھوک مرجاتی ہے۔ بھئی! بھوک نہیں مرتی بلکہ وہ جو چند منٹ گزرے ان میں پیٹ کا

صحیح سگنل دماغ تک پہنچ گیا اور دماغ نے Decision (فیصلہ) لے لیا کہ بس اتنی خوراک کافی ہے۔

سلمنگ کلب جانے کی ضرورت نہیں

رمضان المبارک میں دن میں روزہ رکھنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہمارے بدن میں ذرا خوراک کم ہو..... اچھا، جب بدن میں خوراک کم ہوتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟..... جب بھی معدے میں خوراک کم ہو اور بدن کو بھی اس کی ضرورت ہو تو بدن Fat (چربی) کو اسی وقت شوگر میں تبدیل کر کے استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ Steroids (سٹیرائیڈ) ہوتے ہیں جو بدن کے اندر Generate (پیدا) ہو جاتے ہیں اور وہ انسان کی Fat (چربی) کو شوگر بنا دیتے ہیں اور وہ پھر انسان کے بدن میں استعمال ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب انسان بھوکا رہتا ہے تو اس کی چربی پگھل رہی ہوتی ہے اور اس کا جسم سمارٹ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جو لوگ Slimming club (سلمنگ کلب) میں جاتے ہیں اور پھر بھی ان کا جسم ہلکا نہیں ہوتا ان کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مبارک سنت پر گھر بیٹھ کر ہی عمل کر لیں، انہیں سلمنگ کلب جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی بلکہ ان کی Fat (چربی) اپنے آپ ہی پگھلتی چلی جائے گی۔

تراویح کے جسمانی فائدے

ایک تو رمضان المبارک میں روزے رکھوائے گئے اور دوسرارات کو تراویح کا حکم دیا گیا۔ ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ تراویح کے روحانی فائدے تو ہیں، اس کے جسمانی فائدے کیا ہیں؟ تو بھئی! نماز کے روحانی فائدے تو بے شمار ہیں، ان کے ساتھ ساتھ اس کے جسمانی فائدے بھی ہیں۔

(۱).....عبادت بھی ورزش بھی

نماز ایک قسم کی Exercise (ورزش) ہے۔

ڈاکٹر دس سال پہلے کہتے تھے کہ جاگنگ کیا کریں، یعنی بھاگا کریں۔ پھر ثابت ہوا کہ جو جاگنگ زیادہ کرتے ہیں بڑھاپے میں ان کے پاؤں کی ہڈیاں پر اہلم کرتی ہیں۔ لہذا اب ڈاکٹر آہستہ آہستہ Brisk walk (برسک واک) کرنے کا کہتے ہیں۔ برسک واک ذرا تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ انسان کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ برسک واک یعنی ذرا تیزی کے ساتھ چلنا بھی میرے محبوب ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ ایسے چلتے تھے جیسے کوئی اونچی جگہ سے نیچی جگہ کی طرف تیزی کے ساتھ اتر رہا ہوتا ہے۔ یہ میرے محبوب ﷺ کی سنت ہے اور آج دنیا نے بالآخر دھکے کھا کھا کر دنیا کے فائدے کی خاطر میرے محبوب ﷺ کی سنت کو اپنا لیا ہے۔

پھر ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ جو ہم دن میں ایک بار برسک واک کرتے ہیں یہ بھی اتنی فائدہ مند نہیں ہے، یہ دن میں کئی مرتبہ کرنی چاہیے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوا کہ بندہ ہر وقت واک ہی کرتا رہے اور کوئی کام نہ کرے۔ انہوں نے کہا، جی نہیں، انسان اتنی Exercise (ورزش) کر لے جس سے اس کی Heart beat (دل کی دھڑکن) تھوڑی سی تیز ہو جائے اور جو Fluid (سیال مائع) انسان کے اندر بلڈ کی شکل میں بہہ رہا ہے اس کی مقدار بڑھ جائے تاکہ یہ پوری شریانوں کو صاف کر دے۔ انہوں نے کہا کہ چند مرتبہ Exercise (ورزش) کرے اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔ اگر وہ لوگ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے کے عادی ہوتے تو ان کو

ایسی Exercise (ورزش) کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ہمارے ایک دوست جاپان گئے۔ وہاں ایک جگہ پر ایک کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ تھی۔ انہوں نے بھی اس میٹنگ میں شمولیت اختیار کی۔ وہ کہنے لگے کہ آٹھ دس گھنٹے کی میٹنگ تھی۔ اس میٹنگ کے دوران وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد کھڑے ہو جاتے اور اپنی کرسی کے ساتھ ہی کوئی بازو ہلارہا ہوتا..... کوئی نیچے جا رہا ہوتا..... کوئی تھوڑا سا آگے پیچھے ہو رہا ہوتا..... گویا وہ کھڑے کھڑے ہاتھوں سے Exercise Light (ہلکی ورزش) کرتے اور بیٹھ جاتے۔ اس میٹنگ کے دوران انہوں نے تین مرتبہ بریک لے کر یہ Exercise ورزش کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہمارے ڈاکٹر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دن میں ایک مرتبہ Exercise (ورزش) کرنے کی بجائے چند مرتبہ Exercise Light (ہلکی ورزش) کر لی جائے تو اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ میں نے انہیں کہا، اواللہ کے بندو! تم یہ جو تھوڑی دیر کے بعد چند منٹ کی Exercise (ورزش) کرتے ہو اگر اس کی بجائے تم دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھ لیا کرو تو آٹو میٹک Exercise (ورزش) ہو جائے گی۔

اب دیکھئے کہ ایک مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر یہ عمل کر رہا ہوتا ہے اور وہ مفت میں جسمانی فائدہ حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی ان پڑھ بندہ جو پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے۔ اسے کچھ پتہ نہیں کہ نماز میں میرا جسمانی فائدہ کیا ہے، لیکن اگر وہ بھی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کو بھی جسمانی فائدہ مل جاتا ہے۔ افسوس کہ ہمارے کئی نوجوان نماز کی پابندی نہیں کرتے اور جو پابندی کرتے ہیں ان کو عبادت کا ثواب بھی مل جاتا ہے اور ان کی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔

(۲)..... دائمی خوبصورتی کا راز

ہم ایک مرتبہ واشنگٹن میں Smithsonian Space Musium (خلائی عجائب گھر) دیکھ رہے تھے۔ ہمیں وہاں ایک ڈاکٹر صاحب ملے۔ انہوں نے ہمارا مسلمانوں والا حلیہ دیکھا تو بات چیت شروع کر دی۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ جو مسلمانوں میں زیادہ عبادت گزار ہوتے ہیں ان کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔ میں نے کہا، جی بالکل، صلحاء کا نور ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اس کی ایک وجہ ہے۔ میں نے پوچھا، کیا وجہ ہے؟ وہ کہنے لگے کہ انسانی جسم کے وہ اعضا جو دل سے نیچے ہیں ان میں دل کے لئے بلڈ پہنچانا آسان ہوتا ہے اور جو اعضا دل سے اوپر ہوتے ہیں ان میں بلڈ پہنچانا دل کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے سر میں جتنا Flooded Blood (خونی بہاؤ) جانا چاہئے اتنا نہیں جاتا۔ مسلمان لوگ جب نماز پڑھتے ہیں تو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ سجدے میں ان کا سر اور چہرہ نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے۔ یہی ایک ایسی صورت ہے کہ جس میں بلڈ Flooded (فلڈڈ) ہو کر انسان کے سر، چہرے اور پوری جلد کے اندر جا رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر ذرا لمبا سجدہ کریں تو چہرے کے اندر خون محسوس ہوتا ہے میں نے کہا، ہاں۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ بلڈ کی سرکولیشن جو ہر روز چہرے پر Flooded (فلڈڈ) ہو رہی ہوتی ہے یہ انسان کے چہرے کو تروتازہ بنا دیتی ہے۔

میں نے سوچا کہ اگر عورتوں کو اس اصول کا پتہ چل جائے کہ نماز پڑھنے سے انسان کا چہرہ دیر تک معصوم نظر آتا ہے تو شاید وہ کریموں کو چھوڑ کر نفلی نمازوں کے پیچھے پڑ جائیں۔ اور واقعی آپ دیکھیں گے کہ جو بھی نیکو کار انسان ہوگا اس کے چہرے پر آپ کو ایک روشنی نظر آئے گی۔ روحانی اثر اپنی جگہ مگر نماز کا یہ جسمانی فائدہ بھی ہے کہ وہ جو Flooded خون ان کو سجدوں میں پہنچ رہا ہوتا ہے وہ ان کے

چہروں پر بہار کی سی تازگی اور خوبصورتی عطا فرمادیتا ہے۔

(۳)..... شوگر لیول کنٹرول کرنے کا ذریعہ

ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی جب صبح کے وقت سو کر اٹھتا ہے تو اس کا شوگر لیول سب سے ڈاؤن ہوتا ہے۔ اسی لئے لیبارٹری میں کو لیسٹرول چیک کروانا ہو تو کہتے ہیں کہ صبح کے وقت کھانے سے پہلے آئیں۔ چونکہ اس وقت انسان کا شوگر لیول پہلے ہی ڈاؤن ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فجر کی صرف چار رکعتیں بنائیں۔ اس وقت زیادہ لمبی Exercise (ورزش) کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ بھلے قرأت جتنی لمبی کر لی جائے مگر Exercise (ورزش) صرف چار رکعت ہے۔

اس کے بعد ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا اور ماشاء اللہ خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ کھانا کھانے سے شوگر لیول اوپر چلا گیا۔ اب چار رکعتیں نہیں بلکہ بارہ رکعتیں بنا دی گئیں، کہ اب تمہیں زیادہ Exercise (ورزش) کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی اگر تم یہ Exercise (ورزش) کرو گے تو تمہارا شوگر لیول کنٹرول ہو جائے گا۔

جب بارہ رکعتیں پڑھنے سے شوگر لیول کم ہو گیا تو پھر عصر کی نماز میں چار رکعتیں آپشنل بنا دی گئیں کہ اگر تم چاہو تو پڑھ لو ورنہ کوئی بات نہیں، تمہیں معاف کر دیں گے اور باقی چار فرض قرار دی گئیں۔

ہو سکتا ہے کہ کسی کو عصر کے وقت بھوک لگی ہو اور اس نے عصرانہ میں کچھ کھالیا ہو یا اس نے چائے پی لی ہو یا آئس کریم کھائی ہو۔ اس طرح شوگر لیول ذرا ہائی ہو سکتا ہے اس لئے مغرب کی نماز میں سات رکعتیں بنا دی گئیں۔

عام طور پر مغرب کے بعد عشاء کا کھانا کھایا جاتا ہے۔ جب ہم نے مغرب کے بعد Heavy (ثقل) کھانا کھایا تو شوگر لیول پھر ہائی ہو گیا۔ اب سات رکعتوں پر

ہرگز گزارہ نہیں چل سکتا تھا اس لئے سترہ رکعتیں بنا دی گئیں..... اب یہاں پر ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوپہر میں تو بارہ سے کام چل گیا تھا، اب بارہ کیوں نہیں، سترہ کیوں؟ فرمایا کہ دوپہر میں بارہ رکعتوں کے بعد تم نے ابھی جاگ کر کام کرنا تھا اور شوگر لیول ڈاؤن ہونے کے چانسز تھے اور اب عشاء کے بعد تم نے سونا ہے لہذا بارہ سے کام نہیں چلے گا بلکہ اب سترہ رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ رمضان المبارک میں تو بندہ صبح روزہ رکھتا ہے اور سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو شام کے وقت جب افطاری ہوتی ہے تو پھر اس وقت خوب بھوک لگی ہوتی ہے۔ روزہ دار اس وقت اکثر Over eating (بسیار خوری) کر لیتے ہیں۔ وہ ملک شیک بھی پی لیتے ہیں، جوس بھی پی لیتے ہیں اور کھانے بھی خوب کھاتے ہیں۔ اس طرح ان کا شوگر لیول ایک دم ہائی ہو جاتا ہے۔ جب بہت زیادہ Over eating (بسیار خوری) کر لیتے ہیں تو پروردگار فرماتے ہیں کہ اب تمہارا کام سترہ رکعت سے بھی نہیں چلے گا بلکہ اب تمہیں بیس رکعت (تراویح) اور بھی ادا کرنی پڑیں گی تاکہ تمہارے جسم کو صحیح فائدہ پہنچ سکے۔

پروردگارِ عالم اپنے بندوں پر کتنے مہربان ہیں کہ عبادت بھی ایسی رکھی کہ جس کا بندوں کو ہی روحانی اور جسمانی فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے۔ جب کوئی آدمی سفر پر نکلتا ہے تو سفر میں Exertion (مشقت) ہوتی ہی رہتی ہے۔ لہذا پروردگارِ عالم نے فرمایا کہ اچھا جو فرض تھے وہ بھی ہم نے آدھے کر دیئے اور جو نفل تھے وہ بھی تمہیں معاف کر دیئے۔ سبحان اللہ۔

رمضان المبارک کے لئے پلاننگ کی ضرورت

اب رمضان المبارک کا مہینہ آنے والا ہے۔ یہ ہمارے لئے روحانی اور جسمانی فائدوں کے دروازے کھول دے گا۔ لہذا ہمیں اس کے لئے ابھی سے تیار

ہو جانا چاہیے۔ اچھا بندہ ہر چیز کو پہلے Plan کرتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ

Well plan, half done.

یعنی جس کام کو تم اچھا پلان کر لو گے سمجھ لو کہ وہ آدھا کام ہو گیا۔ آج تو شادی کی پلاننگ بھی ایک سال پہلے سے کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ بزنس کی پلاننگ بھی پہلے سے کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں رمضان المبارک کی بھی پہلے سے پلاننگ کر لینی چاہیے کہ ہم نے اسے کیسے گزارنا ہے۔ اس کی پلاننگ کے لئے کوئی ورزش تو نہیں کرنی ہوتی کہ بھی اتنی ڈنڈ بیٹھکیں روز نکالنی شروع کر دو۔ اس کی پلاننگ یہ ہے کہ آپ اپنی مصروفیات کو ابھی سے ایسے بنا دیں کہ رمضان المبارک میں اپنے آپ کو Light (ہلکا پھلکا) رکھنے کی کوشش کریں۔ گھر میں شادی ہو تو بندہ پورا مہینہ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھتا ہے کہ جی میرے گھر میں شادی ہے، میں نے اپنے آپ کو Light رکھا ہوا ہے تاکہ میں شادی بھگتا لوں۔ جیسے شادی گزارنے کے لئے ایک مہینہ اپنا سکول ٹائٹ کر دیتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی،

..... اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے وافر سے حصہ پانے کے لئے

..... اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لئے اور

..... اپنے رب کو منانے کے لئے

رمضان المبارک کے مہینے کے لئے Light planning (لائٹ پلاننگ) کریں۔ اور ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔ کتنے کام ہوتے ہیں جو بندہ خود کرتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں اپنے سفروں کو، اپنے کاموں کو اور اپنی Meetings (میٹنگز) کو اس طرح Plan (پلان) کر لیں کہ ہم کچھ Light weight (ہلکے پھلکے) رہنے کی کوشش کریں۔ جب ہم Mentally (ذہنی طور پر) کچھ فارغ ہوں گے تو یکسوئی سے نماز بھی پڑھ سکیں

گے اور تراویح بھی پڑھ سکیں گے اور پھر پریشر بھی نہیں ہوگا کہ ہم نے فلاں میٹنگ میں جانا ہے۔

ایک تو یہ تیاری ہے کہ ہم اپنے آپ کو ذرا Light loaded (ہلکا پھلکا) کریں اور دوسرا یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو رمضان المبارک کے سکیجول کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے کے لئے Mentally تیار کر لیں۔ آدمی کے اوپر ایک ڈرسا ہوتا ہے کہ اگر میں نے روزہ رکھ لیا تو کہیں میں کمزور نہ ہو جاؤں۔ ہم کالج میں اسٹری میڈیٹ کلاس میں پڑھتے تھے۔ وہاں ہمارا ایک دوست تھا۔ اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اس کا جسم اتنا Bulky (بھاری) تھا کہ اس وقت اس کا وزن ایک سو پانچ کلوگرام تھا۔ لیکن وہ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ تم رمضان المبارک کے روزے کیوں نہیں رکھتے؟ تو وہ کہنے لگا کہ میری امی کہتی ہیں کہ اگر تم روزے رکھو گے تو تم کمزور ہو جاؤ گے۔

آپ اپنے ذہن کو تیار کر لیجئے کہ اگر ہم نے ایک مہینہ تک کچھ کم بھی کھایا تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہمارے جسم کی ضرورت تو بہت تھوڑی ہوتی ہے لیکن ہماری Eating habit (کھانے کی عادت) بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ جو انسان تین کھجوریں کھالے اس کو اتنی کیلوریز مل جاتی ہیں کہ اس کو تین دن تک بھوک کی وجہ سے موت نہیں آسکتی۔ تین کھجوروں میں اتنی نیوٹریشن (غذائیت) ہوتی ہے.....!!!

ہم جتنا کھانا کھانے کی عادی ہیں رمضان المبارک میں اس سے کچھ کم کھانے کی کوشش کریں۔ یہ نہ ہو کہ صبح کی نماز سے کھٹے ڈکار آنے شروع ہو جائیں۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ ہم بالکل ہی نہ کھائیں۔ کچھ دوست ایسا کرتے ہیں کہ وہ عشاء کے وقت اتنا کھا لیتے ہیں کہ ان کے لئے صبح کے وقت اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چلو

رات ہی میں جو کھالیا سو کھالیا، بس اسی پر روزے کی نیت کر کے سو جاتے ہیں۔ یہ ترتیب غلط ہے۔ رمضان المبارک کو اپنی طبیعت میں نہ ڈھالنے بلکہ اپنے آپ کو رمضان المبارک کی ترتیب پر چلانے کی کوشش کیجئے کیونکہ سحری کھانا بھی مستقل ایک عبادت ہے اور تہجد میں نوافل پڑھنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔ تو سحری میں انھیں اور دونوں قسم کی عبادت کا مزہ اور ثواب پائیں۔

اللہ رب العزت ہمیں رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور اس مہینے کو ہمارے لئے رحمت بنا کر ہماری پریشانیوں کو دور فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین .



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخشش کے بہانے

از افادات

پر طبعیت و شریعت حضرت محمد ﷺ

محبوب العلماء و الصالحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مجددی نقشبندی

بخشش کے بہانے

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَ سَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَا بَعْدُ!

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوًّا فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا.

..... وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.....

يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَا جِبْرِيْلُ فَاصْفَدْ مَرَدَّةَ الشَّيَاطِينِ وَ
غُلُّهُمْ بِالْأَغْلَالِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ. وَ سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

رمضان کا مہینہ برکتوں کا خزانہ:

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ رب العزت کی رحمتوں کا خزانہ ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں عروج پر ہوتی ہیں۔ اس کے ہر ہر لمحے میں اتنی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے کہ جن کا کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اتنی برکات کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔

بخشش کے بہانے

اس برکتوں بھرے مہینے میں اللہ تعالیٰ رحمت بھی جوش میں ہوتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی رحمت اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے کے اس وقت بہانے ڈھونڈ رہی ہوتی ہے۔ ہمارے اکابر نے فرمایا،

رحمت حق بہا نہ می جوید

رحمت حق بہانہ می جوید

”بہا“ فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب ہے ”قیمت“ پنجابی میں ہم اس ”بھا“ کہہ دیتے ہیں اردو میں ”بھاؤ“ کہتے ہیں کہ فلاں چیز کا بھاؤ کیا ہے۔ فارسی میں یہ لفظ ”بہا“ ہے بیش بہا یعنی بیش قیمت۔ فرمایا۔

”رحمت حق ”بہا“ نہ می جوید“

یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی۔

”رحمت حق ”بہانہ“ می جوید“

بلکہ اللہ کی رحمت تو بہانہ مانگتی ہے۔

بس رمضان المبارک کے مہینے میں اللہ تعالیٰ بندے سے بہانہ چاہتے ہیں۔ کہ میرے بندے مجھے اپنے کسی عمل کا بہانہ دے دے میں تجھے بخش دوں گا۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ یہ مردود انسان سے سخت عداوت رکھتا ہے اور اسے ہر وقت مردانے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ شیطان نے قسمیں کھائیں تھیں کہ

فَبِعِزَّتِكَ لَا غُورِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ .

[اے اللہ تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاؤں گا]

تو شیطان نے قسمیں کھائی ہوئی ہیں۔ پھر اس کو اللہ رب العزت نے کچھ مہلت بھی دے دی کہ تو اپنا زور لگا کر دیکھ لے۔ کچھ طاقت بھی دے دی کہ یہ ہمیں دیکھ سکتا ہے ہم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ پھر ایک ایک بندے کے ساتھ کئی کئی شیطان لگے ہوتے ہیں۔ مرد کے ساتھ بیس شیطان۔ بعض لوگوں کے ساتھ ستر شیطان۔ ان کو اور کام بھی کوئی نہیں سوائے بندوں کو بہکانے کے۔ نہ ان کو نیند کی فکر، نہ ان کو روٹی کی فکر، نہ کوئی اور ایسے مسائل۔ بس چوبیس گھنٹے ایک ہی کام کہ بندے کو بہکاؤ۔ ایسا بد بخت دشمن ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اس سے کوئی بندہ بھی امن میں نہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر بندے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ میرے ساتھ بھی شیطان ہے۔ صحابہ نے حیران ہو کر پوچھا۔ اے اللہ کے نبی آپ کے ساتھ بھی شیطان؟ فرمایا ہاں مگر میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ مگر تھا تو ساتھ گو مسلمان ہو گیا۔ اس لیے اس کے بارے میں تو ہم اللہ ہی سے پناہ مانگ سکتے ہیں۔

لَا تَسْنَسْ يَافِثَةَ دُشْمَنِ

یہ انسان کا لاسنس یافتہ دشمن ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا.

[بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، تم بھی اسے دشمن مان لو]

تم بھی اس سے دشمن بنا لو۔ یہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ ایک جگہ فرمایا،

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

مُبِينٌ ۚ وَإِنْ اعْبُدُونِي ۗ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (یس: ۶۰، ۶۱)

(اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہہ رکھا تھا کہ تم شیطان کی بندگی نہ کرنا بیشک وہ تمہارا ظاہر باہر دشمن ہے، اور صرف میری عبادت کرنا، یہی

(سیدھا راستہ ہے)

شیطان کے حیلے

کئی لوگوں پر تو اس کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ وہ خود اس کے ایجنٹ بن جاتے ہیں۔ جو کام شیطان بھی نہیں کر سکتا وہ کر دکھاتے ہیں۔ اتنے اسے حیلے آتے ہیں۔ اتنے اسے بہانے آتے ہیں کہ نہ پوچھو۔ کئی دفعہ نیکی کے بڑے کام سے ہٹا کر نیکی کے چھوٹے کام پہ لے آتا ہے کہ کہیں بڑا کام نہ کرنے لگے۔ جس کو دیکھے گا کہ یہ بڑا ہی محتاط ہے پیسے خرچ کرنے میں۔ اس کو یہ فضول خرچی سے نہیں روکے گا، اس کو یہ کہے گا اور محتاط ہو جا حتیٰ کہ اتنا محتاط کہ کنجوس بنا دے گا۔ اور جس کی طبیعت کھلا خرچ کرنے والی ہوگی۔ اس کو کنجوسی نہیں سکھائے گا، اس کو کہے گا تو تو بڑا بادشاہ ہے، حاتم طائی ہے، سخی ہے، خوب کھلا خرچ کر۔ اسے اصراف کرنے والا بنا دے گا۔ یعنی دائرہ شریعت کے اس باؤنڈری کے قریب جو ہے اس کو ادھر سے باہر نکالے گا۔ جو اس باؤنڈری کے قریب ہے اس کو ادھر سے باہر نکالے گا۔ تو یہ انسان کا پکا دشمن ہے۔

کسی نے شیطان کو کہا کہ تو بڑا ہی کمینہ ہے۔ اس نے کہا کیوں مجھے ایسی باتیں سناتے ہو۔ اس نے کہا تو اتنے دنگے کرو اتنا ہے اتنے فساد مچاتا ہے۔ کہتا ہے نہیں میں تو کچھ نہیں کرتا یہ خود لڑتے ہیں میں تو بس انگلی ہی لگاتا ہوں۔ اس نے کہا انگلی لگاتے ہو کیا مطلب؟ اس نے کہا آؤ دیکھو۔ چنانچہ وہ حلوائی کی دکان پر گیا۔ وہاں چینی کا شیرہ بنا پڑا تھا۔ اس نے شیرہ انگلی پہ لگایا اور دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ کہتا ہے اب ذرا تماشا دیکھنا۔ جیسے ہی شیرہ لگا تو شیرے کے اوپر بکھی آ بیٹھی، بکھی آئی تو چھپکلی آگئی۔ ساتھ ہی ایک آدمی کام کر رہا تھا۔ اس نے چھپکلی کو دیکھا تو اس نے جوتا اٹھا کر چھپکلی کو دے مارا۔ وہ جوتا دیوار سے ٹکرا کر حلوائی کی مٹھائی پر گرا۔ جیسے ہی جوتا

مٹھائی پر گرا تو حلوائی اٹھ کھڑا ہوا اور غصہ میں آ کر کہنے لگا، اوئے! تو نے میری مٹھائی میں جوتا کیوں مارا؟ اب وہ الجھنے لگ گئے۔ ادھر سے اس کے دوست آ گئے اور ادھر سے اس کے دوست پہنچ گئے، بالآخر ایسا جھگڑا مچا کہ خدا کی پناہ۔ اب شیطان اس آدمی سے کہنے لگا، دیکھ! میں نہیں کہتا تھا کہ میں تو صرف انگلی لگاتا ہوں۔

شیطان سے اللہ کی پناہ

اس لئے ہمارے اسلاف اللہ سے دعائیں مانگتے تھے۔ کہ اے اللہ ہم شیطان کے معاملے میں آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا دعا کیا کرتی تھیں کہ اے اللہ! جس طرح آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک دیا۔ شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے روک دیجئے۔ جس طرح آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک دیا اسی طرح شیطان کو مجھ پہ مسلط ہونے سے روک دے۔ اس بارے میں اللہ سے دعائیں مانگا کریں۔

ماہِ رمضان اور شیطان

اس بد بخت کے داؤ سے ہم کیسے بچیں۔ اس کے مقابلے میں ہم کیسے جیتیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے رمضان المبارک کے مہینے کو بہانہ بنا دیا۔ گیارہ مہینے تو یہ ہمیں گناہوں کے لئے اکساتا ہے، گناہ کرواتا ہے۔ نیکیاں ہماری ضائع کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بد بخت کا جواب دینے کے لئے یہ ایک مہینہ رمضان کا بنا دیا۔ کہ اچھا تو میرے بندوں کو بہکائے گا، درغلنائے گا، میرا نافرمان بنائے گا۔ میں نے بھی تیرا بند و بست کر لیا ہے، رمضان کا مہینہ بنا دیا۔

بارہواں راؤنڈ

رمضان کے مہینے میں کیا ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! ایسے سمجھیں کہ جیسے باکسنگ کا

مقابلہ ہے اور اس کے بارہ راؤنڈ ہیں۔ گیارہ راؤنڈ تو یہ بندے کو تنگ کرتا رہتا ہے مگر بارہویں راؤنڈ میں اللہ تعالیٰ اس کو ایسی ذلت دلواتے ہیں کہ ٹیکنیکل ٹاک آؤٹ کروا دیتے ہیں اور بندے کو جتوادیتے ہیں۔ اب بندے کو جتوانے کے لئے اللہ نے دیکھو کیسا بندوبست کیا ہے۔ ذرا غور کرنا، بالکل ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی بس Out of the way favour (عمومی ضابطے سے ہٹ کر مدد) کی ہے۔ شیطان اور انسان کے اس مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت بندے کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی کتنے ہی بہانوں سے مدد کرتا ہے۔ مثلاً

(۱) پکڑ کر مروانا

پہلی بات۔ ہمارے ہاں اگر دو بندوں میں اگر جھگڑا ہو جائے تو بعض اوقات جو مخالف ہوتا ہے ساتھی اس کو پکڑتے ہیں تاکہ دوسرا بندہ اسے مار سکے۔ اس کو کہتے ہیں پکڑ کر مروانا۔ بالکل اسی طرح رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ شیطان کو باندھ کر مرواتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جاؤ اور جتنے بڑے بڑے شیاطین ہیں، سرکش شیاطین ان کو تم باندھ دو۔

فَاَصْفَدَ مَرَدَّةَ الشَّيَاطِينِ وَ غَلُّهُمْ بِالْأَغْلَالِ
سرکش شیاطین کو قید کر دو اور گلے میں طوق ڈال دو

تاکہ میرے بندوں کے روزوں کو خراب نہ کر سکیں۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف مومنین کے ساتھ Favour (خصوصی رعایت) ہے کہ شیطان کو بندھوا دیا۔ اور دوسری طرف مومن کو کہہ دیا کہ دیکھو تمہارے لئے اچھا وقت ہے اب تم میرے قریب آ سکتے ہو، گناہ بخشوا سکتے ہو، نیک بن سکتے ہو تم میاں! اپنا داؤ لگاؤ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور انسان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی حمایت بندے کے ساتھ ہے۔

(۲) اعمالِ کاریٹ بڑھا دیا

دوسری بات یہ کہ رمضان المبارک کے اندر اعمالِ کاریٹ بڑھا دیا۔

من تقرب فیہ بخلصة کان کمن ادی فریضة فی ما سواہ و من

ادی فریضة فیہ کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواہ

مثلاً نفل پڑھو گے تو فرض کے برابر ثواب ایک فرض پڑھو گے ستر فرض

پڑھنے کا ثواب یوں ہر نیک عمل کا درجہ کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ تاکہ ایمان

والوں کے نیکیوں کے پوائنٹ زیادہ سے زیادہ ہو جائیں اور گناہوں کی نسبت نیکیوں

کا پلڑا بھاری ہو جائے۔ اور اس کی بخشش کا بہانہ بن جائے۔

(۳) قبولیتِ دعا کا وعدہ

تیسری بات کہ مومن جب روزہ رکھتا ہے تو افطاری کے وقت اس کی دعا قبول

کرنے کا وعدہ فرمایا

لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمِ حَتَّى يُفِطِرُ

روزے دار کی افطار کے وقت دعا رد نہیں کی جاتی

کہ یہ مجھ سے مغفرت مانگے گا میں اس کے گناہ کو معاف کر دوں گا۔ اور پھر

فرشتوں کو مقرر کر دیا کہ روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ سبحان اللہ۔

(۴) چرند و پرند کی دعاؤں میں حصہ

چوتھی بات۔ بعض روزہ داروں میں اتنی غفلت ہوتی ہے کہ افطاری کے چکر

میں ایسے پڑتے ہیں کہ دعا مانگنی یاد ہی نہیں رہتی۔ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے

رعایت یوں کی کہ اپنی مخلوق کو اس کے لیے دعاؤں پر لگا دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ

روزہ دار کی بخشش کے لئے ہواؤں میں پرندے، بلوں میں چیونٹیاں اور پانی میں

مچھلیاں دعائیں کیا کرتی ہیں۔ دیکھو! اللہ نے روزہ داروں کو بخشنے کے کیا کیا بہانے بنا دیے۔

(۵) شبِ قدر

اب اگر اتنا بھی انتظام ہوتا تو بہت کافی تھا۔ مگر یہیں پر بس نہیں کی فرمایا، اس مہینے میں ایک رات ہے لیلة القدر۔ اگر تم اس رات میں جا گو گے، اللہ کی عبادت کرو گے۔ تو یہ ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہوگی۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے

حساب لگائیں تو یہ اسی سال بنتے ہیں..... اسی سال کی عبادت کا ثواب ایک رات میں پا لو گے۔ اس امت کی عمریں اسی سال سے کم ہیں۔ یعنی پوری زندگی ایک طرف اس رات کی عبادت ایک طرف۔ تو اللہ تعالیٰ نے کتنی مہربانی فرمائی کہ ساری زندگی کے اعمال کا بدلہ ایک ہی دفعہ دے دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بخشنے کے بہانے ہیں۔

(۶) آخری شبِ رمضان

اتنا بھی اگر ہوتا تو بہت کافی تھا مگر فرمایا، نہیں!! ہو سکتا ہے کہ بندہ پھر بھی غافل رہا ہو۔ اس نے دعائیں نہ مانگی ہوں۔ اپنے گناہوں کو نہ بخشوایا ہو۔ لہذا جب آخری دن ہوتا ہے۔ آخری رات آتی ہے تو اب بندے کو احساس ہوتا ہے کہ اوہو! میں نے تو کچھ بھی نہ کیا اب تو رمضان گیا..... احساس ہوتا ہے..... اب تو رمضان جا رہا ہے۔ تو آخری دن تو ہم نے دیکھا بڑے بڑے غافل بھی مسجدوں میں پہنچے ہوتے ہیں کہ چلو رمضان کا استقبال نہ کر سکے الوداع تو کر آئیں۔ تو آخری رات

میں اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت کی بھی انتہا نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ پہلی رمضان سے انتیس رمضان تک جتنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ اس ایک رات میں اس کے برابر جہنمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ اتنی اللہ کی رحمت ہوتی ہے کہ سارا مہینہ غافل رہنا والا بھی آخری لمحات میں بخشا جاتا ہے۔ یہ کل چھ باتیں ہو گئیں۔

(۷) مجمع عید کی برکت

ساتویں بات یہ کہ جو لوگ سارا مہینہ ہی غافل رہے تو اتنا تو کرتے ہیں کہ عید کی نماز پڑھنے آجاتے ہیں۔ جیسے بعض لوگ ہوتے ہیں پانچ نمازیں پڑھیں نہ پڑھیں جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد میں آجاتے ہیں۔ تو جو روزے نہ رکھیں وہ عید کی نماز تو پڑھنے آجاتے ہیں۔

ایک نوجوان سے مولوی صاحب نے پوچھا تھا کہ تم نے تراویح پڑھی؟ اس نے کہا جی نہیں..... روزے رکھے؟ نہیں..... عید کی سویاں کھائیں؟ کہنے لگا، جی ہاں۔ کہنے لگے وہ کیوں؟ کہتا ہے میں نے کافر ہو کر مرنا تھا..... نہ روزے رکھے نہ نمازیں پڑھیں، نہ تلاوت کی تو چلو سویاں تو کھالیں۔ کچھ تو کریں۔ میں نے کافر ہو کے تو نہیں مرنا۔ تو بھئی رمضان میں جو کچھ نہ کر سکا وہ عید کے دن عید کی نماز پڑھنے تو آ ہی جاتا ہے۔ بلکہ پرلے درجے کے گنہگار لوگ بھی عید کی نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کو تو سب معلوم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو بہانہ چاہیے بہانہ۔ فرشتوں سے کہتے ہیں میرے بندوں کو کہہ دو۔ قومو مغفور لکم۔ عید کے مجمع میں سارے تو تراویح پڑھنے والے نہیں تھے۔ کئی غافل بھی تھے۔ سب کو ہی فرما دیا۔ قومو مغفور لکم۔ تمہارے گناہوں کو ہم نے نیکیوں میں بدل دیا۔

رحمت کی انتہا

تو یہ کل سات بہانے بن گئے۔ کون کون سے؟ شیطان کو بندھا دیا، عبادت کا

ریٹ بڑھا دیا، افطاری کے وقت دعا قبول کرنے کے وعدے فرمادئے۔ مخلوق کو دعائے مغفرت پہ لگا دیا، لیلۃ القدر عطا فرمادی، آخری رات میں پورے رمضان کے بقدر جہنیموں کو بری کر دیا اور ساتواں عید کے مجمع میں اعلانِ بخشش کر دیا۔ اب اتنا کچھ تو ہو گیا۔ لیکن حد کر دی اللہ رب العزت نے۔ ایک اور بات کہہ دی۔ فرمایا، میرے بند و باقی جتنی نیکیاں کرتے ہو ان کا تو تمہیں اجر ملے گا ایک ضابطے کے ذریعے اور وہ فرشتے ہی اجر لکھ دیں گے۔ لیکن یہ مہینہ میں نے ایسا بنایا ہے کہ اس میں تم روزے رکھو گے ان کا اجر میں خود تمہیں عطا کروں گا۔ فرمایا

الصَّوْمُ لِي وَ اَنَا اجْزِي بِهِ.

(روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں خود دوں گا)

جس نے صرف روزہ رکھا اور کچھ بھی عمل نہ کیا۔ فرمایا، فائل اجر تو میں نے ہی دینا ہے نا۔ اتنا اجر دوں گا کہ بندے کو حیران کر دوں گا، اتنا اجر دوں گا کہ اپنی رضا کا پروانہ عطا کر دوں گا، میں اتنا اجر دے دوں گا تیرے سارے سال کے گناہوں کو مٹا کے رکھ دوں گا۔ واہ میرے مولا!! قربان جائیں تیری رحمتوں پر..... انتہا کر دی اللہ نے..... انتہا کر دی بندے کو بخشنے کی۔

ہائے افسوس.....!!

اسی لئے جب انتہا ہو جائے اور پھر بھی کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو اس پر افسوس ہوتا ہے۔ اسی افسوس کی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اور انہوں نے کہا، برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی۔ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کے فرمایا آمین۔ اب سمجھ میں آئی بات کہ رحمت للعالمین نے آمین کیوں کہی۔ کہ جب میرے مالک نے بخشنے کی انتہا کر دی۔ اب بھی اگر کوئی اپنے

آپ کو نہیں بخشواتا تو سچی بات ہے صحیح معنوں میں یہی بد بخت انسان ہے۔ ورنہ کسی ماں کے بیٹے کو کوئی گالی دے تو ماں آمین کہتی ہے؟ کبھی نہیں کہتی۔ انا اس سے جھگڑا کرے گی کہ تو کون ہوتا ہے بد بخت میرے بیٹے کو بد دعا دینے والا۔ لیکن ادھر بد دعا ملی اور وہ رحمۃ للعالمین سے جو اتنے رحیم و کریم، جو امت پر اتنے مہربان تھے۔ وہ بھی اس بد دعا پر آمین کہنے لگے۔ یہ اسی وجہ سے کہ جب رحم و کرم کا دریا بہہ رہا ہو پھر کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو یہ اس کی اپنی بد بختی ہے۔

بخشنے کا پکھنڈ

ایک دیہاتی آدمی گھر سے نکلا کہ گاؤں میں میلا لگا ہوا ہے چلو میلا دیکھ کر آتا ہوں۔ وہاں لوگوں کے ہجوم میں کسی اچکے نے موقع پا کر اس کی جیب پر ہاتھ صاف کر دیا۔ وہ افسوس زدہ ہو کر گھر آیا تو بیوی نے حال چال لیا، پوچھا کہ میلا کیسا تھا؟ کہنے لگا میلا کیا تھا بس لوگوں نے میری جیب کاٹنے کے لئے پکھنڈ بنایا ہوا تھا۔ شیطان بھی یہی کہتا ہوگا۔ بڑے بڑے شیطان پوچھتے ہوں گے ایک دوسرے سے، یار تجھے بھی باندھا..... تجھے بھی باندھا تھا، ہاں یار سب کو باندھا۔ کہتے ہوں گے یار اللہ نے رمضان کا مہینہ اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے پکھنڈ بنایا ہوا ہے۔ واقعی اللہ رب العزت کی رحمت نے انتہا کر دی۔ قربان جائیں اس پروردگار کی رحمتوں پر۔

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ روے منزل ہی نہیں

اس لئے یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہمیں بخشوانے کے لئے آیا ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے معافیاں مانگیں۔ رات میں دن میں اپنے گناہوں پہ نادم ہوں، شرمندہ ہوں اور اپنے مولا کو راضی کریں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہونے کے لئے تیار ہیں۔ بس ہم بہانہ بنالیں۔ بہانہ بن گیا تو مغفرت ہو جائے گی۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ

اس ماہ تین حصے ہیں۔

أُولَٰئِكَ رَحْمَةٌ أَوْسَطُهَا مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهَا اتِّقُ مِنَ النَّارِ.

[پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی عشرہ مغفرت کا اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے خلاصی کا ہے]

اللہ کی رحمت کا جھرو

ہمارے ہاں دستور ہے کجب الیکشن (انتخابات) ہوتے ہیں تو گورنمنٹ کے کارندے جھرو پھرتے ہیں۔ جھرو کا کیا مطلب ہوتا ہے کہ اپنی پارٹی کے امیدواروں کو اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کر کے جتو دیتے ہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک میں اللہ رب العزت کی رحمت کا ایسا جھرو پھرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو شیطان کے مقابلے میں جتو دیتے ہیں۔ جس طرح جو گورنمنٹ کے کینڈیڈیٹ ہوتے ہیں ان کو بڑا مان ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی نہیں ہرا سکتا۔ ہم گورنمنٹ کے کینڈیڈیٹ ہیں۔ تو بھی ہم تو اللہ رب العزت کے بندے ہیں، اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ شیطان ہمیں کیسے گرا سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ .

(شیطان! جو میرے بندے ہوں گے تیرا داؤ ان کے اوپر نہیں چلے گا۔)

اس لئے شیطان چیختا ہے، سر پر مٹی ڈالتا ہے، روتا ہے کہ میری تو سالوں کی محنت ضائع ہو گئی۔ تو ہم کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر اپنے گناہوں کو بخشوائیں۔ تاکہ شیطان کی محنت پہ پانی پھر جائے۔ اور اللہ رب العزت کو خوشی ہو جائے کہ میرے بندے میری طرف آگئے۔ میرے بندے میرے ساتھ جڑ گئے۔ انہوں نے نیکی کی زندگی گزارنے کا دل کے اندر عہد کر لیا۔

فائل راؤنڈ

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ شیطان خائب و خاسر، ذلیل و رسوا ہو اور ایمان والے قیامت کے دن عزتیں پائیں۔ اس کے لئے اللہ رب العزت نے یہ بخشش کا مہینہ بنا دیا اس لئے اس کو شہر عظیم یعنی بڑا مہینہ کہا گیا۔ اسی لئے اس مہینے کا نبی علیہ السلام انتظار فرماتے ہیں۔ ورنہ اور بھی گیارہ مہینے ہیں اور تو کسی مہینے کا انتظار نہ کیا۔ حج کے مہینے کا بھی انتظار نہ کیا، کسی اور مہینے کا بھی نہیں کیا۔ رمضان المبارک کے بارے میں وہ دعائیں فرماتے تھے۔

اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا .

اس لئے کہ رمضان المبارک میں پہنچ کے فائل راؤنڈ ہونا تھا اور بندے کی کامیابی کو اللہ تعالیٰ نے ڈکلیئر کرنا تھا۔ یہ فائل راؤنڈ ہے اس سال کا۔ اس میں اللہ تعالیٰ بندے کی کامیابی کو ڈکلیئر کر دیتے ہیں۔ اچھا میرے بندے پچھلا نامہ اعمال صاف ہوا، آئندہ پھر نئے سرے سے زندگی شروع کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے پاک سچی اور سچی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين .



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان کیسے گزاریں

ازلادات

پر وقت و عمر و حیات

محبوب العلماء و الصالحین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
مجددی نقشبندی

رمضان کیسے گزاریں

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَ سَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

..... وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.....

الصَّوْمُ جُنَّةٌ..... أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَ سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

کامیاب انسان

اللہ جل شانہ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی بندگی کے لئے بھیجا ہے۔ یہ انسان یہاں چند روز کا مہمان ہے، اپنی مہلت اور مدت مکمل ہونے کے بعد اگلے سفر پر روانہ ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو یاد الہی میں اپنا وقت گزارے، جو اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے ہر لمحہ بے قرار رہے، جس کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو، جس کا ہر کام شریعت مطہرہ کے مطابق ہو، ایسا انسان دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب لَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا اس پر صادق آتا ہے۔

ہماری خوش نصیبی

ہماری یہ خوش نصیبی ہے کہ رمضان کا با برکت مہینہ ایک دفعہ پھر ہماری زندگیوں

میں آیا ہے۔ ایسا مہینہ کہ جس کے ایک ایک پل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے۔ جو انسان بھی اس ماہ مبارک کا دل میں ادب رکھتا ہے۔ اس کے روزے رکھتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے اور عبادات کا اہتمام کرتا ہے۔ اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کا قرب اور جنت کے اعلیٰ درجات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا۔

بزرگی کا معیار

سلف صالحین کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب وہ کسی کی بزرگی کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے کہ فلاں آدمی تو بہت بزرگ آدمی ہے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ اس نے تو اپنی زندگی کے اتنے رمضان گزارے ہیں۔ ان کے نزدیک بزرگی کا یہ پیمانہ تھا۔ بزرگی اور ترقی درجات کا اندازہ لگانے کا یہ معیار تھا کہ فلاں انسان زندگی کے اتنے رمضان المبارک گزار چکا اب اس کے درجے کو تو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ اکبر۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ترغیب

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان المبارک کی آمد پر صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا، تمہارے اوپر ایک برکتوں والا مہینہ آیا ہے، اس میں اللہ رب العزت تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور تم پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں، تمہاری خطاؤں کو معاف کرتے ہیں، دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔ اور فرمایا کہ

يَنْظُرُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى تَنَافُسِكُمْ فِيهِ (رواہ الطبرانی)

(اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں)

تنافس کہتے ہیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کو، کسی بات میں ایک دوسرے

سے مقابلہ کرنے کو۔ تو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ رمضان المبارک کے مہینے میں نیک اعمال اور عبادات میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ اس لئے اس مہینے میں ہر بندہ یہ کوشش کرے کہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے والا بن جاؤں۔ جیسے کلاس میں امتحان ہوتا ہے تو ہرنے کی کوشش ہوتی ہے کہ میں فرسٹ آ جاؤں اسی طرح رمضان المبارک میں ہماری کوشش یہ ہو کہ ہم زیادہ عبادت کرنے والے بن جائیں۔

رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ جب بھی رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے اعمال میں تین باتوں کا اضافہ محسوس کرتے۔

پہلی بات..... آپ ﷺ عبادت میں بہت زیادہ کوشش اور جستجو فرمایا کرتے تھے، حالانکہ آپ کے عام دنوں کی عبادت بھی ایسی تھی کہ ”حَتَّى يَتَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ“ یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک متورم ہو جایا کرتے تھے۔ تاہم رمضان المبارک میں آپ کی یہ عبادت پہلے سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی۔

دوسری بات..... آپ اللہ رب العزت کے راستے میں خوب خرچ فرماتے تھے۔ اپنے ہاتھوں کو بہت کھول دیتے تھے۔ یعنی بہت کھلے دل کے ساتھ صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

تیسری بات..... آپ ﷺ مناجات میں بہت ہی زیادہ گریہ و زاری فرمایا کرتے تھے۔

ان تین باتوں میں رمضان المبارک کے اندر تبدیلی معلوم ہوا کرتی تھی۔ عبادت کے اندر جستجو زیادہ کرنا، اللہ رب العزت کے راستے میں زیادہ خرچ کرنا اور دعاؤں کے اندر گریہ و زاری زیادہ کرنا۔

ہم رمضان کیسے گزاریں

اب ہم اگر نیکیوں کے اس سیزن سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں..... روٹھے ہوئے رب کو منانا چاہتے ہیں..... اپنی بگڑیاں بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں چند چیزوں کا خاص طور پر اہتمام کریں۔ ان کی وجہ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے فیوضات و برکات سے مالا مال کر دیں گے۔

(۱) روزے کی حفاظت کریں

ہمیں چاہیے کہ ہم روزہ رکھیں تو پورے آداب و شرائط کے ساتھ رکھیں۔ روزے میں کھانے پینے اور جماع کی پابندی تو ہے ہی۔ اس بات کی بھی پابندی ہو کہ جسم کے کسی عضو سے کوئی گناہ نہ ہو۔ روزے دار آدمی کی آنکھ بھی روزہ دار ہو، زبان بھی روزہ دار ہو، کان بھی روزے دار ہوں، شرمگاہ بھی روزہ دار ہو، دل و دماغ بھی روزہ دار ہوں۔ اس طرح ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک روزہ دار بن جائیں۔ اسی لیے حدیث شریف میں آیا:

الصِّيَامُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا

[روزہ آدمی کیلئے ڈھال ہے جب تک وہ اسے پھاڑ نہ دے]

ڈھال سے مراد یہ ہے روزہ انسان کیلئے شیطان سے حفاظت کا کام کرتا ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹ سے اور غیبت سے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد فرمایا،

رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَالْعَطَشُ

[کتنے لوگ ہیں جن کو روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ نہیں ملتا]
 کیوں؟..... روزہ بھی رکھا اور انڈیا کے گانے بھی سنے۔ روزہ بھی رکھا اور بازار میں جاتے ہوئے غیر محرم کا نظارہ بھی کیا، روزہ بھی رکھا اور لوگوں پہ بہتان لگائے، جھوٹ بولا، دھوکا دیا، تو ایسا روزہ اللہ کے ہاں اجر نہیں پاتا۔ یہ ظاہر داری کر رہا ہے۔ روزے کی حقیقت حاصل نہیں ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ إِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفْسِ

[کہ روزہ کھانے اور پینے سے بچنے کا ہی نام نہیں بلکہ روزہ تو لغو اور فحش کاموں سے بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔]

اسی طرح ایک اور جگہ پر روزہ داروں کے متعلق فرمایا:

مَنْ لَمْ يَزَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلُ بِهِ فَلَيْسَ لَهُ حَاجَتُ فِي أَنْ يَضَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ .

[جو بندہ جھوٹ اور اپنے عمل کے کھوٹ کو نہیں چھوڑتا، اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی پروا نہیں]

کہ ویسے تو روزہ دار ہیں اور کم تول رہے ہیں، ملاوٹ کر رہے ہیں، رشوت لے رہے ہیں، بہتان لگا رہے ہیں، غیبت کر رہے ہیں، ایسے بندے کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ کو کیا ضرورت۔

زیادہ روزہ لگنے کی وجوہات

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو آدمی پرہیزگاری کے ساتھ روزہ رکھتا ہے اسے بھوک پیاس بہت کم محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بھوک پیاس اسی کو لگتی ہے جو

بد پر ہیزیاں کرتا ہے۔

حضور ﷺ کے دور کی بات ہے، دو عورتوں نے روزہ رکھا اور روزہ ان کو اتنا لگا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئیں۔ یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں کہیں کہ کلی کریں۔ دونوں کو کہا گیا کہ کلی کریں۔ چنانچہ ان کے منہ سے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکلے۔ وہ حیران کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا پیا۔ یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے بتلایا کہ یہ دراصل روزہ رکھ کر دوسروں کی غیبت کرتی رہیں اور غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی مردار کا گوشت کھانا۔ یہ واقعات اسلئے پیش آئے کہ ہم جیسوں کیلئے آئندہ مثال بن سکیں، اللہ تعالیٰ نے عبرت بنا دیا تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے روزے کی حفاظت کریں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔ تب ہمیں روزے پر اجر بھی ملے گا اور روزہ کی برکات بھی نصیب ہوں گی۔

(۲) عبادت کی کثرت

ہم رمضان المبارک میں فرض نمازوں کو تکبیر اولیٰ کے ساتھ پابندی سے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ دیگر مسنون اعمال، نفلی عبادات، ذکر اذکار کی کثرت کریں۔ عبادت کے ذریعے اپنے جسم کو تھکائیں۔ ہمارے جسم دنیا کے کام کاج کے لئے روز تھکتے ہیں زندگی میں کوئی ایسا وقت بھی آئے کہ یہ اللہ کی عبادت کے لئے تھک جایا کریں، کوئی ایسا وقت آئے کہ ہماری آنکھیں نیند کو ترس جائیں۔

عبادت میں رکاوٹ

رمضان المبارک کے مہینہ میں بڑے بڑے شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ پھر بھی انسان عبادت نہ کرے تو رکاوٹ کونسی چیز بنی؟ انسان کا اپنا نفس بنا۔ شیطان

ہمارے نفس کو اتنا بگاڑ دیتا ہے کہ گو خود گرفتار ہو جاتا ہے۔ اب وہ چھوٹے چھوٹے شطونگڑے رہ جاتے ہیں۔ تو یہ چھوٹے چھوٹے شطونگڑے ہی ہمارے نفس کو سیدھا نہیں ہونے دیتے۔

ہماری تن آسانی کا یہ حال ہے ہمارے لئے ایک قرآن پاک تراویح میں سننا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی فلاں مسجد میں جانا ہے کیوں؟ جی وہاں ۳۰ منٹ میں تراویح ہو جاتی ہیں، فلاں جگہ ۲۵ منٹ میں ہو جاتی ہیں، ہم مسجد میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ کہاں ہم پانچ منٹ پہلے فارغ ہو سکتے ہیں۔

موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام

اپنے نفس کو سمجھائیں بہت عرصہ غفلت میں گزار بیٹھے، اس مہینے کو کمانے کی ضرورت ہے۔ اہل دل حضرات اس مہینے میں آرام کو خیر باد کہہ دیا کرتے تھے۔ ہم بھی رمضان المبارک میں آرام کو خیر باد کہہ دیں۔ ہم سوچیں کہ سال کے گیارہ مہینے اگر ہم اپنی مرضی سے سوتے جاگتے ہیں تو ایک مہینہ ایسا بھی ہو جس میں ہم بہت کم سوئیں۔ اچھی بات ہے اگر آنکھیں نیند کو ترستی رہیں، اچھی بات ہے اگر جسم کو تھکا دیں، ہاں، اگر تم آج اللہ کی رضا کے لئے جاگو گے تو قیامت کے دن اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ آنکھیں آج جاگیں گی تو کل قبر کے اندر میٹھی نیند سوئیں گی۔

موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام

نیند بھر کر وہی سویا جو کہ جاگا ہوگا

تو یہ جاگنے کا مہینہ ہے۔ ہم اپنے آرام میں کمی کر لیں۔ یوں سمجھیں کہ یہ مشقت

اٹھانے کا مہینہ ہے۔

(۳) دعاؤں کی کثرت

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کچھ دینا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس میں دعاؤں کی کثرت کرنی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

وَإِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً

رمضان المبارک میں ہر مسلمان کی ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ کے آگے رور و کر دعائیں کرنی چاہئیں نہ معلوم کونسی گھڑی میں دعا قبول ہو جائے۔ تہجد کا وقت قبولیت دعا کا خاص وقت ہے۔ لہذا سحری سے پہلے تہجد کے نوافل پڑھ کر اللہ کے آگے گریہ و زاری کی جائے اور اپنی تمام حاجات اللہ کے سامنے پیش کی جائیں۔ اللہ کو منایا جائے۔

احادیث میں افطار کے وقت روزہ دار کی دعائیں قبول ہوتی ہیں فرمایا،
 ”تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت،
 دوسرے عادل بادشاہ کی دعا تیسرے مظلوم کی دعا۔“

اس لیے افطاری کے وقت دعاؤں کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک بات پر غور کیجئے کہ بالفرض اللہ تعالیٰ کا کوئی بہت ہی نیک اور برگزیدہ بندہ ہو اور وہ آدمی آپ کو کسی وقت بتادے کہ ابھی مجھے خواب کے ذریعے بشارت ملی ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے، تم جو کچھ مانگ سکتے ہو، اللہ رب العزت سے مانگ لو۔ اگر وہ آپ کو بتائے تو آپ کیسے دعا مانگیں گے؟ بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ رور و کر اللہ رب العزت سے سب کچھ مانگیں گے کیونکہ دل میں یہ استحضار ہوگا کہ اللہ کے ایک ولی نے ہمیں بتا دیا ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ جب ایک ولی بتائے کہ یہ

قبولیت دعا کا وقت ہے تو ہم اتنے شوق کے ساتھ دعا مانگیں گے اب ذرا سوچئے کہ ویوں اور نبیوں کے سردار، اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار آدمی کی افطار کے وقت اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں تو ہمیں افطاری کے وقت کتنے شوق اور لجاجت سے اور پر امید ہو کر اللہ رب العزت سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔

مگر ہوتا کیا ہے۔ عصر کا وقت شروع ہوا..... بس اس کے بعد سے افطاری شروع ہوگئی..... افطاری بنائی جا رہی ہے..... مشورے دیئے جا رہے ہیں۔ اس میں کباب بھی ہونے چاہیں، سمو سے بھی ہونے چاہیں، پھل بھی ہونے چاہیں، فلاں بھی ہونا چاہیے۔ دس پندرہ منٹ پہلے دسترخوان پہ لگا کے بس اس کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اتنی بھی توفیق نہیں کہ دعا ہی مانگ لیں۔ یہ لانا وہ لانا..... یہ رہ گیا وہ رہ گیا..... اور اسی میں افطاری کا قیمتی وقت گزر جاتا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ وہ جو افطاری کا آخری آدھا گھنٹہ ہے اس آدھے گھنٹے میں خوب توجہ الی اللہ کے ساتھ بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاجات بیان کریں اور اپنی دنیا و آخرت کی اور جان و ایمان کی سلامتی کی، عائیں کریں۔

ویسے بھی دستور یہ ہے کہ اگر آپ کسی آدمی کو مزدوری کرنے گھر لائیں اور وہ سارا دن پسینہ بہائے اور شام کے وقت گھر جاتے ہوئے آپ سے مزدوری مانگے تو آپ اس کی مزدوری کبھی نہیں روکیں گے، حالانکہ ہمارے اندر کتنی خامیاں ہیں۔ بغض ہے، کینہ ہے، حسد ہے، بخل ہے، لیکن جو ہمارے اندر تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ اس بات کو گورا نہیں کرتی کہ جس بندے نے سارا دن محنت کی ہے ہم اس کو شام کے وقت مزدوری دیئے بغیر خالی بھیج دیں۔ اگر ہمارا دل یہ نہیں چاہتا تو جس بندے نے اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کی اور افطاری کے وقت اس کا

مزدوری لینے کا وقت آئے تو کیا اللہ تعالیٰ بغیر مزدوری دیئے اس کو ٹرخادیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لیے صدق یقین کے ساتھ افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں اس بات کی ترغیب آئی ہے کہ رمضان شریف میں استغفار کی کثرت کریں، جنت کی طلب کریں اور جہنم سے پناہ مانگیں۔ لہذا اپنی دعاؤں میں ان تینوں چیزوں کو بار بار مانگیں۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ بامراد فرمائیں گے۔

(۴) تلاوت قرآن مجید کی کثرت

رمضان المبارک کو قرآن پاک سے خاص نسبت ہے کیونکہ قرآن مجید اسی مہینے میں نازل کیا گیا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرة: ۱۸۵)

(رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا)

اس سے پہلے بھی جتنی آسمانی کتابیں اور صحیفے آئے وہ بھی اسی مہینے میں نازل ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اس مہینے کو کلامِ الہی سے خاص نسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک اس مہینے میں کثرت سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ پورے قرآن پاک کا دور کیا کرتے تھے۔ اصحاب رسول ﷺ سے لے کر آج تک یہ روایت چلی آرہی ہے کہ اس ماہ قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کی جاتی ہے۔ ہمارے بہت سے اکابر اس ماہ میں ایک دن میں ایک قرآن پاک اور بعض دو قرآن پاک بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ لہذا ہمیں بھی اپنے اکابر کی اتباع میں کثرت تلاوت کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ وقت قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیے۔

سلف صالحین کے واقعات

سلف صالحین اس مہینہ کی برکات سے کیسے فائدہ اٹھاتے تھے اس کی چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں۔ تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو جائے کہ ہمارے اسلاف یہ مہینہ کیسے گزارتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا معمول

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ ایک قرآن پاک دن میں پڑھتے تھے۔ ایک قرآن پاک رات میں پڑھتے تھے اور تین قرآن پاک تراویح میں سنا کرتے تھے..... رمضان المبارک میں تریسٹھ قرآن پاک..... ساٹھ قرآن پاک دن اور رات میں اور تین قرآن تراویح کی نماز میں..... اللہ اکبر!

حضرت رائے پوریؒ کا معمول

حضرت رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا ہے۔ جب ۲۹ شعبان کا دن ہوتا تھا تو اپنے مریدین و متوسلین کو جمع فرما لیتے اور سب کو مل لیتے اور فرماتے کہ بھئی! اگر زندگی رہی تو اب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اور اپنے ایک خادم کو بلاتے اور اسے ایک بوری دے دیتے اور فرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا، زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کو کھول کر پڑھیں گے۔ رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اگر زندگی رہی تو اس کے بعد پھر دوستوں سے ملاقات ہوگی۔ آپ کے ہاں پورا رمضان المبارک

اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا، ۲۹ شعبان کے دن جو شخص آپ کی مسجد میں بستر لے جاتا اس کو مسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی۔ دور دراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورا رمضان المبارک عبادت اور یاد الہی میں گزار دیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد زکریا کا معمول

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے تھے ”میں اکابرین ہی کے نقش قدم پر رمضان المبارک یکسوئی کے ساتھ عبادت میں گزارا کرتا تھا۔ میرا معمول تھا کہ میں سارا دن قرآن پاک کی تلاوت میں لگا رہتا۔ کچھ وقت نوافل وغیرہ میں گزرتا۔ میرا ایک دوست جو کسی دوسرے محلے میں رہتا تھا وہ رمضان المبارک میں ملنے آیا۔ اسے میرے معمولات کا اندازہ نہیں تھا۔ اس نے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا پھر اپنے کمرے میں آکر تلاوت شروع کر دی۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے کمرے میں آ گیا، وہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ میں تلاوت کرتا رہا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ عصر کی اذان ہوئی تو میں پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ ہم دونوں نے آکر نماز پڑھی، نماز کے بعد فارغ ہوتے ہی میں سیدھا اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا اور تلاوت شروع کر دی۔ وہ پھر کمرے میں آیا (وہ دوست تھا بچپن کا، بڑا بے تکلف دوست تھا) اس نے کمرے میں آکر دیکھا تو میں پھر تلاوت شروع کر بیٹھا تھا وہ تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کہنے لگا ”بھئی! رمضان المبارک تو ہمارے پاس بھی آوے مگر یوں بخار کی طرح نہیں آوے۔“

یعنی اس کا اندازہ تھا کہ ان پر تو رمضان یوں آتا ہے جیسے کسی کو بخار چڑھ جاتا

ہے اور فرماتے تھے کہ واقعی مجھے پورا مہینہ جذبہ رہتا تھا۔ اللہ اکبر۔

حضرت شیخ الہندؒ کا معمول

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی نماز تراویح اس وقت ختم ہوتی جب سحری کا وقت ہو جاتا تھا، چنانچہ تراویح ختم کرتے ہی سحری کھاتے اور ساتھ ہی فجر کی نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ ایک مرتبہ کئی دن مسلسل مجاہدے میں گزر گئے تو گھر کی مستورات نے محسوس کیا کہ حضرتؒ کی طبیعت میں نقاہت اور کمزوری ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے۔ تو انہوں نے منت سماجت کی کہ حضرت! آپ درمیان میں ایک رات وقفہ کر لیں طبیعت کو کچھ آرام مل جائیگا پھر دس پندرہ دن گزر جائیں گے۔ لیکن حضرت فرمانے لگے کہ معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان کون دیکھے گا اور کون نہیں دیکھے گا۔ گھر کی مستورات نے کسی بچے کے ذریعے قاری کو پیغام بھجوایا کہ ”قاری صاحب! آپ کسی رات بہانہ کر دیں کہ میں تھکا ہوا ہوں، آرام کرنے کو جی چاہتا ہے“ (حضرتؒ کی عادت شریفہ تھی کہ دوسروں کے عذر بڑی جلدی قبول کر لیا کرتے تھے) قاری صاحب نے کہا، بہت اچھا۔ وہ میرے شیخ و مرشد ہیں، ان پر اس وقت کمزوری اور ضعف غالب ہے تو چلو آج کی رات ذرا آرام میں گزرے گی۔ قاری صاحب تراویح پڑھانے کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ حضرت! آج میری طبیعت بہت تھکی ہوئی ہے اسلئے آج میں زیادہ تلاوت نہیں کر سکوں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا ہاں بہت اچھا، آپ بالکل تھوڑی سی تلاوت کریں۔ قاری صاحب نے ایک دو پارے سنا کر اپنی تراویح مکمل کر دی تو حضرتؒ نے فرمایا: قاری صاحب! آپ تھکے ہوئے ہیں اب آپ گھر نہ جائیے بلکہ یہیں میرے بستر پر سو جائیں۔ قاری صاحب کو مجبوراً تعمیل

کرنا پڑی۔ حضرت کے بستر پر لیٹ گئے حضرت نے فرمایا قاری صاحب! آپ بالکل آرام کریں اور سو جائیں۔ پھر لائٹ بجھا دی اور کواڑ بند کر دیئے، قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کوئی بندہ میرے پاؤں دبا رہا ہے مٹھی چا پی کر رہا ہے۔ میں حیران ہو کر اٹھ بیٹھا جب قریب ہو کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میرے پیر و مرشد حضرت شیخ الہندؒ اندھیرے میں بیٹھے میرے پاؤں دبا رہے ہیں۔ میں نے کہا، حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمانے لگے کہ قاری صاحب! آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں تھکا ہوا ہوں تو میں نے سوچا کہ چلو میں آپکے پاؤں دبا دیتا ہوں آپ کو کچھ آرام مل جائیگا۔ قاری صاحب کہنے لگے حضرت! اگر آپ نے رات جاگ کر ہی گزارنی ہے تو چلیں میں قرآن سناتا ہوں آپ قرآن ہی سنتے رہیں رات یوں بسر ہو جائیگی۔ چنانچہ قاری صاحب پھر مصلے پر آگئے انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت نے قرآن سننا شروع کر دیا..... اللہ اکبر!

مستورات کا قرآن سے لگاؤ

حضور شیخ الہندؒ کے ہاں مستورات بھی تراویح میں قرآن پاک سنا کرتی تھیں، آپ کے صاحبزادے قرآن پاک سناتے تھے اور پردے کے پیچھے گھر کی مستورات اور بعض دوسری عورتیں جماعت میں شریک ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت کے صاحبزادے بیمار ہو گئے تو حضرت نے کسی اور قاری صاحب کو بھیج دیا۔ قاری صاحب نے تراویح میں چار پارے پڑھے۔ جب سحری کے وقت حضرت گھر تشریف لے گئے تو گھر کی عورتیں بڑی ناراض ہوئیں۔ کہنے لگیں۔ حضرت! آج آپ نے کس قاری صاحب کو بھیج دیا۔ اس نے تو بس ہماری تراویح خراب کر دی۔

پوچھا کیوں کیا ہوا؟ کہنے لگیں پتہ نہیں اس کو کیا جلدی تھی بس اس نے چار پارے پڑھے اور بھاگ گئے، پھر پتہ چلا کہ یہ عورتیں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں سات قرآن پاک سنا کرتی تھیں۔ جی ہاں، کئی خانقاہوں پر تین قرآن پاک تراویح میں پڑھنے کا معمول رہا ہے، کئی خانقاہوں پر پورا رمضان المبارک اعتکاف کرنے کا معمول رہا ہے، ہمارے سلف صالحین یوں مجاہدہ کیا کرتے تھے یہ رمضان المبارک کمانے کا مہینہ ہے اپنے جسم کو تھکانے کا مہینہ ہے۔

اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ

سلف صالحین اللہ جل شانہ کو راضی کرنے کے لئے یوں عبادت کیا کرتے تھے۔ جیسے کوئی کسی روٹھے ہوئے کو مناتا ہے۔ سبحان اللہ! روٹھے ہوئے رب کو مناتے تھے۔ اگر کوئی غلام بھاگ جائے اور پھر پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کے سامنے آتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے مالک کے سامنے آ کر ہاتھ جوڑ دیتا ہے اپنے مالک کے پاؤں پکڑ لیتا ہے اور کہتا ہے میرے مالک آپ درگزر کر دیں آئندہ میں احتیاط کروں گا۔ میرے دوستو! رمضان المبارک میں ہم اللہ رب العزت کے سامنے اسی طرح اپنے ہاتھ جوڑ دیں، سر بسجود ہو جائیں اور عرض کریں کہ اے اللہ ہم نادوم ہیں، شرمندہ ہیں، جو کوتاہیاں اب تک کر بیٹھے ہیں ان کو تو معاف کر دے۔ آئندہ زندگی ہم تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں گے۔

ہم بھی کوشش کر لیں

سلف صالحین جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے بڑے بڑے اعمال پیش کریں گے، کوئی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پیش کرے

گا، کوئی زندگی کی اتنی عبادت پیش کرے گا، اس وقت ہمیں ندامت ہوگی۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اکابر کی طرز پر رمضان گزارنے کی کچھ تو کوشش کریں۔ گوان جیسی محنت نہ ہو سکے لیکن کوشش اور تمنا تو ہو۔

کاش ہمارے عمل اس قابل ہوں کہ ہم اس وقت اللہ رب العزت کے سامنے رمضان المبارک کے روزے، اس کی تلاوت اور اس کی عبادت پیش کر سکیں اور کہیں کہ یا اللہ ہم کمزور تھے گیارہ ماہ سستی کا شکار رہے کچھ نہ کر سکے۔ ایک مہینہ ایسا تھا کہ جس میں ہم نے تیری رضا کے لئے کوشش کی تو اسے قبول کر لے۔

۔ میری قسمت سے الہی پائیں یہ رنگ قبول

پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

میرے دوستو! بقیہ سال تہجد میں جاگنا ہم جیسے کمزور لوگوں کے لئے تو مشکل ہوتا ہے، چلو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے لئے ہی جاگ جاتے ہیں تو پھر اس میں چند رکعت نفل بھی پڑھ لیا کریں۔ دن کے اوقات میں ہم قرآن پاک کی تلاوت میں وقت گزار دیا کریں۔ ایک مہینہ غیبت چھوڑ دیں، لایعنی چھوڑ دیں، دوستوں کے ساتھ ایک ایک دودو گھنٹے کی ملاقاتیں چھوڑ دیں، ہم سب سے اجنبی بن جائیں۔ ہم کہیں کہ یہ مہینہ تو اپنی ذات کے لئے محنت کرنے کا مہینہ ہے، کمانے کا مہینہ ہے اس کو کمالیں جتنا کما سکتے ہیں۔

اعتکاف..... رحمتِ الہی سمیٹنے کا طریقہ

رمضان المبارک کے انوارات و برکات سے فائدہ اٹھانے کا ایک طریقہ اعتکاف ہے۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور ہمارے اکابر مشائخ اور صلحائے امت ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔ اعتکاف کا اصل مقصد اللہ رب

العزت کے در کی چوکھٹ کو پکڑ کر بیٹھ جانا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ جو سخی لوگ ہوتے ہیں ان کا دروازہ بند ہوتا ہے تو فقیر لوگ وہاں ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ دروازہ بند نہیں رہ سکتا، یہ ضرور کھلے گا۔ اور جب کھلے گا اور میں سامنے ہوں گا تو مجھے اس کا قرب ضرور ملے گا۔ اسی طرح معتکف بھی اللہ رب العزت کی رحمت کے دروازے کے سامنے امید لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔ ان راتوں میں شب قدر تلاش کرنی ہوتی ہے۔ آپ یہ نیت کریں کہ ہم ان دس دنوں میں اللہ رب العزت کی محبت، اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہاں آگئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا مجاہدہ

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ (مسلم)

(نبی علیہ السلام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اتنا مجاہدہ فرمایا

کرتے تھے کہ اتنا مجاہدہ سال کے دوسرے حصوں میں نہیں کرتے تھے)

بخاری شریف کی روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ الْآخِرَ شَدَّ مِيزَرَهُ وَ أَحْيَى لَيْلَهُ وَ أَبْقَطَ أَهْلَهُ.

[حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو نبی

کریم ﷺ اپنے ازار کو کس کر باندھ لیتے تھے، راتوں کو جاگ کر گزار

دیتے تھے اور راتوں میں اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے تھے]

لیلۃ القدر کی فضیلت

اللہ رب العزت بڑے کریم ہیں۔ انہوں نے رمضان المبارک میں ایک رات ایسی بنائی جسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ ایک رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہوتی ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے

اس ایک رات کی عبادت ایسے ہی جیسے ہزار مہینے میں گزاری ہیں۔ اسی کی تلاش کے لئے اعتکاف میں بیٹھا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

(بخاری و مسلم)

[جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت

کے لئے) کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں]

لیلۃ القدر پانے کا آسان طریقہ

لیلۃ القدر کی برکات حاصل کرنے کے لیے ایک نکتہ عرض کرتا ہوں۔ جو آدمی یہ چاہے کہ اللہ رب العزت مجھے معاف کر دے، اس کو چاہیے کہ اپنے دل سے وہ سب لوگوں کے بارے میں غصہ نکال دے۔ وہ اپنے سینے کو بے کینہ کر لے اور سب کو اللہ کے لئے معاف کر دے۔ یہ وہ موتی اور ہیرا ہے جو اللہ والوں کی محفلوں سے اس عاجز نے پایا ہے۔ جو آدمی ان آخری راتوں میں جاگ کر عبادت کرے اور اپنے سینے سے سب کے بارے میں غصہ نکال دے تو روز محشر اللہ رب العزت اسی کو بہانہ بنا کر معاف فرما دیں گے۔

اب ایک اور نکتہ عرض کر دوں۔ اگر کوئی چاہے کہ مجھے رمضان المبارک میں لیلۃ القدر میں عبادت کا ثواب ملے تو اس کو پانا بڑا آسان ہے۔ بلکہ ہر بندے کے دل میں تمنا ہوتی ہے کہ اسے لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کا ثواب ملے..... ہمیں یہ ثواب مل سکتا ہے، مگر کیسے؟

اس کے لئے یہ نکتہ سن لیجئے۔ یہ بڑا پکا نکتہ ہے۔ معلوم نہیں کہ کتنے اللہ والوں کی صحبت میں رہنے کے بعد یہ نکتہ ملا.....

اس رات میں سلامتی اور خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔

تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ

(القدر: ۴)

[نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور جبرائیل امین اپنے رب کے حکم سے ہر کام

میں

یہ سلامتی اور خیر و برکت کب نازل ہوتی ہے؟..... اس کا کسی کو پتہ نہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس رات میں کتنے بچے وہ برکتیں نازل ہوں گی مگر اللہ رب العزت نے ایک اشارہ کر دیا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ پروردگار فرماتے ہیں کہ جس رات میں بھی وہ برکتیں نازل ہوتی ہیں،

هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر: ۵)

[وہ (برکات) مطلع فجر (طلوع صبح صادق) تک باقی رہتی ہیں]

یہاں سے نکتہ ملا کہ جب بھی لیلۃ القدر ہوگی اور اس کی خاص برکتیں جب بھی شروع ہوں گی وہ شروع ہو کر صبح صادق تک ضرور رہیں گی۔ لہذا ہم جیسے کمزور مؤمن جو ساری رات عبادت نہیں کر سکتے، جب روزہ رکھنے کے لئے سحری میں اٹھتے ہیں، اگر اس وقت ہم تہجد کے چند نفل بھی پڑھ لیں تو یقیناً ہمیں لیلۃ القدر کی عبادت کا

ثواب مل جائے گا۔

زندگی کے بہترین لمحات

جو لوگ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں ان کے لئے یہ وقت زندگی کے بڑے ہی قیمتی اوقات میں سے ایک ہوتا ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے لمحات کو ذکر، عبادت اور تلاوت میں صرف کرنا چاہیے۔ مسجد میں رہ کر دنیا کی باتیں کرنا ویسے ہی ممنوع ہے۔ اس لئے اعتکاف کی حالت میں بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہئے۔ وقت کو ایسے گزاریں کہ ہر بندے کو اپنی فکر لگی ہوئی ہو۔ یہ نہ ہو کہ لوگ عبادت کر رہے ہوں تو میں بھی عبادت کروں اور جب لوگ سو جائیں تو میں بھی سو جاؤں، نہیں بلکہ ہر ایک کا اپنا طرف ہے اور ہر ایک کی اپنی ہمت ہے۔ اس میں خوب ہمت لگائیں۔

رمضان المبارک کمانے والے خوش نصیب

آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو خوب عبادت کرتے ہیں۔

◎ ایک جوان عالم ہیں۔ ان کی داڑھی کے سب بال سیاہ ہیں۔ ان کا اس عاجز سے بیعت کا تعلق ہے۔ وہ پچھلے رمضان المبارک کے بعد فرمانے لگے۔ حضرت! الحمد للہ، اللہ کی توفیق سے یہ رمضان المبارک ایسا گزرا کہ میں نے ہر دن میں ایک قرآن مجید کی تلاوت مکمل کی۔ گویا تیس دنوں میں تیس قرآن مجید مکمل کیے۔

◎ ایک صاحب نے لکھا کہ حضرت! اس رمضان المبارک میں روزانہ دس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

اگر لوگوں کے معمولات آپ حضرات کو بتانے لگوں۔ جو وہ خطوط لکھ کر بتاتے ہیں تو آپ محسوس کریں گے کہ ہم تو کچھ کر ہی نہیں رہے۔ یہ لوگ اس وقت بھی اسی

دنیا میں ہیں۔ ان کے لئے بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہے۔ ان کے بیوی بچے بھی ہیں، کاروبار بھی ہیں، ضروریات بھی ہیں، بیماریاں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ رمضان المبارک کماتے ہیں۔ ہم اگر پچھلے بیس دنوں میں کچھ نہیں کر سکے تو کوئی بات نہیں، اب اللہ رب العزت نے جو دس دن دے دیئے ہیں، ان دس دنوں کو قیمتی بنانے کی کوشش کیجئے۔ جو دوست احباب اپنے کاروبار یا ملازمت یا کسی اور وجہ سے سنت اعتکاف نہیں بیٹھ سکے ان کو چاہیے کہ وہ نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہیں۔ یہیں سے وہ کپڑے بدل کر دفتر جائیں اور وہاں سے سیدھے مسجد میں آجائیں۔ اس طرح ان برکتوں سے ان کو بھی حصہ مل جائے گا۔

ایک سبق آموز واقعہ

آپ دل میں رمضان المبارک کا احترام رکھیں۔ اللہ رب العزت کو رمضان المبارک کا احترام بہت پسند ہے۔ ”نزہۃ المجالس“ کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مجوسی تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمان غالب تھے مگر کفار ان کے درمیان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ مجوسی کے بیٹے نے رمضان المبارک کے دنوں میں کھانا کھایا۔ جب اس نے کھلے عام کھانا کھایا تو اس مجوسی کو بہت غصہ آیا۔ اس نے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تجھے حیا نہیں آتی کہ یہ مسلمانوں کا مقدس مہینہ ہے، وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور تو دن میں اس طرح کھلے عام کھا رہا ہے۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

اس مجوسی کے پڑوس میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ جب اس مجوسی کا انتقال ہو گیا تو ان بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجوسی جنت کی بہاروں میں ہے۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔ اس سے پوچھنے لگے کہ آپ تو مجوسی تھے اور میں آپ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ جواب میں کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میرے بیٹے نے رمضان المبارک میں کھلے عام کھانا کھایا تھا اور میں نے رمضان المبارک کے ادب کیوجہ

سے اس کو ڈانٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ موت کے وقت مجھے کلمہ پڑھنے کی توفیق نصیب فرمادی، اس طرح مجھے اسلام پر موت آئی اور اب میں جنت کے مزے لے رہا ہوں۔

سوچنے کی بات ہے کہ جو بندہ ادب کی وجہ سے بچے کو تنبیہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل بھی پسند آجاتا ہے تو جو بندہ اس کا حقیقی معنوں میں ادب کرے گا اور اس میں اعمال کو اسی طرح اپنائے گا جیسے اپنانے کا حق ہے تو اللہ رب العزت اس پر کیوں نہیں مہربانی فرمائیں گے۔ لہذا ان دس راتوں کو زندگی کی قیمتی راتیں سمجھیں اور یوں سوچیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے گھر میں لا کر بٹھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم مانگیں جو مانگنا چاہتے ہیں۔

نیکیوں کی چیک بک

آپ رمضان المبارک کی مثال یوں سمجھیں جیسے بنک کی چیک بک ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گویا ہمیں تیس چیک والی چیک بک دی ہے کہ تم اس کے اندر جتنی چاہو رقم لکھ لو۔ وہ تمہارے لئے آخرت میں جمع ہوتی جائے گی۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خالی چیک بھیج دیئے اور کچھ بھی نہیں لکھا، ان کے دن ایسے ہی گئے، کئی ایسے ہوں گے جو ایک لاکھ لکھیں گے، کئی ایک ملین لکھیں گے اور کئی بلین لکھیں گے، ہر کوئی اپنی اپنی پسند اور نصیب کے مطابق لکھے گا۔ ہمارے بیس چیک جمع ہو چکے ہیں اور دس چیک باقی ہیں۔ ان چیکوں پر لکھنا ہمارا کام ہے۔ جتنی رقم لکھیں گے آخرت کے خزانے میں اتنی ہی نیکیاں جمع ہوتی جائیں گی۔ اس لئے ان دنوں اور راتوں کو خوب عبادت میں گزارئیے۔ دل میں یہ نیت رکھیے کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو چاہتا ہوں اس لئے میں آپ کے گھر میں آ کر بیٹھتا ہوں۔ جب آپ یوں نیت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ آسانی فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں، جب

انسان سچے دل کے ساتھ اس کی چوکھٹ پر پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب دینا ہوتا تو وہ اس امت کو سورۃ اخلاص اور رمضان المبارک کا مہینہ عطا نہ فرماتے۔

خوف اور رجاء

انسان جب روزہ رکھے تو اس کے اندر دو کیفیتیں ہونی چاہئیں۔ ایک اس کے اندر خوف ہو اور دوسرا اس کے اندر رجاء ہو خوف کہتے ہیں ڈر کو اور رجاء کہتے ہیں امید کو۔ یعنی ڈریں بھی سہی کہ کہیں ہمارا روزہ رد نہ کر دیا جائے اور امید بھی رکھیں کہ جب اللہ نے ہمیں توفیق دے دی تو بادشاہ اور سخی در پہ بلا کے تو کسی کو خالی نہیں بھیجتے۔ جس کو نہیں دینا ہوتا اس کو وہ دروازے پہ ہی نہیں آنے دیتے۔ دروازے پہ بلا کے خالی بھیج دینا یہ سخی کی شان کے خلاف ہوتا ہے۔ تو جب رب کریم نے زندگی میں رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق دے دی۔ تو یہ اس بات کی دلیل کہ اللہ رب العزت کا ارادہ خیر کا ہے۔ تو امید بھی رہے اور ڈر بھی دل میں ہو۔

کوشش اور دعاء

اور ایک کام اور بھی کریں کہ ان روزوں کی قبولیت کے لئے کوشش بھی کریں اور دعاء بھی کریں۔ کوشش سے مراد یہ کہ اپنے روزے کو بچانے کی کوشش کریں۔ ہم یوں ہی سمجھیں۔ ہم نے روزہ رکھ لیا اب آنکھ غلط اٹھے گی تو ہمارے روزے کی حقیقت ختم، زبان سے جھوٹ نکلے گا روزے کی حقیقت ختم، ہم نے کوئی کام خلاف شرع کیا روزے کی حقیقت ختم، تو اپنے روزے کو بچانے کی بھی کوشش کریں۔

دعا سے مطلب یہ کہ شام کو افطار کے وقت ہم اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اے مولا! ہم آپ کے بندے ہیں کمزور ہیں..... ہم نے ایک عمل کے لئے کوشش تو کی مگر اس میں یقیناً کوتاہیاں رہ گئیں کیا رہ گئیں..... میرے مولا! ہمارے کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ہم پر مہربانی فرما اور اس کو قبول فرما۔ ایسی ہی مثال ہے ہماری کہ بچہ اگر پہلی جماعت میں جائے تو واپسی پر اپنی تختی کے اوپر کچھ لکیریں لگا کے لے آتا ہے۔ وہ ٹیڑھی میڑھی پڑھی بھی نہیں جاتی اور آ کے خوش ہو کے کہتا ہے ابو! آج استاد نے مجھے تختی لکھوائی میں نے لکھی۔ اب جب باپ دیکھتا ہے تو نہ الف سیدھی، نہ با، پڑھی بھی نہیں جاتی مگر باپ اس کو انعام دے دیتا ہے۔ وہ انعام اس کی خوشحالی کا نہیں ہوتا۔ وہ انعام باپ کی شفقت کی وجہ سے اس بچے کی محنت کا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے یہ کمزور ہے لیکن لکھی تو ہے نا اس نے۔ ہماری عبادتیں ایسی ہی ہیں..... اے مولا! آپ جانتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں۔ اور ہمارے اندر اتنی خرابیاں ہیں۔ ہم نے روزہ رکھ کر اس کی حفاظت کرنے کی کوشش تو کی۔ لیکن پوری طرح حق تو ادا نہ کر سکے اب اللہ اس میں جو بھی کوتاہیاں ہیں اس کو معاف فرما۔ ہم محتاج ہیں۔ دامن پھیلائے بیٹھے ہیں۔ اللہ ہمارے دامن کو بھر دیجئے۔ ہمیں اپنے در سے خالی نہ لوٹائیے۔ اس لئے کہ دنیا میں ہمارے لئے ایک ہی در ہے۔

سن فریاد میرے سوہنیا اللہ
تے میں ہور سناواں کینوں
تیرے جیا مینوں ہور نہ کوئی
تے میرے جنے لکھ تینوں

اللہ تو ہمیں رد کر دے گا تجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق تو ہمیں پڑتا ہے۔ ہماری زندگی کا مسئلہ ہے۔ ہمارا آخرت کا مسئلہ ہے۔ مہربانی فرما اور ہمیں قبول فرمائے۔ تو

جب ہم افطاری کے وقت دعا بھی کریں عاجزی کریں۔ تو یقیناً اللہ رب العزت ہماری اس عاجزی کو قبول فرما کر ہماری ان دعاؤں کو قبول کر لیں گے۔

ایک بددعا پر نبی رحمت ﷺ کا آمین کہنا

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بددعا کی۔

بَعْدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ (رواہ الحاکم)

(برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس نے اپنی

مغفرت نہ کروائی)

اس میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اول تو جبرئیل علیہ السلام بددعا کر نہیں سکتے۔ کیونکہ قرآنی فیصلہ ہے کہ

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (التحریم: ۶)

(نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور وہی کام کرتے ہیں

جو ان کو حکم ہو)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے حکم تھا اور منشاء خداوندی تھی کہ جاؤ اور بددعا کرو کہ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی۔ لیکن اس بددعا پر نبی علیہ السلام کا آمین کہہ دینا بہت ہی عجیب بات ہے..... آپ ذرا کسی ماں کے سامنے اس کے بیٹے کو بد بخت کہہ کر تو دیکھیں یا کسی ماں کے سامنے اس کے بیٹے کو بددعا دے کر کے تو دیکھیں۔ وہ ایک لفظ بھی اپنے بیٹے کے خلاف نہیں سن سکے گی۔ وہ کہے گی کہ میرے بیٹے کو بددعا دی جا رہی ہے۔ کوئی ایسا تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی بیٹے کو بددعا دے اور ماں اس پر آمین کہہ

دے..... اگر ماں محبت کی وجہ سے آمین نہیں کہہ سکتی تو نبی اکرم ﷺ جو بالمومنین رؤف الرحیم ہیں۔ مؤمنین کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے والے ہیں انہوں نے کیسے جبریل علیہ السلام کی بددعا پر آمین کہہ دی؟۔

ہمارے مشائخ نے جواب میں لکھا ہے کہ وجہ یہ تھی کہ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت گناہوں کو اتنا جلدی معاف کر دیتے ہیں کہ جو بندہ تھوڑی سی بھی کوشش کر لے اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں، اور جو اتنی بھی کوشش نہ کرے وہ پکا محروم ہے، اللہ کے محبوب ﷺ نے یہی فرمایا کہ جو رمضان کا اتنا بھی لحاظ نہیں کرتا کہ اللہ سے گناہوں کی مغفرت کروالے تو وہ پکا محروم ہے اس کا تو برباد ہو جانا ہی بہتر ہے، اس لئے آمین کی مہر لگا دی۔

عید یا وعید

رمضان المبارک کے بعد یا تو ہمارے لئے عید ہوگی یا پھر ہمارے لئے وعید ہوگی ہم دونوں میں سے ایک حال میں ہوں گے۔ عید کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ خوشی کو کہتے ہیں۔ اور وعید سزا کو کہتے ہیں۔ جن لوگوں کی رمضان المبارک میں مغفرت ہوگی ان کی اس رمضان کے بعد عید ہوگی اور جن کی رمضان میں مغفرت نہ ہو سکی ان کے لئے رمضان کے بعد وعید ہوگی۔ ایک مرتبہ عید قریب تھی۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا، حضرت! عید کب ہوگی؟ وہ فرمانے لگے، ”جب دید ہوگی تب عید ہوگی“۔ مطلب یہ ہے کہ جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی۔ کیونکہ عاشق کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو محبوب کا وصل ہی اصل عید ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ان راتوں میں یہ دعا مانگئے کہ اے اللہ! ہمیں اپنا قرب عطا فرماتا کہ

ہماری عید صحیح معنوں میں عید بن سکے۔

اجتماعی عمل کی فضیلت

یہ ذہن میں رکھیے گا کہ جب کوئی کام جماعتی طور پر کیا جاتا ہے تو اس جماعت میں سے اگر کسی ایک کا بھی کوئی عمل قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس ایک کی برکت سے سب کا عمل قبول فرما لیتے ہیں۔ اسی لئے فرض نماز کی جماعت کا یہ مسئلہ ہے کہ جتنے نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کی نماز قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سب کی نماز قبول فرما لیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بعید ہے کہ سب لوگ اکٹھا کام کریں، ان میں سے ایک کا تو وہ قبول کر لے اور دوسروں کو پیچھے ہٹا دے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سب نے مل کر کام کیا۔ ان میں سے ایک کا عمل قبولیت کے درجے تک پہنچ گیا تو چلو اس کی برکت سے سب کا قبول کر لیتے ہیں۔ جب نماز اور حج اس طرح قبول ہو جاتے ہیں تو اعتکاف کا مسئلہ بھی اسی طرح ہے۔ ہم سب یہاں مل کر بیٹھے ہیں، اب آخر اتنے بندوں میں سے کسی کی فریاد تو اللہ تعالیٰ کو پسند آئے گی۔ کسی کا رونا، کسی کی تہجد، کسی کا سجدہ اور کسی کی توبہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوگی۔ جس کا بھی کوئی عمل قبول ہوگا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم عاجز مسکینوں کے اعتکاف کو بھی قبول فرمائیں گے۔ اس لئے آپ حسن ظن کے ساتھ بیٹھے گا کہ میں جو یہاں بیٹھا ہوں، بس مجھے اللہ نے کچھ نوازنے کے لئے یہاں پہنچا دیا ہے۔ میرا کام ہے اس وقت کو عبادت کے ساتھ گزارنا۔ اللہ رب العزت میرا یہ اعتکاف ضرور بالضرور قبول فرمائیں گے اور اسے میرے لئے آخرت میں نجات کا سبب بنائیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پابندی کے ساتھ ان مجالس میں بیٹھنے

کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اصلاح فرمادے۔ ہم سب جس مقصد کے لئے یہاں مل کر بیٹھے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم سب اپنی اصلاح چاہتے ہیں۔ اس لئے دل میں اپنی اصلاح کی نیت کر لیجئے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ سے جو امید لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس امید کو پورا فرمادیتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے بوڑھی عورت کی محبت کا واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے ایک بوڑھی عورت ”دھاگے کی اٹی“ لے کر چل پڑی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اماں تم کہاں جا رہی ہو؟ کہنے لگی، یوسف علیہ السلام کو خریدنے جا رہی ہوں۔ اس نے کہا، اماں! ان کو خریدنے کے لئے تو بڑے بڑے امیر آئے ہوئے ہیں، وقت کے بڑے بڑے نواب آئے ہوئے ہیں، امراء آئے ہوئے ہیں، تو یوسف علیہ السلام کو کیسے خرید سکے گی۔ کہنے لگی کہ میرا دل بھی جانتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو میں خرید نہیں سکوں گی لیکن میرے دل میں ایک بات ہے وہ کہنے لگا کونسی بات؟ کہنے لگی کل قیامت کے دن جب اللہ رب العزت کہیں گے کہ میرے یوسف علیہ السلام کو خریدنے والے کہاں ہیں تو میں بھی یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو سکوں گی۔ اسی طرح میرے دوستو! جب اللہ جل شانہ کے سامنے ہمارے سلف صالحین اپنی زندگی کی اتنی اتنی عبادتیں پیش کریں گے تو ہم زندگی کا ایک مہینہ ہی پیش کر دیں کہ یا اللہ اور کچھ نہ کر سکے ایک مہینہ کوشش کی تھی۔ تو اسی کو قبول فرمائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پرندہ کی محنت

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اس آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ وہ آگ چالیس دن تک جلتی رہی، کوئی آدمی قریب نہیں جاسکتا تھا۔ اس وقت

ایک چھوٹا سا پرندہ چونچ میں پانی لے جا کر اس آگ کے اوپر ڈالتا تھا کسی دوسرے پرندے نے اس سے کہا کہ بھئی! تیرے اس پانی ڈالنے سے آگ تو نہیں بجھ سکے گی۔ کہنے لگا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں آگ نہیں بجھ سکے گی۔ لیکن میں نے ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کی دوستی کا حق تو ادا کرنا ہے۔

نجات کی صورت

میرے دوستو! جانتے تو ہم سب ہیں کہ ہمارے گناہ زیادہ ہیں کوششیں تھوڑی ہیں لیکن دامن پھیلانے والی بات ہے، ہم رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مانگتے ہوئے گزار دیں۔ کسی دنیا دار کا دروازہ کوئی آدمی ایک مہینہ کھٹکھٹاتا رہے تو وہ دنیا دار بھی دروازہ کھول دیتا ہے ہم تو رب العالمین کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جب ہم پورے خلوص کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے تو یقیناً اس کی رحمت جوش میں آئے گی اور ہمارے لئے مغفرت کا پیغام لائے گی۔ ہماری نجات کا دار و مدار تو محبوب حقیقی کی ایک نگاہ بلکہ نیم نگاہ پر موقوف ہے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللَّهِ بَعَزِيزٍ اللہ رب العزت ہمیں اپنی رحمت سے خصوصی حصہ نصیب فرمادے (آمین)

”وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین“



حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (تیرہ جلدیں)
- مجالس فقیر (چھ جلدیں)
- مکتوبات فقیر
- حیات حبیب (سوانح حیات)
- عشق الہی
- عشق رسول ﷺ
- باادب بانصیب
- تصوف و سلوک
- لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفر نامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- موت کی تیاری
- مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول
- اولاد کی تربیت کے سنہری اصول
- حیا اور پاکدامنی
- خواتین اسلام کے کارنامے
- عمل سے زندگی بنتی ہے

دعا میں ہوں نہ ہوئے لی وجوہات

گناہوں سے توبہ کیجئے

محسنین اسلام

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات

وظیفہ

پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں

شجرہ طیبہ

بے داغ جوانی

LOVE FOR ALLAH

Wisdom For The Seeker

Be Courteour Be Blessed

Travelling Across Central Asia

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

جب عشق سے تیرے بھر گئے ہم تو ہی رہا جس دھر گئے ہم

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

کی ایک
بے مثال کتاب

عشق العجیب

عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی
ایک حسین تحریر

- جلوہ محبوب کی رعنائیاں • عشق مجازی کی بواجبی اور عشق حقیقی کی کارفرمائیاں
- وفور جذبات کے پر کیف مناظر • عشاق کے مرٹنے کے انداز

ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ آپ کے دل کی دنیا میں بھی ہالچل مچادے

223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-2618003

مکتبہ پروفیسر

